ابتلائے انبیاء و اہلِ بیت کا دردناک بیان

اوّل

روضۃ الشہداء

مفسرِ قرآن
حضرت علامہ مُلا حُسین واعظ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ
صاحبِ تفسیر حُسینی

مترجم
حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ

چشتی کُتب خانہ
ارشد مارکیٹ جھنگ بازار
فیصل آباد۔ فون 646756

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

روضۃ الشہداء

جلد اول

تصنیف

حضرت مولانا ملا حسین کاشفی [illegible]

ترجمہ

[illegible] ابو الحسن محمد چشتی [illegible]

چشتی کتب خانہ فیصل آباد

فون - ۲۶۷۵۶

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب	روضۃ الشہداء
مصنف	علامہ حسین بن علی واعظ الکاشفی
ترجمہ نگار	علامہ صائم چشتی
پہلی مرتبہ	فروری ۱۹۸۶ء
تیسری بار	فروری ۲۰۰۳ء
تعداد	ایک ہزار
طابع	ایم لطیف ساجد، ایم شفیق مجاہد
مطبع	رمنا پرنٹنگ پریس — اصغر پریس لاہور
کتابت	اللہ دتہ جمیل رقم

ہدیہ - کامل سیٹ /۴۰۰ روپے

ناشر
شبیر برادرز
اردو بازار لاہور

marfat.com

انتسابؒ

لذتِ اشک ریزی سے

آشنا آنکھوں کے نام

marfat.com

مصنّف کا تعارفی خاکہ — از مترجم

کتاب ہذا کے آغاز میں مولف کا جو تعارف پیش کیا گیا ہے اُسکے چند اقتباس مع تحقیق مزید کے ہدیۂ ناظرین ہیں، اسم گرامی کمال الدین حسین بن علی، عُرفیت: ملّا حسین واعظ کاشفی

آپ فارسی ادب کے نثر نگار اساتذہ، جید علماء اور ثقہ مولفین میں سے ایک ہیں نویں صدی ہجری میں اس مقام و مرتبہ پر فائز ہونے والے بہت کم لوگ نظر آتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے موصوف کو عطا فرمایا تھا،

آپ قطب الواصلین، سلطان العارفین، کشتۂ عشق رسول حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ کے سگے بہنوئی اور صاحب معارج النبوت ملا معین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ کے اخوان واقربا میں سے تھے،

آپ کا اصلی وطن ایران کا مشہور شہر سبزوار تھا اور وہیں سے وعظ وارشاد کا سلسلہ شروع کیا، وہاں سے بغرض تبلیغ نیشاپور اور مشہد مقدس میں تشریف لے گئے اور وہاں پر کچھ عرصہ فریضۂ تبلیغ سرانجام دینے کے بعد ہرات پہنچ گئے۔ ہرات میں اُس وقت سلطان حسین میرزا بایقرا کی حکومت تھی جنکا دورِ حکومت ۸۷۳ھ سے ۹۱۱ھ تک ہے

آپ کی علمی وجاہت اور زورِ خطابت سے متاثر ہو کر سلطان حسین مرزا نے اُنہیں ہاتھوں ہاتھ لیا اور نہایت عزت و تکریم کے ساتھ اپنے دربار میں جگہ دی، سلطان کا زیرک اور دانا وزیر امیر شیر علی آپ کی گفتگو کا بے حد شائق تھا اور اکثر طور پر آپ کو تصنیف و تالیف کی طرف توجہ دلایا کرتا۔

علامہ کاشفی زبردست عالم دین ہونے کے علاوہ متعدد دیگر علوم پر بھی کمال

marfat.com

دسترس رکھتے تھے، فنِ تقریر و خطابت پر کامل دسترس رکھنے کے ساتھ ساتھ فنِ تحریر و ادب میں بھی بڑے بڑے اساتذہ میں شمار ہوتے تھے، اور یہ دونوں نعمتیں بیک وقت کسی ایک شخص میں بہت کم پائی جاتی ہیں۔ بایں ہمہ آپ اپنی قدر و قیمت سے بھی پُورے طور پر واقف تھے لہٰذا بغیر ایک لمحہ ضائع کئے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اپنے وعظ و ارشاد سے مستفیض فرمایا کرتے تھے۔

آپ ہر جمعہ کے روز صبح کو سلطان ہرات کے دارالسلطنت میں وعظ فرماتے جمعہ کا خطبہ امیر علی شیر وزیر کی مسجد میں ارشاد فرماتے اور وہیں پر نمازِ جمعہ ادا فرماتے، منگل اور بدھ کے روز آپ کا وعظ مدرسہ سلطانیہ ہرات میں ہوتا اور جمعرات کے دن لوگ سلطان احمد کے باغ میں آپ کی زیارت کرتے، ہفتہ کے روز آپ کوئی کام نہ کرتے جیسا کہ روضۃ الجنات میں مرقوم ہے۔

آپ کی تصانیف اور مضامین کی فہرست سے معلوم ہوتا ہے، کہ آپ فنونِ دینی کے جامع تھے اور اپنے زمانے کے جمیع علوم میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے آپ نے اپنی اکثر کتابیں فارسی زبان میں تحریر فرمائی ہیں بلکہ عربی زبان میں اُن کی کوئی کتاب معروف نہیں،

تصانیف

۱۔ **جواہر التفسیر** یہ کتاب آپ کی بہت بڑی تصنیف ہے جس کی تفصیل روضۃ الجنات میں مذکور ہے، اِس کے مقدمات ایسے فوائدِ کثیرہ پر مشتمل ہیں جن کی مثال نہیں ملتی اس کتاب میں بلند مقاصد، نادر احادیث اور لطیف و دلنواز نکات ایسے دلنشیں پیرائے میں بیان کئے گئے ہیں کہ اہلِ دل حضرات کے دل خود بخود ان کی طرف کھنچے

marfat.com

چلے جاتے ہیں، اس میں پچاس ہزار ابیات درج ہیں"

یہ تفسیر پانچویں پارے سے تجاوز نہ کر سکی اگر کامل ہو جاتی تو اس میں تیس لاکھ ابیات ہوتے، ہمارے پاس اس علمی ذخیرے کا اکثر حصہ موجود نہیں تاہم بتایا جاتا ہے کہ پہلی جزء کی تکمیل ۸۸۹ھ تا ۸۹۲ھ کے درمیانی عرصہ میں ہوئی۔

۲۔ مختصر جواہر التفسیر، یہ کتاب پورے قرآن مجید کی تفسیر ہے اور بیس ہزار ابیات پر مشتمل ہے۔

۳۔ تفسیر مواہب العلیہ یہ تفسیر مشہور و متداول ہے۔

۴۔ تفسیر سورۂ یوسف

۵۔ انوارِ سہیلی،

۶۔ اخلاق محسنی

۷۔ مخزن الاشیاء

۸۔ فضیلت صلوٰت بر رسولؐ

۹۔ اختیارات نجوم

۱۰۔ اربعین احادیث موعظہ

۱۱۔ شرح اسماء الحسنیٰ

۱۲۔ ادعیہ و اوراد

۱۳۔ علم الحروف

۱۴۔ اسرار قاسمی فی طلسمات و امثال

۱۵۔ سبعہ کاشفیہ در احوال نجوم

۱۶۔ بدائع الافکار فی صنائع الاشعار

۱۷۔ شرح مثنوی

marfat.com

۱۸، لُبِ مثنوی،

۱۹۔ لُبِ لبِ مثنوی

۲۰۔ روضۃ الشہداء[1]

روضات الجنات کے علاوہ دُوسری کتابوں میں آپ کی جن تصانیف کا تذکرہ ملتا ہے اُن کی تفصیل یہ ہے۔

۲۱۔ مراۃ الصفائی صفات المصطفیٰ،

۲۲۔ تحفۃ الصلواۃ،

۲۳۔ مالابد منہ فی المذہب،

۲۴۔ رسالہ علویہ

۲۵۔ رسالہ حاتمیہ

۲۶۔ میامن الاکتساب فی قواعد الاحتساب

۲۷۔ علم الاعداد،

۲۸۔ فیض النوال فی بیان الزوال

۲۹۔ مواہب زحل،

۳۰۔ میامنِ مشتری

۳۱۔ قواعدِ مریخ،

۳۲۔ لوامع الشمس

۳۳۔ مناہج الزہرا

۳۴۔ مناہج عطارد

۳۵۔ لوائح قمر

ممکن ہے آخری ساتوں رسالے آپ کی وُہ کتاب ہو جس کا ذکر صاحب روضات

marfat.com

[1] روضۃ الشہداء ص ۔۔ ۳۰ بحوالہ روضات الجنات

الجنات نے سبعہ کاشفیہ کے نام سے کیا ہے۔

تفسیر حسینی قادری

مختلف علوم وفنون پر محیط مُلا حسین کاشفی کی مندرجہ بالا تصانیف یقیناً نوادراتِ زمانہ سے ہونگی تاہم برصغیر ہند وپاک میں اُن کی پہچان اِن دو کتابوں سے ہوتی ہے۔

ا۔ تفسیر حسینی جس کا اُردو ترجمہ تفسیر قادری کی صورت میں عرصہ دراز سے طبع ہو رہا ہے۔

۲۔ روضۃ الشہداء جسکا اُردو ترجمہ پہلی بار ہدیہ ناظرین کیا جارہا ہے۔

آج سے پچیس برس قبل تک تفسیر حسینی کا اُردو ترجمہ تفسیر قادری کے نام سے خاص و عام میں بے حد مقبول تھا جبکہ کچھ عرصہ پہلے فارسی میں بھی اہل علم حضرات کی توجہ کا مرکز تھا، اس چوتھائی صدی میں عربی تفاسیر کے اُردو تراجم کے عَلاوہ بیشمار نئی تفاسیر اُردو زبان میں لکھی گئی ہیں اس لئے تفسیر حسینی قادری کے طلب گار خال خال نظر آتے ہیں۔

مسلک مُصنّف

حتمی بات یہ ہے کہ علامہ کاشفی حنفی المشرب سُنی ہیں۔ اور غلبۂ محبّت اہلبیت کی وجہ سے شیعہ سُنی دونوں فرقوں میں یکساں مقبول ہیں اس امر کا اعتراف نوراللہ شوستری شیعہ عالم نے اس طرح کیا ہے۔

اگرچہ بنائے تالیفات حسین کاشفی بر روش اہلسنت است اما ہیچ شیعے ہم ابتکاری مانند روضۃ الشہدا نکردہ است۔

marfat.com

علامہ کاشفی کے سُنی ہونے کی سب سے بڑی دلیل ایک تو اُن کی تفسیر حسینی ہے اور دوسری صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت سے تہی دامن نہ ہونا ہے چونکہ آپ کی ولادت سبزوار میں ہوئی تھی جو اُس زمانہ میں شیعیت کا مرکز تھا اس لئے بعض لوگوں نے اُنہیں شیعہ گمان کر لیا حالانکہ وہ مشہد مقدس میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد ہرات آ گئے تھے جو اُس زمانہ میں اہلسنت کا بہت بڑا مرکز تھا والئی ہرات اور وزراء سلطنت کا مسلک اہلسنت تھا اور یہی لوگ علامہ کاشفی کے مداحین و مخلصین میں سے تھے۔

لطیفہ ایک مرتبہ آپ ہرات سے اپنے وطن سبزوار میں تشریف لائے تو وہاں کے شیعوں نے بغرض امتحان ایک مجلس کا اہتمام کیا، آپ نے دوران وعظ کسی مسئلہ کے ضمن میں روایت بیان کی کہ حضرت جبریلؑ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بارہ ہزار مرتبہ وحی لیکر آئے۔

وہاں کے شیعہ چونکہ اُن سے بدگمان تھے چنانچہ ایک لاٹھی بردار بوڑھے نے سوال کیا جبریلؑ حضرت علی علیہ السلام کے پاس کتنی بار وحی لائے تھے؟ علامہ کاشفی یہ سُن کر ٹھٹھا گئے اور سوچا اگر کہتا ہوں جبریل علیؑ پر وحی لائے تھے تو یہ واضح جھوٹ ہے اگر کہتا ہوں نہیں لائے تو یہ لاٹھی بردار لوگ جان سے مار دیں گے اسی اثناء میں طبعی نکتہ آفرینی کام آگئی اور آپ نے فرمایا چوبیس ہزار مرتبہ، سائل نے کہا دلیل؟ فرمایا حضرت علی شہر علم کا دروازہ ہیں اس لئے جبریل جب بھی حضور علیہ السلام کے پاس آتا حضرت علی سے آتے ہوئے اور جاتے ہوئے دو بار ملاقات کرتا، آپ کے اس دندان شکن جواب نے سائل کو ساکت کر دیا۔

marfat.com

مقدّمہ

ازمؤلف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وبہ نستعین

اے شربتِ دردتو دوائے دلِ ما آشوبِ بلائے توعطائے دلِ ما

ازنامِ محمدِ توشفائے دل ما وزنامِ حبیبِ توصفائے دلِ ما

خدائے صبور بے ملال وشکور بے زوال عمّت عطیاتہ، وطابت بقیاتہ، میدان محبت ومحنت کے بلارسیدہ گان کے زمرہ کو اپنے واجب التکریم کلام قرآن کریم میں اس خطاب دلنواز سے عزت وسرفرازی عطافرماتے ہیں،

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بیشک ہم تمہیں آزمائیں گے یعنی ہم تمہارے ساتھ اہلِ آزمائش کا معاملہ کریں گے، اگرچہ تمہارا احال ہم سے مخفی نہیں تاہم ہماری خواہش ہے کہ ہر شخص کا عیارِ کاروبار امتحان کی کسوٹی پر ظاہر ہوجائے اور اہل عالم جان لیں کہ کون سا سونا اخلاص ابتلاء کی کٹھالی سے مصفّا اور بے داغ باہر آتا ہے،

خوش بود کر محک تجربہ آید بمیان
تاسیہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد

اس آیۂ کریمہ میں آزمائش الٰہی کی چند نوعیتیں بیان کی ہیں اوّل بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ یعنی اُس چیز کے ساتھ امتحان لیا جائے گا کہ اُس سے اللہ تعالیٰ کا خوف یا دشمنوں کا ڈر ہو۔

دوم وَالْجُوعِ یعنی بھوک کے ساتھ آزمائش ہوگی خواہ وہ قحط کی وجہ سے ہو

marfat.com

یا تنگیٔ معاش اور روزنہ رکھنے کی وجہ سے،

سوم - وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ - مالوں میں کمی واقع کر کے آزمایا جائے گا خواہ وہ اموال حادثات سے تاراج ہو جائیں خواہ زکواۃ و صدقات کی صورت میں ہاتھوں سے نکل جائیں۔

چہارم، وَالْأَنفُسِ جانوں میں نقصان دے کر آزمائش کی جائے گی خواہ وہ بیماری کی صورت میں ہو یا ضعف و عجز اور احتیاج و بے نوائی کی حالت میں،

پنجم وَالثَّمَرَاتِ پھلوں کی کمی سے امتحان لیا جائے گا خواہ یہ پھل آفاتِ ارضی و سماوی سے تلف کر کے اُن کا حصول ناممکن بنا دیا جائے یا بیٹوں کی موت واقع کر دی جائے کیونکہ اولاد میں دِل کا ثمر آنکھوں کی روشنی اور والدین کا ثمرۂ نہال ہوتی ہیں،

اِس آزمائش کے بعد ارشاد ربانی ہے۔ "وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ، یعنی صبر کرنے والوں کو بشارت دیں کہ اُنہوں نے اِن مصیبتوں کا مقابلہ صبر و شکیبائی کے ساتھ کیا اور شکوہ و شکایت اور جزع فزع سے باز رہے،

جام محنت خورند دَم نہ زنند	جُز براہ وفا قدم نہ زنند
خوش بسوزند در بلا چوں عُود	کہ از ایشاں بُروں نیاید دُود

اَلَّذِينَ اور یہی لوگ حکم الٰہی اور فرمانِ بادشاہی سے استحقاق بشارت رکھتے ہیں اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ کہ جب انہیں کوئی مصیبت اور تکلیف پہنچی تو انہوں نے ازراہِ اختصاص و اخلاص کہا اِنَّا لِلّٰهِ یہ اللہ کی طرف سے ہے یعنی اُس مالک کی جانب سے ہے جس کی بندگی کی کمند میں ہم بندھے ہوئے ہیں اور جو چیز آقا کی طرف سے غلام پر اور مالک کی طرف سے مملوک پر واقع ہو اُس پر ...دائے تسلیم و انقیاد اور رضا بحکم تفضل کے چارہ کار نہیں۔ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، اور ہم اُسی کے مجازات و مکافات کی

marfat.com

طرف لوٹنے والے ہیں۔ یعنی ہمارا رجوع اُسی کی ذات کی طرف ہوگا اور وُہ ہمارے کردار کے مطابق جزا و سزا مقرر فرمائے گا۔ اگر ہم نے اُس کے حکم کو خوشی سے تسلیم کر لیا تو یہ ثوابِ ابدی کا موجب ہوگا اور اگر ہم اُس کی رضا سے منہ موڑ لیں گے تو ہمیشہ کے عذاب کے مستحق ہو جائیں گے۔

سرِ قبول بباید نہاد گردن طوع
کہ ہر چہ حاکم عادل کند ہمہ داد است

اِس آیت پُر ہدایت میں یہ مضمون ظاہر کیا گیا ہے کہ مصیبت و ابتلاء اہلِ عالم کے زر کی کسوٹی اور انسانوں کے احوال کا معیارِ تجربہ ہے تاکہ جو شخص دعوئے محبت کی کٹھالی اور رنج و آلام کی بھٹی میں ڈال کر امتحان و ابتلا کی آگ سے گذارا جائے اگر وُہ شخص خواہشات نفسانی دُنیادی آرزوؤں اور بُخل و خیانت سے بچا ہوا اور پاکیزہ فطرت ہے آزمائش کی بھٹی سے خالص باہر آئے گا اور دار القرب ہدایت میں اُس کا چہرہ ضرباتِ عنایت سے شرفِ قبولیت حاصل کرے گا جبکہ اِس کے برعکس اگر کوئی شخص کینہ، بخیل اور عیب دار ہوگا تو فراق کی بھٹی میں نشاناتِ احتراق سے موسوم ہو کر مردودِ ابدی ہو جائے گا۔

ایک آسمانی کتاب میں ذکر آیا ہے مَنْ اَحَبَّ اِذَا حَبّ یَصب عَلَیہِ البلاء جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبّت کا دعویدار ہے اور دروازہ محبت پر دستِ ارادت سے دستک دیتا ہے یا وُہ شخص جسے اللہ تبارک و تعالیٰ خلعتِ محبوبی پہناتا ہے یا جرعۂ مقبولیت پلاتا ہے اُس پر دُکھوں اور مصیبتوں کے بادلوں سے مسلسل بارش برساتا ہے، نیز ہر قسم کی راحتیں خوشیاں اور آسائشیں اُس سے دُور ہو جاتی ہیں،۔

اَلْبَلَاءُ لِلْوِلَاءِ کَاللَّھَبِ لِلذَّھَبِ

یعنی بلا ولا کیلئے ایسے ہے جیسے سونے کیلئے شعلہ۔

marfat.com

اِس قول کا مطلب مثنوی شریف میں اِس طرح بیان کیا گیا ہے ،

دوستی چوں زر بلا چوں آتش است
زرِ خالص دردِل آتش خوش است

کلمات سابق کی روشنی میں جو بات سامنے آتی ہے وُہ یہ ہے کہ بلا اہل وِ لا سے اور مصیبت اہل محبت سے تعلق رکھتی ہے ، جہاں بھی مُحبّت کی بنیاد استوار کی جاتی ہے اُس میں مصیبت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے ، اور جس میدان میں دوستی کا پرچم لہراتے ہیں بلاؤں کی فوج اُس کی ملازم رکھ دی جاتی ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ دوست بناتا ہے اُسے بلاؤں میں مُبتلا کر کے رنج و محن کے امتحان میں ڈال دیتا ہے ۔ ان معنوں کی تائید حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اِس حدیث سے ہوتی ہے اِنَّ اللہ اِذَا اَحَبَّ قَوماً اِبتَلاہُم ، یعنی جب اللہ تبارک وتعالیٰ کسی قوم کو دوست بناتا ہے اُس پر رنج و بلا اور غم و اندوہ کے لشکر وارد کر دیتا ہے ، اور یہ مقرر ہے کہ مصیبت مُحبت کی مقدار میں اور بلا وِلا کے اندازہ کے مطابق نازل ہوتی ہے ، مُحبّت کے راستے میں جس قدر کوئی ساتھیوں سے آگے ہو گا اُسی قدر اُس پر مصیبتیں اور بلائیں اُن سب سے زیادہ ہونگی ،

ہر کرا فوقِ مُحبّت بیش تر
سینہ اش از نیشِ محنت ریش تر

حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے صحابہ نے پُوچھا یا رسُول اللہ ! اَیُّ النّاسِ اَشَدُّ البلاءِ یعنی لوگوں میں سب سے زیادہ جاں سوز اور غم اندوز مصیبتیں اور دِل سوز تر درد و الم کس گروہ کے لئے ہیں ؟

آپ نے فرمایا اگروہِ انبیاء کے لئے یہ لوگ حرم جلالت کے محرم ہیں اس لئے اِن کے مصائب و آلام بھی تمام انسانوں سے زیادہ ہیں اور ان کی طرف

marfat.com

جو اندوہ و غم آتا ہے وُہ تمام تر آلام سے بڑھ کر ہوتا ہے۔

ثم الامثل فالامثل یعنی بعد ازاں ان جمیع آلام و مصائب سے ملتی جلتی مصیبتیں اور بلائیں اُن لوگوں کی طرف آتی ہیں جو محبت کے راستے پر چلتے اور معرفت کے تختوں پر بیٹھتے ہیں اور ان کی مثل امتحان دیتے ہیں چنانچہ اسی پر قیاس کر لیں کہ جو شخص بارگاہِ رب العزت میں جسقدر قریب اور اقرب ہوگا اُسی قدر اُس کی معصیت اور تکلیف زیادہ ہوگی،

ہر کہ دریں بزم مقرب تر است　　جام بلا بیشترش می دہند

واں کہ ز دلبر نظر خاص یافت　　داغ عنا بر جگرش می نہند

ابتلاء میٹھا شربت نہیں جو اطفال طریقت کو دیا جائے بلکہ یہ زہر ہلاہل ہے جو بالغانِ راہ کو دیا جاتا ہے۔ مشائخ میں سے ایک بزرگ فرماتے ہیں"

درد سے خوردن ہمیکدہ عادت ماست

رطلے کہ گراں تر است آں شربت ماست

اسی مقام سے ہے کہ جو سب سے بھاری بلا ہے اُسے انبیاء کے مبارک دلوں پر رکھا گیا ہے اور مصیبت کا ہر وُہ تحفہ جو قوی تر ہوتا ہے وُہ اولیاء و اصفیاء کو بھیجا جاتا ہے۔

رُوح الارواح میں ہے کہ جو شخص بھی صدیقین و محبین کی قدمگاہ میں آتا ہے وُہ اپنی مراد کی طرف ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتا اور اپنے دل کی آرزوؤں کے مطابق ایک سانس بھی نہیں لے سکتا،

عاشق باشی ترا ازیں باید بود

ورنہ زرہ عاشق بیرون باید بود

اُس کی آزمائش کے راستے میں ہزاروں دل کباب ہیں اور اُس کی

marfat.com

فرستادہ مصیبتوں اور بلاؤں کی کشاکش سے ہزاروں آنکھیں پُرنم ہیں، ہر صحرا میں اُس کا کشتۂ محبت حسرت کے ساتھ گرا پڑا ہے اور اُس کی سطوتِ کبریائی سے جان دینے والا جسم ہر گوشہ میں جلا پڑا ہے، کون سا دل ہے جسے اُس کی آتش کبریائی کی بھٹی میں نہ جلایا گیا ہو اور کس نبی کا دل ہے جو اُس کے تیر بلا کا نشانہ نہیں بنا۔

ایک نظر حضرت آدم صفی اللہ کی حسرتوں کی طرف ڈالیں، نوحۂ نوح نجی اللہ کو اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو آگ میں ڈالنا دیکھیں، حضرت اسمٰعیل نبیل کی قربانی اور بیت الاحزان میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے کرب پر نگاہ کریں چاہ و زندان یُوسفؑ کی طرف اور شبانی و سرگردانی مُوسیٰ کلیم کو دیکھ لیجئے جناب ایوبؑ کی بیماری بے تیماری اور مظلوم زکریا علیہ السلام کے جسم پر چلتا ہوا آرہ دیکھیں حضرت یحیٰی معصوم علیہ السلام کے حلق پر زہر میں بجھی ہوئی تلوار کا چلنا اور سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لب و دندان مبارک کے الم کا مشاہدہ کریں۔

سید الشہدا جناب حمزہ کے ٹکڑے ٹکڑے دل کو دیکھیں، اہل بیت رسالت اور خانوادہ عصمت و طہارت کی مصیبتوں پر نظر کریں جناب بتول عذرا کے سر شکِ درد آلود اور جناب حیدر کرار کے خون آلود سر مبارک کو دیکھیں، نور دیدۂ زہرا جناب حسن علیہ السلام کے زہر چشیدہ لبوں اور شہید کربلا کے خون میں ڈوبے ہوئے چہرۂ انور کا مشاہدہ کریں اور اس اُمت کے دوسرے عالی ہمت بلا کشوں اور مصیبت زدوں کے احوال کو دیکھیں سب کے سب غم و الم کی بھٹی میں غمزدہ جانوں کے ساتھ جلے ہوئے ہیں۔

عالم ز بلائے دوست محنت کدہ ایست | وین محنت و غم نصیب ہر دل شدہ ایست
سر جا کہ نگاہ میکنم در رہ تو | دل خوں شدہ سوختہ غمزدہ ایست

marfat.com

عزیزانِ گرامی اِس راہ میں کسی نبی کو اس قدر بلاؤں کے کانٹوں پر سے نہیں گذرنا پڑا جس قدر سید البشر حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ، اور کسی پیغمبر کے سر پہ مصیبتوں کا اُس قدر بوجھ نہیں ڈالا گیا جس قدر حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ڈالا گیا ہے چنانچہ آپؐ خود اِس امر کا اظہار اِن الفاظ میں کرتے ہیں ما اوذِی نبی مثل ما اوذیت یعنی کسی پیغمبر کو وہ ایذاء نہیں پہنچی جو میں نے برداشت کی ہے اور اسی نسبت سے کسی پیغمبر کے اہلبیت پر وہ ظلم وجفا نہیں ہوئے جو خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلبیت پر روا رکھے گئے ،

ان میں سے ہی شہیدانِ کربلا کا واقعہ ہے کہ نہ کسی آنکھ نے ایسی مصیبتوں کو دیکھا اور نہ ہی کسی کان نے ایسی بلاؤں کا تذکرہ سُنا ،

تا دہر است واقعہ زیں صعب تر ندید — ہر کان خبر شنید کش باخبر ندید
چشم زمانہ بر ورق چرخ قصہ ای — پُر سوز تر ز حال شبیر و شبر ندید

امام یافعی کتاب مرآت الجنان میں روایت لائے ہیں! امام حسن بصری سے ابن عبد البر نے نقل کیا کہ واقع کربلا میں ابی عبد اللہ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ اہلبیت میں سے سولہ افراد نے جام شہادت نوش کیا اُس وقت اور اُس روز روئے زمین پر اُن کی مثل ونظیر کہیں موجود نہ تھی ،

مصابیح القلوب میں ابو علی حسن بن محمد سبزواری بیہقی شافعی روایت لائے ہیں کہ ایک روز حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ میں آسمانی کتابوں سے فتنوں کے متعلق بتا رہے تھے ، اثنائے گفتگو میں اُنہوں نے کہا اِن سب میں عظیم ترین واقعہ اور بہت بڑا فتنہ حضرت حسین بن علی علیہما السلام کا قتل ہوگا - اور میں نے اِس طرح پڑھا ہے کہ جس روز امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا جائے گا ساتوں آسمان خون کے آنسو روئیں گے ،

marfat.com

لوگوں نے کہا اے ابا اسحاق ہم نے نہیں سنا کہ کسی وقت آسمان خون کے آنسو رویا ہو؟

کعب الاحبار نے کہا ویلکم ان قتل الحسین امر عظیم، تم پر افسوس قتل حسین بہت بڑا امر ہے وہ خاتم النبیین اور رسول آخر الزمان کی اولاد اور سبط ہیں سید المرسلین کے پھول ہیں۔ سید او صیاء کے بیٹے اور آل عبا کے پانچویں ہیں جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی آنکھوں کا نور ہیں اس خدا کی قسم جس کے قبضے میں کعب کی جان ہے! میں نے ایسے پڑھا ہے کہ ان کی شہادت کے روز ان کی قبر پر فرشتوں کا ایک گروہ آکر رونا شروع کر دے گا اور ان کا یہ رونا قیامت تک جاری رہے گا نیز جمعہ کی ہر رات کو ستر ہزار فرشتے آپ کی قبر مبارک پر آکر گریہ کناں ہوا کریں گے اور جب صبح ہو گی تو اپنی عبادت گاہوں کو واپس چلے جائیں گے۔

اہل آسمان امام حسین کو ابی عبد اللہ مقتول زمین کے فرشتے ابی عبد اللہ مذبوح پانی کے فرشتے حسینؑ مظلوم اور ہوا کے فرشتے حسینؑ شہید کے نام سے یاد کیا کریں گے۔

بر قتل حسین ارض و سما می گریند — از عرش علیٰ تابہ ثریٰ می گریند
ماہی تہہ آب و مرغ در روئے ہوا — در ماتم شاہ کربلا می گریند

اس مصیبت پر رونا رضائے ربانی کے حصول کا باعث اور ریاض جاودانی کے وصول کا سبب ہے، چنانچہ آثار میں آیا ہے من بکی علی الحسین او تباکی وجبت لہ الجنۃ جو شخص جناب حسین علیہ السلام پر روتا ہے اس کیلئے جنت واجب ہے علامہ جار اللہ نے کہا! جو شخص امام حسین علیہ السلام پر روتا ہے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے، اور جو شخص خود کو اس غم میں رونے پر مائل کرتا ہے وہ بھی۔ من تشبہ بقوم فھو منھم کے حکم سے وجوب جنت کے

marfat.com

اس وعدے میں داخل ہے"

امام رضی بخاری بیان کرتے ہیں اے عزیزانِ گرامی کربلا کی مٹی وہ مٹی ہے۔ جس میں شہادت کا بیج بویا گیا ہے اور وہ ہواخواہوں اور محبین کی آنکھوں کا پانی مانگتا ہے، پس ہر وہ شخص جو آنکھوں کی ندی کا پانی کربلا کی خاک پر پہنچاتا ہے۔ یقیناً زمینِ سعادت میں اہلِ شہادت کا بویا ہوا تخمِ محبت اُس کی آنکھوں کے پانی سے رضا کی کھیتی میں پرورش پائے گا اور جب وہ شخص دُنیا کی منزل سے آخرت کی کھیتی کی طرف جائیگا تو اُس کے بدلے میں نعیم جنت اور نسیم راحت حاصل کرے گا یہی وجہ ہے کہ تمام محبانِ اہلِ بیت ہر سال محرم الحرام کی آمد پر شہداء کی مصیبت کو تازہ کرتے ہیں اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کی تعزیت میں سب کے دل حسرت کی آگ سے بریاں ہوتے ہیں اور اُن کی آنکھیں انتہائی حیرت واندوہ سے اشک بار ہوتی ہیں،

زاندوہ ایں ماتم جاں گسل
رواں گرد داز دیدہ ہا خونِ دل

کتابوں جو واقعات قتل گاہِ شہداء کے بارے میں تحریر ہیں مسلسل نمایاں ہیں اور ہر کتاب میں جو اس باب میں لکھا گیا ہے۔ اگرچہ شہیدوں کے واقعات کا حال ہے مگر فضائلِ سبطین کی جامعیت اور اُن کے احوال کی تفصیل سے خالی ہے۔ اعلیحضرت سلطنت مرتبت، نقابت منقبت شہزادہ اعظم نقاوہ ملوک الامم آفتاب تاباں فلک بختیاری، مہر درخشاں سپہر شہریاری، شرف عترتِ نبویہ عزتِ فرقۂ علویہ، نسب حسنی و حسب حسینی سے مخصوص و مختص، دارائے جمشید مخبر فریدوں فر، خورشید منظر، خلاصۂ سلاطین نامدار، نقاوۂ اعاظم خواقین عالی مقدار۔

marfat.com

ذو ہمۃ یرقی علی مرقی العلی | و بنورہ انکشفت دیاجیر الوریٰ
شاہ ملک خوی فلک آستاں | گلبن نو روضۂ مینو نشاں
سرور مہ رایت بہرام جاہ | صفدر مہر آیت گردوں پناہ
دادگر عادل دل عالی نسب | والی کافی کف صافی حسب

ایسا رفیع الشان کہ بلندی کا آستان، آستانۂ مناقب و اعتلاء اُس کے مناصب و مراتب کا یہ مرتبہ ہے کہ کوئی ایسا سیاح اور دور اندیش نہیں جو اُس کے خیام شرح کے آس پاس سے گذر سکے، اور نہ ہی کوئی ایسا زیرک روشن رائے ایسا ہے جو اُس کے دریائے بیان کے کنارے کے گرد پھر سکے

پایۂ قدر تو از آں بیش است | کہ توانم ادائے آں کردن
بلکہ نتواں بصد ہزار زباں | عشر از اوصاف او بیاں کردن

قرۂ باصرۂ سیادت و نقابت، طرۂ ناصیہ سلطنت و نجابت

سرو گلزار سید ثقلین
قرۃ العین خواجۂ کونین

المستفیض مرشد الدولت والملت والدین عبداللہ المعروف سید میرزا جو ہمیشہ سے آسمان سلطنت کے کواکب عظمہ اور جلالت مزینہ ہیں اور انکی دولت اور کمال ظاہری کائنات کے صحیفوں پر مرقوم ہے باوجود آپ کی سیادت نسبی کی رفعت کے کتاب کے آخر پر اس کا ایک شمہ رقم کر سکا ہوں۔"

ہم سیادت در نسب ہم شہریارے در حسب

انہوں نے اس فقیر حقیر حسین واعظ کاشفی کو حکم فرمایا کہ ایک ایسی کتاب تالیف کی جائے جو جملہ انبیاء و اصفیاء اور شہداء، اور دیگر تمام اہل ابتلاء کے احوال کی جامع ہو، اور بر سبیل توضیح و تفصیل اس میں آل عبا کا حال مرقوم

marfat.com

ہو اُس میں عربی کے ضروری اشعار کا ترجمہ کر دیا جائے اور منظومات فارسی جو اہلِ زمانہ کے اذہان کے مطابق ہطار قم کر دی جائیں۔

در آئین سخن رائی بکوشد سخن را کسوتے از نو بپوشد
زسکۂ نو کند نقدِ کہن را بزیور ہا بیاراید سخن را

اگرچہ یہ بے بضاعت اِس امر کا استحقاق تو نہیں رکھتا تھا اور بڑھاپے اور دیگر موانع رایتِ فصاحت کی موجودگی میں میدانِ بلاغت میں آنے کی ہمت نہیں کر سکتا تھا، تاہم اعلیٰ حضرت کے فرمان کی تعمیل کرتے ہوئے یہ کتاب موسوم بہ روضۃ الشہداء دس ابواب پر مرتب کر دی۔

پہلا باب، بعض انبیاء علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ابتلاء کے بیان میں۔

دوسرا باب، حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر قریش کے ظلم و جفا اور جناب حمزہؓ و جعفر طیارؓ کی شہادت کے بیان میں

تیسرا باب، حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال مبارک کے بیان میں۔

چوتھا باب، جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے حالاتِ زندگی کے بیان میں،

پانچواں باب، حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کے حالاتِ زندگی کے بیان میں،

چھٹا باب، امام حسن علیہ السلام کے بعض فضائل اور احوالِ حیات کے بیان میں۔

ساتواں باب، امام حسین علیہ السلام کی ولادت باسعادت اور آپ کے

marfat.com

دیگر بعض احوال کے بیان میں جو امام حسن علیہ السلام کی شہادت کے بعد وقوع پذیر ہوئے۔

آٹھواں باب، حضرت مسلم بن عقیل اور اُن کے بچوں کی شہادت کے بیان میں۔

نواں باب، امام حسین علیہ السلام کے کربلا میں پہنچنے، لشکر یزید سے جنگ کرنے اور اولاد و اقرباء دیگر شہداء کے ساتھ اُن کی شہادت کے بیان میں

دسواں باب، اُن واقعات کے بیان میں جو واقعۂ کربلا کے بعد اہلبیت کے ساتھ مخالفین کی طرف سے پیش آئے۔

خاتمہ کتاب، اولادِ سبطین اور اُن میں سے بعض کے سلسلہ نسب کے بیان میں۔

marfat.com

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ
تعارفی خاکہ از مترجم	۴
تصانیف	۵
تفسیر حسینی	۸
مسلک مصنف	۸
مقدمہ از مؤلف	۱۰
باب اوّل	
ابتلائے انبیاء	۳۳
ابوالبشر آدم علیہ السلام	۳۴
شجرِ ممنوعہ	۳۵
انخلائے بہشت	۳۶
شاخِ محبت	۳۷
عشق تلاش میں تھا	۳۸
جنت سے زمین پر	۳۹
حضرت آدم کی گریہ زاری	۴۰
رونے کا مقام	۴۱
حضرت آدم کی دُعا یہ تھی	۴۲
ہابیل وقابیل کا تنازعہ	۴۳
ہابیل کی قربانی	۴۴
تلاشِ ہابیل	۴۵
فریادِ آدم	۴۶
ایک اہم نکتہ	۴۷
ابتلائے نوح علیہ السلام	۴۹
تبلیغ کا کام	۴۹
کشتیٔ نوح	۵۱
اقوالِ محدثین	۵۲
ابتلائے ابراہیم علیہ السلام	۵۵
جوابِ خلیلؑ	۵۶
خُدا سے توہیں	۵۷
دوسری زبردست آزمائش	۵۸
حسن ذبیح خوابِ خلیل	۵۹
جناب ہاجرہ کا ایثار	۶۰

marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
ابلیس کا دوسرا داؤ	۶۲	اطمینان مصطفٰےؐ کے لئے	۷۹
انبیاء کے خوابوں میں شیطان نہیں آتا	۶۳	یوسف علیہ السلام کا واقعہ	۸۰
ابلیسؑ و ذبیحؑ	۶۴	اضطراب یعقوب علیہ السلام	۸۱
قربانیٔ خلیل اور جذبۂ ذبیحؑ	۶۶	یوسف علیہ السلام کی وصیت	۸۳
حضرت ذبیح کی وصیت	۶۷	ہمشیرہ کا غم	۸۴
دوسری وصیت	۶۸	برادران یوسف کا سلوک	۸۶
ماں کے نام سلام	۶۸	اندھے کنوئیں میں پھینک دو	۹۰
فرشتوں کا سوال	۷۰	جبریل میرے بندے کی مدد کر	۹۳
ستر بار چھری چلائی گئی	۷۰	جبریل صورت یعقوب میں	۹۳
کون زیادہ سخی ہے!	۷۱	انتظار یعقوب	۹۵
کون قربان ہوا؟	۷۲	حضرت یوسف کی وصیت	۹۶
دعائے اسمٰعیل	۷۲	وصیت امام حسین کی مشابہت	۹۷
غم حسینؑ میں رونے کا ثواب	۷۳	یہودا کو بھائیوں کی ملامت	۹۸
سہل بن عبداللہ کا خواب	۷۴	حضرت یعقوبؑ سے ملاقات	۹۸
غم حسینؑ پناہ حسینؑ	۷۵	برادران یوسفؑ کی پریشانی	۱۰۰
ابتلائے یعقوب علیہ السلام	۷۶	بیٹی کے آنسو	۱۰۱
عجیب شان نزول	۷۶	فرشتوں کی آہ وزاری	۱۰۱
زیادہ محبوب کون ہے؟	۷۷	تلاش یوسف	۱۰۱
کس جرم کی سزا دیں گے؟	۷۸	فراق زین العابدینؑ	۱۰۲

marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
زنجیریں پہنا دو	۱۰۳	قاصدِ یوسف حضرت یعقوب کے حضور میں	۱۲۲
کچھ اور یاد آ رہا ہے	۱۰۴	ایک نظر ادھر بھی	۱۲۳
بیچنے والوں کو مل لینے دو	۱۰۵	ابتلائے ایوب علیہ السلام	۱۲۶
میرا پیارا یاد رکھنا	۱۰۶	خدا کے رہنے کی جگہ	۱۲۶
باپ کے نام پیغام	۱۰۶	پیغام ابتلاء	۱۲۷
ماں کے مزار پر	۱۰۷	رضائے دوست	۱۲۷
ماں کا جواب	۱۰۷	بیٹے بھی چل دیئے	۱۲۸
نگران کی جفا کاری اور تیز آندھی	۱۰۸	خود کو سپرد کر دیا	۱۲۹
کربلا والوں کا کیا حال ہوگا	۱۱۰	وہ بھی مقام صبر تھا یہ بھی مقام صبر	۱۲۹
زندانِ یوسف	۱۱۲	ابتلائے زکریا علیہ السلام	۱۳۱
فریادِ یوسف بدرگاہِ خداوندی	۱۱۳	سیرت یحییٰ علیہ السلام	۱۳۱
بشارتِ وحی	۱۱۴	ولی کی صفت رونا ہے	۱۳۲
اہلِ مصر کے تبصرے	۱۱۴	غلبۂ خوفِ خدا	۱۳۳
ناراضگیٔ عزیز نافرمانیٔ خدا سے بہتر ہے	۱۱۵	حضرت یحییٰ پر وعیدِ ربانی کے اثرات	۱۳۳
قیدِ تنہائی کا علاج	۱۱۶	گم شدہ بیٹے کی تلاش	۱۳۴
ایک کنعانی سے ملاقات	۱۱۷	چرواہے سے ملاقات	۱۳۴
بارہ شاخوں والا درخت	۱۱۸	بیٹے کی دردناک ملاقات	۱۳۵
پیغام کی قیمت	۱۱۹	دوبارہ صحرا کی طرف	۱۳۶
زمین نے پاؤں چھوڑ دیئے	۱۲۱	نظریں اٹھا کر دیکھو	۱۳۷

marfat.com

مضمون	صفحہ

نظریں جھکا دو ۱۳۶
میدانِ محشر میں بنتِ رسولؐ کی آمد ۱۳۷
باپ بیٹی کی گفتگو ۱۳۸
حضرت یحییٰ کے قتل کا حکم ۱۳۹
درخت کی پناہ ۱۴۰
ابلیس کی شرارت ۱۴۰
آرا چلتا رہا شکر ہوتا رہا ۱۴۱
حضرت یحییٰ کی شہادت ۱۴۲
امام حسین بار بار حضرت یحییٰ کا ذکر کرتے تھے ۱۴۲
امام حسین کا بدلہ ۱۴۳
دوسری روایت ۱۴۳
امام مہدی انتقام حسین لیں گے ۱۴۴

بابِ دوم

حضور پر قریش اور دیگر کفار کا ظلم ۱۴۵
حضرت حمزہ اور جعفر طیار کی شہادت ۱۴۵
عظیم بلا عظیم جزا ۱۴۶
سب سے بڑا امتحان حضور کا ہے ۱۴۸
پہلی مصیبت ۱۴۹
دوسری مصیبت ۱۵۰
بعثت و دعوت ۱۵۲
دو ہمسائے ۱۵۲
ابولہب اور اس کے ساتھیوں کا کردار ۱۵۳
بڑی سختی کیا تھی ۱۵۵
مصائب ہی مصائب ۱۵۷
جنابِ فاطمہ کی بے قراری ۱۵۸
یا شاہت الوجوہ ۱۵۹
امام حسین سے لڑنے والوں کا انجام ۱۵۹
اندھے کا خواب ۱۶۰
کفار کا تشدد ۱۶۱
حضرت حمزہؓ کیسے مسلمان ہوئے ۱۶۳
حمزہؓ کا قبولِ اسلام اور ابوجہل سے انتقام ۱۶۵
شعب ابوطالب ۱۶۷
دو ساتھی الگ ہو گئے ۱۶۷
حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا آخری وقت ۱۶۸
سیدۂ فاطمۃ الزہراؑ کی آہ و زاری ۱۶۹
آرزوئے خدیجہ ۱۷۰
پیغامِ خداوندی ۱۷۱

marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
قریش مکہ کی شدت	۱۷۲	غریبوں پہ رونے والا کوئی نہیں	۱۹۴
خاندانِ نبوت کا پہلا شہید	۱۷۲	حضرت حمزہ پر رونے والیاں	۱۹۵
غزوۂ اُحد	۱۷۴	آسمان کے سرخ آنسو	۱۹۶
نافرمانی کی سزا	۱۷۵	خونِ حسین کے اثرات	۱۹۶
ساتھیوں کے ساتھ کیوں نہیں گئے	۱۷۷	فرشتوں کی امداد مسترد کردی	۱۹۷
لافتی الاّ علی	۱۷۷	خاندانِ مصطفٰے کے تیسرے شہید	۱۹۷
اتباعِ رسول کا صدقہ	۱۷۸	پرچم اسلام کی حفاظت	۱۹۸
خاندانِ نبوت کے دوسرے شہید	۱۸۱	دو پروں والے	۱۹۹
وحشی اور ہندہ	۱۸۴	غم جعفر طیار میں اشکباری	۲۰۱
شیطان کی آواز کے مدینے میں اثرات	۱۸۵	عبداللہ بن جعفر کیلئے دعا	۲۰۲
سیدہ فاطمہ کی حالتِ زار	۱۸۶	میں اِن کا مددگار ہوں	۲۰۲
ایک زیبانی عورت	۱۸۷	ابتلائے مصطفٰے اپنے بیٹے کی جدائی	۲۰۳
قاصد کا بے مثال ایثار	۱۸۸	نواسے پر بیٹا فدا کردیا	۲۰۴
باپ بیٹی کی ملاقات ایثار کا انعام	۱۹۰		
رسول رحمت جناب حمزہ کی لاش پر	۱۹۱	**باب سوم**	
حضرت صفیہ کی آمد	۱۹۲	حضور سید المرسلین کا وصال مبارک	۲۰۷
پہلی بڑی مصیبت	۱۹۳	منزل ہے مقام نہیں	۲۰۸
شہیدوں کی نماز جنازہ	۱۹۳	پھولوں کے ساتھ کانٹے بھی ہیں	۲۰۹
ستر بار نماز جنازہ	۱۹۳	اگر یہاں رہنا ہوتا	۲۱۲

marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
موت کے غم کا علاج	۲۱۳	انصار مدینہ کی پریشانی	۲۳۱
ذکرِ وصالِ مصطفٰے	۲۱۴	صحابہؓ کو آخری وصیت	۲۳۲
کیا گواہی دو گے؟	۲۱۴	اپنا بدلہ لے لو	۲۳۲
مومنوں کی جانوں کے مالک	۲۱۵	تین درہم آپ کے ذمے ہیں	۲۳۴
کیا سلوک کرتے ہو	۲۱۷	مجھے کوڑا مارا تھا	۲۳۴
محبوب مصطفٰے احسین	۲۱۸	جناب سیدہ کی بے قراری	۲۳۵
آپ تو بخشے ہوئے ہیں	۲۱۹	قصاص ہم پر واجب ہے	۲۳۷
صحابہ کرام کیلئے دعائے رسول	۲۲۰	سبطینؑ کی گذارش	۲۳۷
صحابہ کی گذارشات	۲۲۲	مہرِ نبوت چوم لی	۲۳۸
دنیا میں رہنے کا اختیار تھا	۲۲۳	ہمیں مولا کی رضا منظور ہے	۲۳۸
اُحد والوں کیلئے دُعاء مغفرت	۲۲۴	امام الانبیاء کی نماز	۲۳۹
کل کس کی باری ہے	۲۲۴	ابوبکر صدیق کی اشکباری	۲۴۰
بخار کی شدت	۲۲۵	اہلبیت کے خواب	۲۴۱
درد کی قیمت	۲۲۶	ملک الموت کی درخواست	۲۴۳
امراضِ انبیاء ایسے نہیں ہوتے	۲۲۷	عزرائیلؑ کا اجازت طلب کرنا	۲۴۵
دو نسبتیں دو شہید	۲۲۷	سیدہ فاطمہ کا جواب	۲۴۵
اشکوں بھری مسکراہٹ	۲۲۸	باپ بیٹی کی گفتگو	۲۴۶
اولادِ فاطمہ کی بزرگی	۲۳۰	حسنین کریمین کی آمد	۲۴۸
وصیت مصطفٰے	۲۳۰	میرے بیٹوں کی تکریم کرنا	۲۴۹

marfat.com

مضمون	صفحہ
ہم کس کی پناہ لیں گے	۲۴۹
صحابہ کی اشکباری علی کو وصیت	۲۵۰
اب ہم خوش ہیں	۲۵۱
جناب سیدہ کی اشکباری	۲۵۴
غم مصطفےٰ میں رونے کی قیمت	۲۵۶
بابؑ چہارم	
سیدہؑ کے حالاتِ زندگی	۲۵۸
اولادِ رسولؐ	۲۵۹
جناب سیدہؑ کی ولادت باسعادت	۲۶۰
گلشنِ عصمت وطہارت کا پھول	۲۶۱
پہلا غسل آبِ کوثر سے دیا	۲۶۲
سب سے زیادہ محبت	۲۶۲
عورت کے لئے بہتر چیز	۲۶۳
کیا سیدہ بیٹوں کے قاتلوں سے خوش ہیں	۲۶۳
گمشدگیٔ امام حسینؑ	۲۶۴
گفتگوئے آہو	۲۶۵
امام حسنؑ کی یہودی سے گفتگو	۲۶۵
تعارف اور گفتگو کا اثر	۲۶۶

مضمون	صفحہ
صالح کا اسلام اور امام حسینؑ کی واپسی	۲۶۸
آستانۂ بتولؑ پر	۲۶۸
دربارِ علیؑ میں	۲۶۹
بارگاہ رسولؐ میں	۲۶۹
دربارِ خداوندی میں	۲۷۰
اب معافی ہوتی ہے	۲۷۱
غور کیجئے	۲۷۱
مناقب بتولؑ	۲۷۲
شانِ زہراؑ کب سے ہے	۲۷۳
حدیث کساء	۲۷۵
جناب سیدہؑ کو شادی کا بلاوا	۲۷۵
پریشانی یہ ہے	۲۷۷
اگر آج میری ماں زندہ ہوتی	۲۷۸
بیٹی غم نہ کر	۲۷۹
انعام و پیغام خداوندی	۲۸۰
پوشاک زہرا کی شان	۲۸۱
غرور والیوں کے سر جھک گئے	۲۸۳
دولتِ ایمان مل گئی	۲۸۴
بیان تزویج مبارک کا	۲۸۵

marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
مرمائیل فرشتے کی آمد	۲۸۶	جناب سیدہ مزارِ رسول پر	۳۰۴
جبرائیلؑ کی آمد	۲۸۷	یا علی یہ باپ کے فراق کا غم ہے	۳۰۵
دعائے رسول برائے علی و بتول	۲۸۸	سب سے زیادہ رونے والے پانچ افراد	۳۰۷
آسمانوں پر زہرا و علی کا نکاح	۲۸۸	جناب سیدہ کے آخری لمحات	۳۰۹
پروانہ ہائے نجاتِ اُمت	۲۸۹	حضرت علی کا سوال	۳۱۰
عقدِ زہرا زمین پر	۲۹۰	حضرت زہرا کا جواب	۳۱۱
دعائے برکت	۲۹۱	جناب علی کا اظہارِ غم	۳۱۳
اہل عرفان میں سب سے بہتر	۲۹۱	جناب سیدہ کا حسنین کیلئے اضطراب	۳۱۳
آنسوؤں کی حقیقت	۲۹۲	جناب حسنین کا کھانے سے انکار	۳۱۴
جناب سیدہ کا جہیز	۲۹۲	جناب سیدہ کی وصیت	۳۱۶
آسمانوں پر سامان جہیز	۲۹۳	حضرت علی کی وصیتیں	۳۱۷
بنتِ سلیمان کا جہیز	۲۹۵	حضرات حسنین کی آمد	۳۱۸
لوائے حمد کا بیان	۲۹۶	ہمیں نانا جان نے بھیجا ہے	۳۱۹
ہماری طرح بھوکا بچہ بھی ہوگا	۲۹۸	حسنین امی کے حضور میں	۳۱۹
بھوک نہ ستائے	۲۹۹	جناب سیدہ کا خود غسل فرمانا	۳۲۰
خزانہ غیب سے آنے والا کھانا	۳۰۰	کافورِ بہشتی	۳۲۱
خالی برتن خود بخود بھر گیا	۳۰۱	جناب سیدہ کی اُمت کیلئے دعا	۳۲۱
مریم بھی یہی کہتی تھیں	۳۰۲	جناب سیدہ کا وصال	۳۲۲
وصالِ مصطفےٰ کے بعد	۳۰۲	**باب پنجم** نلید یمن کی دُعا	۳۲۵

marfat.com

مضمون	صفحہ
ولادتِ علی کی پیشگوئی	۳۲۷
زاہد کی کرامت	۳۲۷
ولادتِ حیدرِ کرار	۳۲۸
نامِ علی کیسے رکھا؟	۳۳۰
دودھ کیوں نہیں پیا تھا	۳۳۱
علی کا پہلا اور حضور کا آخری غسل	۳۳۳
علی آغوشِ رسول میں	۳۳۴
حضرتِ علی کی کنیت	۳۳۵
ابوالریحانتین اور دو رکن	۳۳۶
تین بڑی مصیبتیں	۳۳۷
شہیدوں کا مدفن	۳۳۸
حضرتِ علی کے القاب	۳۳۸
بغضِ علی نیکیاں ضائع کر دیتا ہے	۳۳۹
حضور کی علی سے محبت	۳۳۹
حضرتِ علی سے دوستی	۳۴۰
دشمنِ علی کو قتل کر دو	۳۴۱
دشمنِ علی منبر سے گر گیا	۳۴۳
حضرتِ علی سے خدا نے سرگوشی کی	۳۴۴
خصائل و فضائل	۳۴۴
علومِ حیدرِ کرار	۳۴۵
حضرتِ علی کا مقامِ عبادت	۳۴۷
مقامِ بُردباری	۳۴۷
تواضع اور انکساری	۳۴۸
سخاوت و عطا	۳۴۸
زہد و تقویٰ کا مقام	۳۵۰
قرآن مجید کی تلاوت کا عرصہ	۳۵۱
زمین کا کلام کرنا	۳۵۱
پوشیدہ چشمہ	۳۵۱
جرأت و شجاعت	۳۵۴
شہادتِ حیدرِ کرار کے واقعات	۳۵۵
خارجیوں سے افہام و تفہیم	۳۵۵
خارجیوں کی ریشہ دوانیاں	۳۵۶
دو تہائی خارجی دین میں داخل ہو گئے	۳۵۶
خارجیوں کا باوا آدم	۳۵۷
ایک راہب کا جنگ سے روکنا	۳۵۹
حضرتِ علی کا جواب	۳۵۹
شک دور کر دیا	۳۶۱
حق و باطل کا مقابلہ	۳۶۳

marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
ذوالثدیہ کی تلاش	۳۶۴	حضرت علی کا صبح سے خطاب	۳۸۲
ابن ملجم قاتل علی کا حال	۳۶۵	اولاد علی کی فریاد	۳۸۳
شہادت کی پیشگوئی	۳۶۵	حضور رسالتمآب خوابِ ابوتراب میں	۳۸۴
ابن ملجم کا اضطرابی جواب	۳۶۶	یہ زخم لاعلاج ہے	۳۸۵
ایسا ضرور ہو گا	۳۶۶	حضرت علی جوارِ علی الکبیر میں	۳۸۵
ابن ملجم کوفے میں	۳۶۷	ہاتفانِ غیب کی مزید آوازیں	۳۸۶
قطامہ کا مہر	۳۷۰	تکفین و تدفین کیسے ہو؟	۳۸۷
امیر المومنین کا خطبہ اور اعلانِ شہادت	۳۷۱	مزارِ علی کہاں ہے	۳۸۰
ابن ملجم کا راز	۳۷۲	ایک بیمار عاشق کا حال	۳۸۹
رھنے کی کوشش کرد	۳۷۴	وصالِ عاشق و معشوق	۳۹۲
حضرت علی کی غذا	۳۷۳	حضرت امام حسن کی بیعت	۳۹۲
ابن ملجم کی تیاری	۳۷۵	ابن ملجم کا انجام	۳۹۳
سفرِ آخرت کی تیاری	۳۷۵	**باب ششم**	
مرغابیوں کی فریاد	۳۷۶		
شرابی قاتل	۳۷۷	فضائل و سوانح امام حسن علیہ السلام	۳۹۵
خارجیوں کے تین حملے	۳۷۸	ولادت باسعادت	۳۹۶
ابن ملجم کا وار نماز میں	۳۷۹	حضور سے مشابہت	۳۹۸
ایک قاتل کا انجام	۳۸۰	محبت رسول کی	۳۹۹
ابن ملجم کی گرفتاری اور حضرت علی کی عطا	۳۸۱	سوار اور سواری	۴۰۱

marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
نکتۂ فضیلت	۴۰۱	اندھے کا انجام	۴۲۱
افضلیتِ نسبی	۴۰۲	مروان کا آخری وار	۴۲۱
یہ جادو نہیں دُعا ہے	۴۰۴	جعدہ کا داؤ چل گیا	۴۲۲
امام کا خطبہ اور کوفیوں کی بیعت	۴۰۵	امام عالی مقام کا خواب	۴۲۳
جنگ کی تیاری اور کوفیوں کی بے وفائی	۴۰۶	جگر ٹکڑے ہو گیا	۴۲۵
امام حسنؑ پر حملہ	۴۰۷	حدیثِ معراج کی تفسیر	۴۲۵
کیوں صُلح کی تھی	۴۰۸	رونے دیں	۴۲۷
رسُول اللہ کا خواب	۴۰۹	امام کو زہر کس نے دیا	۴۲۸
شرانگیزی کا سدِّباب مگر	۴۰۹	امام حسن کا قاتل سے خطاب	۴۲۹
زہر لانے والے کا انجام	۴۱۱	امام حسنؑ کا وصال مُبارک	۴۲۹
زہر منگوانے والے کا انجام	۴۱۲	مقامِ تدفین	۴۳۰
مروان بن حکم کا دامِ فریب	۴۱۳	امامِ حسن علیہ السلام کی عمر مُبارک	۴۳۱
عورت کا مکر شیطان سے بڑا ہے	۴۱۵	جعدہ کا انجام	۴۳۱
جعدہ الیسونیہ کے دام میں	۴۱۶		
امام حسن دارالشفاءِ رسُول میں	۴۱۷		
جعدہ کا دوسرا وار اور اس کا علاج	۴۱۷		
مدینہ سے مُوصل میں	۴۱۸		
اندھے کی لاٹھی	۴۱۹		
اندھے کے ساتھ امام کا سلوک	۴۲۰		

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بابِ اوّل

بعض انبیاء کرام علیہم التحیۃ والثناء کی ابتلا کے بیان میں

marfat.com

ابوالبشر آدم صفی اللہ علیہ السلام

آں روز کہ آب و خاک برہم زدہ اند
بر طینتِ آدم رقمِ غم زدہ اند
خالی نہ بود آدمی از درد و بلا
کاں ضربتِ اولیں برآدم زدہ اند

ابھی حضرت آدم علیہ السلام اخفائے عدم سے فضائے وجود میں نہیں آئے تھے کہ فرشتوں نے انسانوں پر زبانِ طعن دراز کرتے ہوئے اُن کے فساد و خون ریزی کی گواہی دی۔ بعدازاں شہنشاہِ جلیل کے حکم سے حضرت عزرائیل علیہ السلام نے زمین کے تمام طبقات سے مٹی کی مٹھی اٹھائی اور جنت میں ڈال دی۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے اس خاک کے اوپر پاکیزہ بادل کا ایک ٹکڑا متعین فرمایا کہ چالیس روز اس خاک کی آبیاری کرے اور کسی وقت بھی اس پر سے اپنا سایہ نہ اٹھائے۔

رب الارباب کے حکم سے وہ بادل انتالیس صبحیں اس پر غم و اندوہ کے دریا کا پانی حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی پر برساتا رہا۔ یہاں تک کہ رنج و غم کے پانی سے وہ خاک پھول بن گئی۔

marfat.com

خاکِ آدم را بآبِ غم مخمر ساختند!
پس درو درد و بلا را جا مقرر ساختند

آدم علیہ السلام کی مٹی کا غم کے پانی سے خمیر تیار کیا گیا تو اُس میں درد و مصیبت کی جگہ مقرر ہو گئی۔ چالیسویں روز خوشی کے سمندر کے پانی کے چند قطرے اس مٹی پر چھڑکائے گئے۔ گویا انسانوں میں غم و آلام کی کثرت اور شادمانی و مسرت کی کمی کا سبب یہی ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔ ؎

بے حکمتے غریب حدیثے عجیب نیست
شادیٔ یک زمان و غمِ جاودانِ ما

شجرِ ممنوعہ

اور جب آدم علیہ السلام میں روح پھونکی گئی اور آپ از روئے تعظیم مسجودِ ملائکہ ہوئے اور جناب حوا علیہا السلام ان کے پہلو سے پیدا ہو کر ان کی مونس و ہمدرد بن گئیں تو ان کو اللہ تعالیٰ کا فرمان پہنچا، "اے آدم! آپ اور آپ کی بیوی بہشت کی سکونت اختیار کریں اور اس کے پھل کھائیں، جو بیشمار ہیں۔ اور جہاں چاہو جاؤ اور ہر قسم کا لباس پہنو اور ہر رنگ کا کھانا کھاؤ، مگر گندم کے درخت یا انگور یا کافور یا شجرۃ العلم کے گرد نہ گھومنا۔"

شجرۃ العلم جنت کے درمیان ایک درخت ہے، جو لطیف پھلوں اور پاکیزہ کھانوں پر مشتمل ہے۔ جو اس سے کھا لیتا ہے، اچھے اور بُرے کو جان جاتا ہے۔

پس حضرت آدم و حوا علیہما السلام جنت میں استراحت پذیر تھے، ابلیس کو ان کے اس حال پر رشک ہوا تو وہ مور اور سانپ کے ذریعہ سے بہشت میں در آیا۔ اور مختلف حیلوں، وسوسوں اور جھوٹی قسموں سے حضرت آدم علیہ السلام اور جناب حوا سلام اللہ علیہا کو فریب دیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے شجرِ ممنوعہ سے کھا لیا۔ اور مصیبتوں کی فوج ان کے چہروں کے سامنے آگئی۔ حضرت آدم علیہ السلام تاجِ عزت اور حلۂ کرامت پہنے ہوئے ملکِ بہشت کے بادشاہ تھے۔ چنانچہ غلمان اور لڑکے ان کی خدمت پر مامور تھے۔

marfat.com

اور رضوان اور حوریں جناب حوّا علیہا السلام کی غلامی میں تھیں۔

اُس درخت کا پھل کھانے کے فوراً بعد تاج شرف اور کلاہ جلال ان کے سر سے الگ الگ ہو گئی اور بہشت کا لباس اُن کے جسم سے اُتر گیا اور وہ برہنہ ہو گئے۔ وہ اپنے حال کو دیکھتے اور انتہائی حسرت و نامرادی سے گریہ زاری کرتے۔ وہ جس درخت کے قریب جاتے اُس سے آواز آتی: "دور ہو جائیں، دور ہو جائیں"۔ اور ایک پتے کو بھی اپنی موافقت میں نہ پاتے۔

جناب آدم علیہ السلام برہنگی کی شرمندگی سے ایک ایک درخت کے پیچھے چھپتے پھرتے کہ فرمانِ الٰہی پہنچا: "اے آدم! تو مجھ سے بھاگتا ہے"[1] حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی "بلکہ تجھ سے حیا آتی ہے[2] اور اپنے گناہوں سے سرگرداں ہوں۔ یا اللہ میں تجھ سے بھاگ کر کہاں جا سکتا ہوں، کیونکہ تیرے حضور سے گریز ممکن ہی نہیں۔" ؎

کجا روم کہ بغیر از درت پناہ ندارم
جز آستانۂ لطفت گریزگاہ ندارم

انخلائے بہشت

بالآخر انہوں نے انجیر کے پتوں سے خود کو ڈھانپا اور حکم ہوا کہ بہشت سے نکل جائیں۔ جناب آدم علیہ السلام نے جناب حوّا علیہا السلام کا ہاتھ پکڑا اور بہشت سے باہر آ گئے۔ جناب آدم علیہ السلام ہر وقت روتے رہتے کہ شاید میرا رونا شب غم کی صبح اور مند دروازے کی چابی بن جاتے، مگر کسی طرف سے خوشبوئے مراد مشام امید تک نہ پہنچی۔

جب آدم علیہ السلام جنت سے باہر نکلے تو ان کی زبان پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ جاری تھا۔ جبریل علیہ السلام نے کہا، "اے آدم! تو نے یہ بزرگ کلمہ کہا ہے۔ ایک زمانے کے بعد شاہد غیب کے افق پر نجات کی روشنی درخشاں ہو جاتے اور مطلع کرم سے خلاصی

---

[1] أَفِرَارًا مِنِّي يَا آدَمُ [2] بَلْ حَيَاءً مِنْكَ

marfat.com

کا ستارہ طلوع کرے۔ آواز آئی اے جبریل چھوڑ دے، تاکہ یہ چلا جائے۔ جبریل نے کہا، الٰہی انہوں نے تیرا نام رحمٰن و رحیم پڑھا ہے، کونسی بڑی بات ہے اگر تو ان پر رحم کرے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا! جبریل میری رحمت کم نہیں، اور نہ ہی مجھے رحمت کرنے سے ملال و ندامت ہے ولیکن اگر آج میں اس پر رحمت کروں گا تو صرف اس کی اکیلی ذات پر ہوگی، ٹھہر! تاکہ کل قیامت کے دن جب آدم علیہ السلام بہشت کی طرف رخ کریں گے اور ان کے کروڑوں گنہگار بیٹے ان کے ساتھ ہوں گے، تو ان پر رحمت کروں گا، تاکہ میری رحمت کا نشان ظاہر ہو۔"

اور بحر الحقائق میں آیا ہے کہ آدم علیہ السلام کو بہشت سے اس سبب سے عذر خواہی تھی کہ عشق کیسا تھ لٹکا ہوا تھا۔ اور عشق دار الملام یعنی ملامت کا گھر ہے، دار السلام نہیں عشق اہل ملامت کو چاہتا ہے اور عقل راحت و سلامتی کو تلاش کرتی ہے۔ ؎

اے مرو رہ عشق بکش بار ملامت
یا دہ گزر از عشق و برو خوش سلامت

شاخِ محبت

اکابرین میں سے ایک بزرگ از روئے تاویل فرماتے ہیں کہ وہ درخت جو جناب آدم علیہ السلام کے لیے ممنوع تھا، اس کے قریب ہوئے تو وہ شاخ محبت تھی۔ اور نفس آدم میں اسے حضرت آدم علیہ السلام کے لیے ہی لگایا گیا تھا۔ وہ ان سے محبت کرتا تھا اور وہ اس سے محبت کرتے تھے۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا اس سے انہیں روکنا دلیل محبوبی تھا کہ اس کا حسن و جمال کمال پر تھا یا تحریص و ترغیب کے طور پر تھا۔ کیونکہ انسان اس چیز پر حریص ہوتا ہے جس سے اُسے منع کیا جاتے۔ یعنی انسان کی طبیعت کا اقتضاء یہ ہے کہ وہ اس چیز کی طلب پر حریص ہو جس سے اُسے روکا جاتے۔

اور ممکن ہے کہ اگر حضرت آدم علیہ السلام کو اس سے نہ روکا جاتا تو انکو نفس کی مرادیں پوری کرنے اور تکمیل لذات کے لیے شریعت کی پرواہ نہ ہوتی۔ کیونکہ محبت روحانی غذا ہے۔ اور جو شخص

marfat.com

جسم کی پرورش میں لگا رہتا ہے اسے روح کی پرورش کی فراغت نہیں ہوتی۔ تو حکم ہوا کہ اے آدمؑ! اگر تم آسائش طلب کرتے ہو تو یہ جو کچھ بہشت میں ہے کھا، اور شجرِ محبت کے قریب نہ جانا تا کہ کہیں محنت و محبت تجھے اپنی طرف نہ کھینچ لے اور تو اپنے نفس پر ظلم کرنے والوں سے نہ ہو جائے۔ کیونکہ نوشِ محبت بغیر نیشِ مصیبت کے نہیں، تیری محنت و محبت رنج و افسوس سے مامون ہوگی

عاشقاں را از بلا صد راحت است ! | کہ محبت ہم نشینِ محنت است
عشق چوں دعوئ جفا دیدن گواہ | چوں گواہت نیست دعویٰ شد تباہ
ہر کہ دعوائے محبت ساز کرد | صد در از غم بر رخ خود باز کرد

عشق تلاش میں تھا

سلطان العارفین قدس سرہٗ سے منقول ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام وجود سے پہلے عشق و محبت ایک مظہر کی تلاش میں تھے اور جب فرشتوں کو ان کی مظہریت کا استحقاق حاصل نہ ہوا تو گوشۂ تنہائی اور علیحدگی میں چلے گئے۔ یہاں تک کہ ملک و ملکوت میں ابلیس کی اطاعت و عبادت کا کر و فر اور دبدبہ ظاہر ہوا۔ عشق نے چاہا کہ اس کی مواصلت کی کمر میں اپنا ہاتھ ڈالدے یعنی اُس کے قریب ہو جائے، تو عزت و جلال کے بادشاہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی، ٹھہر اور اپنے دشمن کو پہچان!

عشق دوسری بار حجلۂ غیب میں بیٹھ گیا اور اس کے دروازہ پر جنّوں اور ملائکہ نے پہرہ لگا دیا۔ یہاں تک کہ حضرت آدم علیہ السلام اخفائے عدم سے فضلئے شہود میں جلوہ گر ہوتے، تو عشق شجرِ ممنوعہ کی صورت میں اُن کے سامنے ظاہر ہوا، تو وہ اس کے جمال کے شیدائی ہو گئے اور انہوں نے چاہا کہ ہر جگہ اس کا وصال حاصل رہے۔

کہتے ہیں کہ یہ معنی دارِ جنت میں درست نہیں آتے، کیونکہ عشق کا ٹھکانہ محبت و محنت کے ماروں کا دل ہے اور بہشت میں متاعِ محنت نہیں پائی جاتی۔ بہشت کی راحتوں میں گریہ و زاری کا کیا کام؟ قیدیوں کے لیے دنیا کی جگہ ہی کام آتی ہے۔ ؎

اے برادر عاشقی را درد باید درد گو | بر سر کوئے محبت مرد باید مرد گو

marfat.com

چند ازیں ذکرِ فسردہ چند ازیں فکرِ دراز — نعرہ ہائے آتشیں و چہرہ ہائے زرد کو

پس حضرت آدم علیہ السلام محبت کی ہوس میں فضائے بہشت سے تنگنائے دُنیا میں آگئے اور سلامتی کے ساحل سے گردابِ ملامت کی طرف چہرہ کر لیا اور فرحت کے گلشن سے غم کے آتش کدہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ گلزارِ نعمت کو خارزارِ عقوبت میں بدل لیا، محبت کی بلندیوں سے جنت کی پستیوں میں گر پڑے، مرتبۂ قربت سے غربت کی آبادی میں آ گئے۔ طبقاتِ تکلیف و کلفت کو درجاتِ اُنس و اُلفت پر ترجیح دے کر خوشیوں کی عبادت گاہ سے قدم باہر نکالا اور غمکدۂ بدنامی کی سکونت اختیار کر لی۔ اس لیے کہ عشق اور نیک نامی ایک دوسرے کو راس نہیں آتے۔

رہا کنید کہ تن دردہم ببدنامی
کہ نامِ نیک در آئینِ عاشقاں ننگ است

جنت سے زمین پر

الغرض جب صدائے اِہبطُوا مِنہا بلند ہوئی، یعنی حکم ہوا کہ بہشت سے نکل کر دُنیا میں چلے جاؤ تو اس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے جنابِ حوا علیہا السلام کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا، آؤ چلیں بات ہماری معزولی تک پہنچ گئی ہے اور دُنیا کی مصیبت، غربت اور زبے کسی سے واسطہ پڑ گیا ہے۔

برخیز کہ وقت افتراقست امروز	با محنت و درد و اتفاقست امروز
اے دیدہ زرخ وصال دیدی یک چند	خوں بار کہ نوبتِ فراقست امروز

اور جب جناب آدمؑ اور جناب حواؑ ایک دوسرے کے ساتھ چلنے لگے تو جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کی "اے آدمؑ آپ جناب حواؑ کا ہاتھ چھوڑ کر ان سے کنارہ کش ہو جائیں۔ کیونکہ آپ دونوں کو الگ الگ سمت میں جانا ہے۔ چنانچہ جناب آدم علیہ السلام نے حضرت حوا سلام اللہ علیہا کا ہاتھ چھوڑ دیا، تو دونوں ایک دوسرے سے الگ سمتوں میں لائے گئے۔ حضرت آدم علیہ السلام روتے تھے اور یوں فریاد کرتے تھے، "ہائے یہ غربتِ حوا! ہائے یہ اس کا فراق، فرشتے

marfat.com

حیران و پریشان کھڑے دیکھ رہے اور حضرت آدم علیہ السّلام کی غربت اور جناب حوّا علیہا السّلام کے کرب کو دیکھ کر روتے تھے۔ اور یہ دونوں ایک دوسرے کو گم کر بیٹھے تھے۔ نہ ان کو ان کی خبر تھی اور نہ اُن کو ان کا کچھ پتہ تھا۔ جناب آدم علیہ السّلام سراندیپ کے پہاڑ پر گرے تھے اور جناب حوّاؑ دریائے ہند کے کنارے جدّہ کے مقام پر گری تھیں۔ جناب آدم علیہ السّلام سراندیپ کے پہاڑ پر دو ہزار سال تک روتے رہے۔

حضرت آدمؑ کی گریہ زاری

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السّلام ہر وقت بہشت کو یاد کرتے رہتے اور بے ہوش ہو جاتے۔ آپ بہشت کے لیے نہیں بلکہ خدائے بہشت کے لیے روتے تھے۔ بہرحال جبریلؑ امین نے آکر اُن کے سر پر ہاتھ رکھا کہ انہیں ہوش میں لائیں۔ تو انہیں آواز آئی: اے آدمؑ کی غم خواری کر کہ یہ بیکس ہے۔ اور جب جبریلؑ نے واپس جانا چاہا، تو حضرت آدم علیہ السّلام نے فرمایا، کچھ دیر کے لیے اور ٹھہر تاکہ تمہیں غم دل کی داستان سناؤں اور تمہارے سامنے اندوہ و غم کے دفتر کھولوں۔ اور جب جبریلؑ گئے اور آنکھوں سے اوجھل ہوئے تو حضرت آدم علیہ السّلام اس قدر روئے کہ ہوا میں اڑنے والے پرندوں کو بھی آپ پر رحم آنے لگا۔ اور اس قدر روئے کہ آنکھوں کے پانی سے نہر جاری ہو گئی۔ ؎

روزے کہ چشم ما ز جمالت جدا بود
چنداں کہ چشم کار کند اشک ما بود

اُدھر جناب حوّاؑ جدّہ کے ساحل پر روتی ہوئیں نالہ و فریاد کر رہی تھیں کہ ایک دن حضرت آدم علیہ السلام نے جبریل علیہ السّلام سے پوچھا، "اے بھائی! حوّا کہاں ہے؟" جبریلؑ نے کہا! آپ کے فراق میں دریا کے کنارے پر رو رہی ہیں۔ اور انہیں آپ کے حال کا کچھ پتہ نہیں۔ یہ سُنا تو حضرت آدم علیہ السّلام بے ہوش ہو گئے۔ حضرت جبریل علیہ السّلام نے اُن کا سر اپنی آغوش میں لے لیا تو بے ہوشی کے دوران میں آدم علیہ السلام نے جناب حوّا سلام اللہ علیہا کو اس حال میں دیکھا کہ آپ روتی ہوئی کہہ رہی ہیں۔

marfat.com

حبیبی آدم اَجائع اَنتَ اَم شبعان - اَلابس اَنتَ اَم عُریان - اَنائم اَنتَ اَم یقظان ۔ اے میرے حبیب و مونس آدم! آپ بھوکے ہیں یا سیر ہیں - آپ برہنہ ہیں یا لباس میں ہیں - آپ سوتے ہوتے ہیں یا جاگ رہے ہیں؟

جناب آدم علیہ السلام نے چاہا کہ جناب حق کی اس فریاد کا جواب دیں کہ اچانک آپ کو ہوش آگیا تو فریاد و فغاں کرنے لگے ۔ جبریل علیہ السلام نے پوچھا "اے آدم آپ کو کیا ہو گیا ہے، بیان کریں"۔ تو جناب آدم علیہ السلام نے ایسا نعرۂ درد لگایا کہ جبریل نے فریاد کرتے ہوئے کہا، یا اللہ ان دو عاجزوں اور محتاجوں پر رحم فرما! آواز آئی! آدم کو خوشخبری سنا دے کہ عنقریب شب فراق ختم ہو جائے گی اور مراد کا چاند اُمید کے مشرق سے نکلنے والا ہے ۔ ؎

نسیم باد صبا دوشم آگہی آورد
کہ روز محنت و غم رو بکوتہی آورد

چنانچہ حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی اور علماء نے اس بات میں بہت گفتگو کی ہے ۔ محققین میں سے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی قبول توبہ کا سبب تین چیزیں ہیں، حیا، بکا اور دعا ۔ حضرت آدم علیہ السلام پر اس طرح کی حیا غالب تھی کہ شہر بن حوشب نے کہا! جب جناب آدم زمین پر آئے تو آپ نے شرم کے مارے تین ہزار سال تک سر اوپر اٹھا کر آسمان کو نہیں دیکھا تھا۔

رونے کا مقام

آپ کا رونا اس مقام کا تھا کہ روایت میں آتا ہے ، اگر تمام دنیا کا رونا جمع کر کے حضرت داؤد علیہ السلام کے رونے سے نسبت دی جائے تو بھی حضرت داؤد علیہ السلام کا رونا زیادہ ہے ۔ اور اگر تمام اہل دنیا کے رونے میں حضرت داؤد علیہ السلام کا رونا شامل کر کے حضرت نوح علیہ السلام کے رونے سے نسبت دی جائے تو ابھی حضرت نوح علیہ السلام کا رونا بڑھ کر ہے۔ اور اگر تمام دنیا کے رونے میں حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کا رونا جمع کر لیا جائے تو اس تمام رونے سے حضرت آدم علیہ السلام کا رونا فزوں تر ہے۔

marfat.com

عیون الرضا میں آیا ہے کہ جناب آدم علیہ السلام کی آنکھوں سے سیلِ اشک اس طرح رواں تھا کہ دائیں آنکھ سے بہنے والے آنسو مثلِ دجلہ کے اور بائیں آنکھ کے آنسو مثلِ فرات کے تھے۔

مروی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام بیسیت و صد سال کی مدت تک زمینِ ندامت پر آنکھوں کے بادل سے حسرت کی بارش برساتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کے آنسوؤں کی روانی سے آپ کے دونوں رخسارِ مبارک دو نہریں بن گئیں اور آپ کی آنکھوں کے پانی سے چشمے جاری ہو گئے۔ پرندے آپ کے اشکوں کا پانی پیتے تو ایک دوسرے سے کہتے ! یہ کتنا اچھا پانی ہے کہ ہم نے اس سے اچھا پانی کبھی نہیں پیا۔ جناب آدم علیہ السلام ان کی گفتگو سنتے تو گمان کرتے کہ پرندے یہ باتیں ان کے لیے طنز و تمسخر کے طور پر کرتے ہیں۔ یہ خیال آتے ہی آپ دل پُر درد سے آہ سرد کھینچتے زار زار روتے، دربارِ خداوندی میں عرض کرتے، "الٰہی! میرا حال اس مقام پر پہنچ گیا ہے اور میرا کام اس انجام کو پہنچ گیا ہے کہ پرندے میرے آنسوؤں کا مذاق اڑاتے ہیں۔ آخر گنہگاروں کے آنسوؤں کا مزہ کیا ہو سکتا ہے"؟ آواز آئی، "اے میرے صفی! اپنے دل کو خوش رکھ، کہ پرندے درست کہتے ہیں، میں نے نیازمندی کے آنسوؤں سے بڑھ کر کوئی نفیس گوہر پیدا نہیں کیا۔" ؎

گوہرے لب گرانبہا اشک است | سببِ آبروئے ما اشک است
گریہ می کن کز آں شرر یابی | اشک ریزی کنی گہر یابی
ابر تا گریہ بر چمن نہ کند | غنچہ ہم خندہ بر سمن نکند

حضرت آدمؑ کی دعا یہ تھی

آپ کی دعا یہ تھی کہ آپ نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو شفیع بنا کر بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا۔ "اے میرے پروردگار بحق محمدؐ و آلِ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میری توبہ کو شرفِ قبولیت عطا کر۔" حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے پوچھا، "تو محمدؐ کو کس طرح پہچانتا ہے"؟

عرض کی، "میں نے عرش کے پایہ پر ان کا نام نامی تیرے نام کے ساتھ لکھا ہوا دیکھا

marfat.com

تو میں نے جان لیا کہ یہ مخلوق میں بزرگ ترین ہستی ہیں، ان کا وسیلہ تیری بارگاہ میں پیش کروں۔ تو جس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سفارش پیش کی، اللہ تعالیٰ نے اسی وقت ان کی توبہ کو قبول فرمالیا۔" ؎

چوں آدم کرد روئے دل بسوئش ۔۔۔ شفیع آدم آمد آبروئش

کزاول دستہ بند گلشنش بود ۔۔۔ نہ آخر خوشہ چین خرمنش بود

ہابیل و قابیل کا تنازعہ

دوسرا غم حضرت آدم علیہ السلام نے اس وقت دیکھا۔ جب قابیل نے حضرت ہابیل کو قتل کر دیا۔ اور یہ قصہ اجمالی صورت میں اس طرح ہے کہ جب حضرت آدمؑ اور جناب حوا علیہما السلام کا ملاپ ہوا تو عرصہ بعد جناب حوا علیہا السلام کے ہاں ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اور پھر ہر بار ایسا ہی ہوتا رہا۔ چنانچہ جب وہ بڑے ہوئے تو حضرت آدم علیہ السلام ایک بطن کے لڑکے کو دوسرے بطن کی لڑکی سے بیاہ دیتے۔ قابیل کے ساتھ جڑواں پیدا ہونے والی صاحبزادی کا نام اقلیما تھا! وہ بے حد خوبصورت تھیں۔ اُن کا چہرہ درخشاں اور گیسو عنبر فشاں تھے۔ ؎

روئے چہ گو نہ روئے روئے چوں آفتابے

موئے چہ گو نہ موئے ہر حلقہ پیچ وتابے

اور جناب ہابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی صاحبزادی کا نام لیوذا تھا، اور کہتے ہیں کہ وہ زیادہ خوبصورت نہ تھیں۔ چنانچہ جب یہ لوگ بالغ ہوئے، تو حضرت آدم علیہ السلام نے جناب لیوذا کو قابیل کے لیے نامزد کر دیا اور جناب اقلیما کو ہابیل کے لیے مخصوص فرما دیا۔ قابیل نے آپ کے اس حکم سے انکار کرتے ہوئے کہا! میری بہن زیادہ خوبصورت ہے اور وہ میرے ساتھ پیدا ہوئی ہے، وہ میرے لیے بہتر ہے یا میرا اُس پر زیادہ حق ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ سب معاملہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہو رہا ہے اور میرا اس میں کچھ اختیار نہیں ہے۔ ع

marfat.com

حکم حکم اُو و ما محکوم فرمان وَے ام

قابیل نے آپ کی اِس بات کو نہ مانا اور کہا کہ آپ ہابیل کو مجھ سے زیادہ چاہتے ہیں ا ر اُسے لازماً بہت خوبصورت لڑکی دینا چاہتے ہیں۔

ہابیل کی قربانی

جناب آدم علیہ السلام نے فرمایا، " اگر تمہیں میری بات پر یقین نہیں، تو تم دونوں قربانی کرو۔ جس کی قربانی قبول ہو جائے گی اقلیما اُس کی ہو گی"۔

ہابیل کے پاس بکری تھی اور اُس کے موٹے تازے اور توانا بچے سے انہیں بہت زیادہ محبت تھی۔ آپ بکری کے اُسی بچے کو پہاڑ پر لے گئے اور نیت کی، " اگر میری قربانی قبول نہ ہوئی تو اقلیما کو چھوڑ دوں گا"۔

قابیل کھیتی باڑی کا کام کرتا تھا۔ چنانچہ وہ گندم کا ایک گٹھا لے کر آگیا۔ جب کہ اُس کے خوشوں میں بہت کم اور کمزور دانے تھے۔ اسی مقام پر رکھ کر خود کو کہنے لگا، "کہ میری قربانی قبول ہو یا نہ ہو، مَیں اپنی بہن سے دست بردار نہ ہوں گا"۔

پس آسمان سے بغیر دھوئیں کی سفید آگ آئی اور بکری کو کھانے لگی۔ اور قابیل کی قربانی کو چھوڑ دیا اور اُس کی طرف متوجہ نہ ہوئی، قابیل آتشِ غضب سے مشتعل ہو گیا اور اس کے جسم کے دھوئیں نے اُس کی بصیرت کو تاریک کر دیا۔ اور اپنے بھائی کو قتل کرنے پر کمر بستہ ہو کر انتقام کی کمین گاہ میں بیٹھ گیا۔ اور جب حضرت آدم علیہ السلام بیت المعمور کی زیارت کو تشریف لے گئے تو قابیل کو فراغت کا موقع ہاتھ آگیا۔ اور وہ بکریوں کے ریوڑ کی جگہ پہنچ گیا، جہاں ہابیل سو رہے تھے۔ اُس نے جاتے ہی پتھر اٹھایا اور جناب ہابیل کے سر پر دے مارا جس سے اُن کا سر پھٹ گیا اور مغز بکھر گیا۔ ؎

خود برادر با برادر ایں کند

کافرم گر ہیچ کافر ایں کند

جب ہابیل شہید ہو گئے تو قابیل نہیں جانتا تھا کہ اُن کے ساتھ کیا کرے، چنانچہ

marfat.com

اُس نے انہیں کپڑے میں باندھ کر پُشت پر اٹھایا اور بیابان کی طرف مُنہ کر لیا اور چالیس دن تک انہیں پشت پر اٹھائے ہر طرف پھرتا رہا۔ مگر یہ نہ جان سکا کہ اس کا کیا کروں بالآخر ایک کوّے کو دیکھا کہ اُس نے اپنی چونچ اور پنجوں سے زمین میں گڑھا کھودا۔ اور ایک مُردہ کوّے کو لا کر اُس گڑھے میں ڈال کر اس پر مٹی ڈال دی۔ یہاں تک کہ مُردہ کوّا اس میں چھپ گیا چنانچہ قابیل نے بھی اسی طرح حضرت ہابیل کو سپردِ خاک کیا اور قوم کے پاس آ گیا۔

تلاشِ ہابیل

جب حضرت آدم علیہ السلام زیارت حرم سے واپس تشریف لائے، تو سوائے ہابیل کے آپ کے تمام بیٹوں نے آپ کا اِستقبال کیا۔ جب کہ حضرت آدم علیہ السلام جناب ہابیل سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔ جناب ہابیل کا کیسا شباب تھا، چاند جیسا چہرہ، ریشا گیسو، اللہ تعالیٰ نے انہیں نہایت ہی اچھی صورت اور دِل کش سیرت عطا فرمائی تھی۔ یہاں تک کہ جنابِ آدم علیہ السلام کی اولاد میں ایک فرد بھی اُن جیسے حسن و جمال اور کمال و خوبی کا مالک نہیں تھا۔ ؎

پیش رویت دگراں صورت بر دیوانند
نہ چنیں صورت و معنی کہ تو داری دارند

حضرت شیث علیہ السلام ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے۔ جبکہ روایت میں آیا ہے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سب سے زیادہ خوبصورت حضرت شیث علیہ السلام تھے۔ کیونکہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نور مبارک اُن کے چہرۂ انور سے شعاعیں بکھیرتا تھا اور ان کی جبینِ اقدس میں درخشاں تھا۔

بہر حال! جب حضرت آدم علیہ السلام کو ہابیل نظر نہ آئے، تو ان کو تلاش کرنے لگے، ہر ایک سے اُن کے بارے میں پوچھا، مگر صرف یہ پتہ چلا کہ وہ چند دنوں سے لاپتہ ہیں اور ہم نہیں جانتے کہ وہ کہاں ہیں اور کیا کام کرتے ہیں؟

حضرت آدم علیہ السلام انہیں سات روز تک کوہسار و ریگزار میں تلاش کرتے

marfat.com

اُس نے انہیں کپڑے میں باندھ کر پُشت پر اٹھایا اور بیابان کی طرف مُنہ کر لیا اور چالیس دن تک انہیں پشت پر اٹھاتے ہر طرف پھرتا رہا۔ مگر یہ نہ جان سکا کہ اِس کا کیا کروں بالآخر ایک کوّے کو دیکھا کہ اُس نے اپنی چونچ اور پنجوں سے زمین میں گڑھا کھودا۔ اور ایک مُردہ کوّے کو لا کر اُس گڑھے میں ڈال کر اس پر مٹی ڈال دی۔ یہاں تک کہ مُردہ کوّا اس میں چھُپ گیا چنانچہ قابیل نے بھی اِسی طرح حضرت ہابیل کو سپردِ خاک کیا اور قوم کے پاس آگیا۔

تلاشِ ہابیل

جب حضرت آدم علیہ السلام زیارت حرم سے واپس تشریف لائے، تو سوائے ہابیل کے آپ کے تمام بیٹوں نے آپ کا اِستقبال کیا۔ جب کہ حضرت آدم علیہ السلام جنابِ ہابیل سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔ جناب ہابیل کا کیسا شباب تھا، چاند جیسا چہرہ، ریشمی گیسو، اللہ تعالیٰ نے انہیں نہایت ہی اچھی صُورت اور دِل کش سیرت عطا فرمائی تھی۔ یہاں تک کہ جنابِ آدم علیہ السلام کی اولاد میں ایک فرد بھی اُن جیسے حُسن و جمال اور کمال و خوبی کا مالک نہیں تھا۔ ؎

پیش رویت دگراں صُورت بردیوانند
نہ چنیں صورت و معنی کہ تو داری دارند

حضرت شیث علیہ السلام ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے۔ جبکہ روایت میں آیا ہے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سب سے زیادہ خوبصورت حضرت شیث علیہ السلام تھے۔ کیونکہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا نورِ مبارک اُن کے چہرہ انور سے شعاعیں بکھیرتا تھا اور ان کی جبینِ اقدس میں درخشاں تھا۔

بہر حال! جب حضرت آدم علیہ السلام کو ہابیل نظر نہ آتے، تو ان کو تلاش کرنے لگے، ہر ایک سے اُن کے بارے میں پوچھا، مگر صرف یہ پتہ چلا کہ وہ چند دنوں سے لاپتہ ہیں اور ہم نہیں جانتے کہ وہ کہاں ہیں اور کیا کام کرتے ہیں؟

حضرت آدم علیہ السلام انہیں سات روز تک کوہسار و ریگزار میں تلاش کرتے

marfat.com

رہے، مگر ہابیل کا کچھ سُراغ نہ ملا اور آپ زبانِ حال سے یہ کہنے لگے۔ ؎

شبِ من سیہ شد از غم مرمن کجاست جویم
بشب درازِ ہجراں مگر از خدات جویم

فریادِ آدمؑ

آٹھویں رات کو حضرت آدم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ جنابِ ہابیلؓ ایک جگہ سے اُٹھے اور کہا، "ہائے ابا جان! میری مدد فرمائیے۔ اے بزرگ باپ! میری فریاد رسی کریں"۔ حضرت آدم علیہ السلام اس خواب کے ڈر سے بیدار ہو گئے اور نعرۂ غم لگا کر بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو دیکھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام آپکے سرہانے بیٹھے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اُن سے پوچھا، "اے بھائی! تمہیں ہابیل کے بارے میں کچھ خبر ہے؟ میں نے اُسے خواب میں دیکھا ہے کہ وہ مظلوموں اور بے چاروں کی طرح امداد اور فریاد رسی طلب کرتا تھا"۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا، "اے آدم! اِس مصیبت کے صلہ میں اللہ تعالیٰ آپ کو بزرگی اور اجرِ عظیم عطا فرمائے گا قابیل نے ہابیل کو اس حال میں قتل کیا ہے کہ وہ فریاد کرتا تھا اور مدد کے لیے پکارتا تھا، مگر کوئی اُس کی مدد کو نہ پہنچا۔ اب یہی تمام فریاد ہے جو زیرِ زمین ظاہر ہوگی۔ اور کل قیامت کے دن عرصۂ محشر میں اٹھے گی"۔

حضرت آدم علیہ السلام یہ سُن کر فریاد و فغاں کرنے لگے اور روتے ہوئے کہا، "اے بھائی! مجھے اُس کی قبر دکھا"۔ چنانچہ حضرت جبریل علیہ السلام انہیں جناب ہابیل کی قبر پر لاتے، تو جناب آدم علیہ السلام نے مٹی ہٹا کر ہابیل کی لاش کو دیکھا، جو خون میں لتھڑی ہوئی تھی اور سر پھٹا ہوا تھا، جناب آدم علیہ السلام نے اپنا چہرہ بیٹے کے چہرے پر رکھا اور کہا: ہائے حسرت، ہائے مصیبت، ہائے مصیبت۔ ؎

از شکل و شمائلِ زیبائے اُو دریغ — در زیرِ خاک قامت و بالائے اُو دریغ
سرتا بپائے چابک و نغز و لطیف بود — زیرِ زمیں نہفتہ سر و پائے اُو دریغ

marfat.com

جناب آدم علیہ السلام ہابیل کے غم میں اِس قدر روئے کہ ساتوں آسمانوں کے فرشتے گریہ وزاری کرنے لگے اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کی، "الٰہی آدم علیہ السلام کو دو تین روز رونے سے فرصت عطا فرما، اس کے بعد رولیں، ہم میں طاقت نہیں کہ اس کے ساتھ مل کر مسلسل روسکیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو خطاب فرمایا! "اے آدم! صبر کر، کیونکہ مصیبت میں صبر کرنے والوں کے لیے لاانتہا اجر ہے۔ اور میں حکم کرتا ہوں کہ جہنم کا نصف عذاب اکیلے قابیل کو دیا جائے گا۔"

ایک اہم نکتہ

مَیں نے ایک بزرگ سے سُنا کہ تمام اہلِ اسلام اس پر متفق ہیں کہ حضورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام سے افضل و اشرف ہیں۔ اب جبکہ آدم علیہ السلام کے بیٹے کے قاتل کو آدھے جہنم کا عذاب دیا جائیگا، تو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بیٹے اور سرورِ انبیاء کے جگر کے ٹکڑے کے قاتل کا کیا حال ہوگا؟

صحیفہ رضویہ جو کہ شہنشاہِ خراسان امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ التحیۃ والسلام کی مُسند پر مشتمل ہے میں آپ نے اپنے آبائے کرام عظام سے نقل فرمایا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کا قاتل دوزخ کی آگ کے تابوت میں ہے۔ اور اس کے ہاتھوں اور پاؤں کو آتشیں زنجیروں سے جکڑا ہُوا ہے اور اُس کے جسم سے اسقدر بدبو آتی ہے کہ اہلِ جہنم اس بدبو کی شدت سے پناہ مانگتے ہیں۔ اور اُس ظالم کی یہ سزا کیوں نہ ہوتی، جس نے آب دی ہوئی تلوار امام عالیمقام کے آب نہ دیئے گئے حلقوم پر پھیر دی اور بوسہ گاہِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر خنجر چلا دیا۔

کنزالغرائب کتاب میں آیا ہے۔ ایک روز سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے اپنے شہزادوں کی قمیصیں تیار کیں اور انہیں پہنا کر حضورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں بھیج دیا۔ آپ نے دونوں کو گود میں اٹھایا تو دیکھا امام حسین علیہ السلام کی قمیص تنگ ہے۔ آپ نے اسی وقت گھنڈی کھول دیا تو دیکھا کہ گردن پر لکیر بن گئی ہے۔ آپ

marfat.com

کے دل پر گراں گذرا، تو اُسی وقت حضرتِ جبریل علیہ السلام نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا! اے سردار آپ حسینؑ کی گردن پر یہ تکیر دیکھ کر غمزدہ اور ملولِ خاطر ہو گئے ہیں۔ ایک روز اسی جگہ پر خنجرِ ستم چلے گا اور ان کی گردن کو جسم سے الگ کر دیا جائے گا۔ یہ بات سن کر حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گریہ کناں ہو گئے۔ تو کس طرح کوئی شخص اس مصیبت میں نہ روتے ہوئے اس واقعہ میں سوزِ دل کے ساتھ زاری نہ کرے۔

در جہاں زیں صعب تر ہرگز بلائے کس نہ دید

دل شکن تر زیں عزا ہرگز عزائے کس نہ دید

تازہ آبِ گلِ باغِ نبیؐ پژمردہ شد!

در سرابستانِ دیں برگ و نوائے کس نہ دید

ابتلاءِ انبیا اولیا بسیار بود!

لیک در عالم ازیں ساں ابتلائے کس نہ دید

چشمِ گردوں چوں نگرید خوں کہ در دورانِ او

چوں بلائے کربلا کرب و بلائے کس نہ دید

در سرائے دہر تا شد رسمِ ماتم آشکار

ہمچو دشتِ کربلا ماتم سرائے کس نہ دید

marfat.com

ابتلائے نوح علیہ السلام

جملہ انبیائے کرام میں سے حضرت نوح علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عظیم مصائب پیش آئے اور آپ نو سو پچاس سال قوم کی جفائیں جھیلتے اور مصیبتوں کا زہر آلود شربت رنج و مشقت کے جام سے پیتے رہے آپ کا نکلنے والا ایک سانس بھی دعوت و پیغام ربانی پہنچائے بغیر تسکین نہ پاتا اور آپ ایک لحظہ بھی دعوتِ حقانی کے راستے سے عنان نہ موڑتے

تبلیغ کا کام

تکملہ میں آیا ہے کہ آپ تین قرن تک خلقت کو خدا کا درس دیتے رہے اور ہر قرن کے لوگ تقریباً تین ہزار سال تک باقی رہتے تھے جب وہ مرتے تو آپ ان کے بیٹوں کو تبلیغ فرماتے حق تعالیٰ آپ کو آواز دیتے کہ جب آپ آغازِ دعوت کریں گے تو جو آپ کی امت میں ہوگا وہ آپ کی آواز کو سنے گا، آپ خلوت میں انہیں نصیحت فرماتے اور جلوت میں انہیں ملامت کرتے، وہ لوگ آپ پر پتھر برساتے اور آپکی پسلیاں توڑ دیتے اور کبھی وہ لوگ آپ پر پتھروں کی ایسی یلغار کرتے کہ آپ پتھروں کے درمیان چھپ جاتے اور لوگ مطمئن ہو کر کہتے کہ ! آپ قتل ہو گئے ہیں، پھر رات کو جبریل علیہ السلام آکر آپ کو پتھروں کے ڈھیر سے نکالتے اور آپ کے جسم پر اپنے پر ملتے تو آپ کے زخم مندمل ہو جاتے صبح کو آپ قوم کے سرداروں کی مجلس میں تشریف لا کر فرماتے لا الٰہ الا اللہ کہو تاکہ تم فلاح حاصل کرو، وہ سنگدل پھر دستِ جفا بڑھاتے اور آپ کو ستانے کے لیے آزار کے تیر انکار و استکبار کی کمان میں جوڑ لیتے اور حضرت نوح علیہ السلام پوری

marfat.com

رضا کے ساتھ قضا کا استقبال کرتے ہوئے صبر کی ڈھال اپنے چہرۂ انور کے سامنے کر لیتے اور گوناگوں بلاؤں اور مصیبتوں کے میدان میں جوشنِ تسلیم پہن لیتے، کیونکہ آپ یقین کے ساتھ جانتے تھے کہ بلائیں عین دوست کا عطیہ ہیں اس وجہ سے یہ دولت دوستوں کو دیتا ہے اور راحت و نعمت طرد و غفلت کا سبب ہے اس وجہ سے یہ دشمنوں کو بھیجتا ہے

دستے باستین در الا آشنا بود | گر دامن تنعم دنیا جدا بود
آنجا کہ غفلت است ہمہ ذوق راحت است | وآنجا کہ عشق اوست بلا در بلا بود

روایت آئی ہے کہ باپ اپنے لڑکوں کو گردنوں سے پکڑ کر لاتے اور جب حضرت نوح علی نبینا و علیہ السلام تشریف لاتے تو باپ بیٹے کو کہتا اے بیٹے یہ شخص دیوانہ ہے اسے دیکھ لے اسکی بات ہرگز نہ ماننا اور اس کی بیہودہ باتیں کانوں سے نہ گزرنے دینا ہمارے باپ اس پر ظلم کرتے رہے ہیں اور ہم بھی اسے خوار کر رہے ہیں اور تم بھی اسی طریقہ پر عمل پیرا رہنا اور کسی وجہ سے بھی اسکے سوا نہ کرنا اور اس کی بات کو سمع قبول سے نہ سننا ایک دن ایک شخص اپنے بیٹے کو کندھے پر اٹھا کر حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آیا اور اسے یہ وصیت کی، بیٹے نے کہا اے باپ! ہو سکتا ہے اس وصیت پر عمل کرنے سے پہلے مجھے موت آجائے اور ان کو ایذا دینے کی دولت سے محروم رہ جاؤں مجھے زمین پر اتار دے، باپ نے بیٹے کو زمین پر رکھا تو اس نے پتھر اٹھا کر جناب نوح علیہ السلام کی طرف پھینکا اور آپ کا سر پھاڑ دیا۔ آپ کا چہرۂ انور خون آلود ہو گیا تو آپ نے خون صاف کرتے ہوئے کہا: رَبِّ اِنِّی مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ

اے میرے پروردگار میں مغلوب قوم ہو گیا ہوں، و در دشمنوں کے نتیجہ استبداد میں گرفتار ہو گیا ہوں میری امداد و اعانت فرما

رحمے کن اے رحیم کہ وقت ترحم است

marfat.com

کشتی نوحؑ

بعد ازاں ارشادِ ربانی ہُوا تو حضرت نوح علیہ السّلام نے کشتی تیار کی اور اپنے اہل کو کشتی میں سوار کر لیا چنانچہ بشکلِ عذاب طوفان آیا اور اہلِ عالم ہلاک ہو گئے اور آپ کی کشتی چھ ماہ تک پانی پر رہی اور تمام رُوئے زمین کا چکر کاٹتی رہی۔

کنز الغرائب میں آیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی پانی پر تیرتی ہُوئی دُنیا کا چکر لگاتے وقت جب زمینِ کربلا پہنچی تو کشتی کی رفتار کم ہو گئی اور ہر جگہ ٹھہرنے پر حضرت نُوح علیہ السلام نے مُناجات کی الہٰی! یہ کون سی جگہ ہے اور اس کے ٹھہرنے میں کیا حکمت ہے؟

خطاب ہُوا! یہ وُہ جگہ ہے جہاں کشتی رسُول اہل بیتؑ بشکل سفینۂ نوح گرداب ...ن میں غرق ہو گی۔ اخبار میں آیا ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام کو فہ جانے کے لئے مدینہ منوّرہ سے باہر تشریف لائے تو آپ اپنی سات سالہ بیمار بیٹی کو اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس چھوڑ گئے کیونکہ وُہ بیماری کی وجہ سے سفر نہ کر سکتی تھیں، آپکی وُہ صاحبزادی حضرت اُمّ سلمہ کے گھر میں رہیں اور ہمیشہ اپنے والدِ گرامی کا حال پُوچھا کرتی تھیں یہاں تک کہ جس وقت امام عالی مقام نے جامِ شہادت نوش فرمایا تو ایک جنگلی کوّا آیا اور اُس نے اپنے پَروں کو خونِ حسین میں تر کیا اور مدینہ منورہ میں پہنچکر حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان کی دیوار پر بیٹھ گیا، اسی اثناء میں حضرت امام حُسین علیہ السلام کی صاحبزادی مکان کے صحن میں تشریف لائیں تو کوّا خون میں ڈوبا ہُوا کالا آپ کے ہاتھ پر بیٹھ گیا اور آپ کی عصمت کا آنچل مبارک سر سے کھینچتے ہوئے فریاد کرنے لگا وا ابتاہ وا حسیناہ وا معیناہ، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حُجروں سے تمام خواتین جمع ہو

marfat.com

گئیں اور کہنے لگیں اے بیٹی! تجھ پر کیا اُفتاد آپڑی ہے اور یہ فریاد و فغاں کیسی ہے! صاحبزادیٔ حسین علیہ السلام نے دیوار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا! کہ اس خون آلود کوے کی طرف دیکھیں یہ اس جگہ کشتیٔ نوحؑ کی خبر رکھنے والا ہے اور یہ کشتیٔ اہلبیت کی خبر لیکر آیا ہے جب اہل بیت کرام کی خواتین پر ظاہر ہوا کہ سفینۂ مثلُ اہلِ بیتی کمثلِ سفینۂ نوحؑ، آج خون کے سمندر میں غرق ہوگیا ہے تو وہ فریاد و فغاں کرنے لگیں، جب یہ خبر اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پہنچی تو آپ اُٹھ کر حضرت امام حسین علیہ السلام کی صاحبزادی کے پاس تشریف لائیں اور اُنہیں تسلی دیتے ہوئے کہا! اے بیٹی جو خبر تو نے مجھے دی ہے اس کی نشانی کے لئے میرے پاس تھوڑی سی خاکِ کربلا ہے جو میں نے مضبوط شیشی میں رکھی ہوئی ہے آپ کے جد بزرگ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب میرے بیٹے حسینؑ کا خون اس زمین پر گرے گا تو یہ مٹی جو تو نے رکھی ہے خون کے رنگ کی ہو جائے گی"

اقوالِ محدثین

اس خبر میں علماء کے قول ہیں، قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا شریف میں روایت لائے ہیں کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت طف میں ہوگی اور طف زمین کربلا کو کہتے ہیں اور آپ ہاتھ مبارک میں مٹی لیکر تشریف لائے اور فرمایا! فیہ مضجعہ، یعنی اس مٹی میں خوابگاہِ حسینؑ بنے گی"

۲۔ حضرت امام یافعی مرآۃ الجنان میں روایت لائے ہیں کہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی مسند میں روایت نقل کرتے ہیں کہ بادلوں کا مؤکل فرشتہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

marfat.com

بیت الشرف کے دروازہ پر حاضر ہوا اور حاضری کی اجازت طلب کی حضور سیدِ عالم نے اُسے اجازت مرحمت فرمائی اور حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا گھر کا دروازہ بند کر دیں تاکہ کوئی شخص میرے پاس اندر نہ آئے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اُٹھ کر دروازہ بند کرنے لگیں تو حضرت امام حسین علیہ السلام تشریف لے آئے اور اُنہوں نے اندر آنا چاہا، حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اُنہیں روکا تو وُہ چھلانگ لگا کر اندر آ گئے اور اپنے جدِ امجد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قریب پہنچ گئے اور اپنے ہاتھ آپ کی گردن مبارک میں حائل کر دیئے پھر بادلوں کا فرشتہ آیا اور اُس نے کہا یا رسول اللہ آپ اِس بیٹے سے محبت کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا! ہاں میں اِسے دوست رکھتا ہوں. فرشتے نے کہا! اے سردار جلد ہی آپ کی اُمت اس کے قتل پر جمع ہو گی اور اِسے شربت شہادت نوش کرائے گی اگر آپ پسند فرمائیں تو میں آپ کو وُہ جگہ دکھاؤں جہاں یہ شہید ہوں گے! پس اُس نے ہاتھ بڑھایا اور تھوڑی سی سُرخ مٹی آپ کی خدمت میں پیش کر دی وُہ مٹی حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے شیشے میں رکھی ہوئی تھی اور اُسے دیکھا کرتی تھیں چنانچہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت واقع ہو گئی اور آپ کا خُون مبارک کربلا کی خاک پر بہا تو بوتل میں پڑی ہوئی وُہ مٹی خون میں تبدیل ہو گئی۔

۳۔ شواہد النبوۃ میں آیا ہے کہ حضرت اُم سلمہؓ فرماتی ہیں ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے گھر سے باہر تشریف لے گئے اور پھر طویل عرصہ گذر جانے کے بعد واپس آئے تو آپ کے گیسو ژولیدہ اور غبار آلود تھے اور آپ نے ہاتھ میں کوئی چیز پکڑ رکھی تھی، میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں آپ کا یہ کیا حال دیکھ رہی ہوں! آپ نے فرمایا آج رات مجھے عراق کے ایک مقام پر لے گئے جسے کربلا کہتے ہیں وہاں پر مجھے حسین اور میرے دوسرے بیٹوں کی قتل گاہ دکھائی گئی اور میں نے وہاں سے اُن کا

marfat.com

خون جمع کیا جو میرے ہاتھ میں ہے، پھر آپ نے ہاتھ مبارک کھول کر مجھے فرمایا! اسے پکڑ لے اور اس کی حفاظت کر وہ سرخ رنگ کی مٹی۔ میں نے شیشی میں ڈال دی اور اس کا ڈھکنا مضبوطی سے بند کر دیا۔ جب حسینؑ عراق کے سفر پر گئے تو میں ہر روز اس شیشی کو باہر لاتی اور دیکھ کر رویا کرتی، محرم الحرام کی دسویں تاریخ کو میں نے اس پر نگاہ ڈالی تو وہ مٹی تازہ خون بن چکی تھی چنانچہ میں نے جان لیا کہ ان کو شہید کر دیا گیا ہے

بہر کیف پہلی بات کا راوی کہتا ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام کی صاحبزادی مضطر ہوئیں تو حضرت ام سلمہؓ اس شیشی کو باہر لائیں اور خون بنی ہوئی مٹی کو دیکھا تو اہل بیت فریاد و فغاں کرنے لگے، امام حسین علیہ السلام کی بیٹی نے کہا! اے ابا جان آپ نے مجھ غریب کو تنہا چھوڑ دیا اور مجھے فراق کے ہاتھوں مصیبت میں ڈال دیا ہ

آہ! ایں چہ حالت است کہ عالم خراب شد — بحرِ زلالِ آلِ محمدؐ سراب شد
سروے ز بوستانِ ولایت بپا فتاد — بُرجے ز آسمانِ ہدایت خراب شد
چوں ذرہ بے قرار از آنم کہ کربلا — یت الوبال کوکبِ آفتاب شد
از یادِ کربلا دلِ ما بے قرار شد — وز داغِ ابتلا جگرِ ما کباب شد
روئے چناں کہ بوسہ گہِ مصطفٰیؐ بدے — در خاک شد فتادہ و از خوں خضاب شد

marfat.com

ابتلاتِ ابراہیم علیہ السّلام

جملہ پیغمبروں میں سے ایک حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ جلالت واسے بادشاہ کا اُن پر سلام ہو" کئی مصیبتوں میں مُبتلا ہُوئے اس لئے وہ خلیل اور دوست کہلاتے تھے اور اس کارخانہ میں بغیر سوزِ محنت کے شورِ محبت نہیں ہوتا، حق سُبحانہ تعالیٰ جب بندے کو مصیبت کے تحفہ سے نوازتا ہے تو اُس کے دل کو اپنی لا انتہا عنایت سے منظورِ نظر بنا لیتا ہے تاکہ بلاو محنت کی کشش میں اس طرح خوش رہے جیسے دُوسرے نعمت و راحت کے حصُول سے شادماں ہوتے ہیں! اکابرینِ دین میں سے ایک بزرگ فرماتے ہیں،

نَحْنُ نَفْرَحُ الْبَلَاءَ کَمَا یَفْرَحُ اَہْلُ الدُّنیا بِالنِّعَمْ

ہم مصیبتوں میں اُسی طرح خوش ہوتے ہیں جس طرح اہلِ دُنیا نعمتوں سے فرحت حاصل کرتے ہیں

اِس لئے کہ مصیبت ایک صیقل ہے جو آئینہ دل کو ہوا و ہوس کے غبار سے مصفّا اور شہود و ماسویٰ کے زنگار سے مُجلّا کر دیتا ہے اور محنت ایسا کحل الجواہر ہے کہ اُس سے چشمِ بصیرت ایسی روشنی حاصل کر لیتی ہے جس سے وہ مشاہدہ جمال حق کرتے ہُوئے دیکھ لیتی ہے کہ یہ مصیبت اُس کی طرف سے ہے اور جو کچھ اُس کی طرف سے ہے وہ خُوب تر اور دُرست تر ہے۔

طریقِ عشقِ جاناں جُز بلا نیست | زمانے بے بلا بودن روا نیست
اگر صد نوغم از دو بر جانم آید | چُو تیر از شستِ اُو آید خطا نیست

آتشکدۂ نمرود میں

حضرت خلیل علیہ السّلام کی مصیبتوں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کو آگ میں ڈالا گیا

marfat.com

روایات میں آتا ہے کہ جب آتشِ نمرود کے شعلے بلند ہوتے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منجنیق میں رکھ کر آگ میں ڈالنا چاہا تو فرشتوں کی فریاد اٹھی، زمین و آسمان اور طیور و وحوش گریہ کناں ہو گئے حاملانِ عرش اور ساکنانِ کرسی نے رونا شروع کر دیا فرشتوں نے کہا بارالہا مشرق سے مغرب تک ایک فرد ہے جو تیری وحدانیت کو پہچانتا ہے، اب لوگ چاہتے ہیں کہ اُسے جلا دیں۔ ہمیں اجازت عطا فرما تاکہ ہم اُس کی امداد کریں فرمان ہوا اُس کے پاس جاؤ اگر وہ تم سے مدد طلب کرے تو اُس کی امداد و اعانت کرنا سب سے پہلے ہواؤں کا فرشتہ آیا اور اُس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں سلام پیش کیا، آپ نے جواب دیا اور فرمایا تو کون ہے جو بے چاروں اور بیکسوں کو سلام کہتا ہے؟

اُس نے کہا! میں ہواؤں کا موکل فرشتہ ہوں اور آپ کی مدد کے لئے حاضر ہوا ہوں اگر آپ فرمائیں تو میں ہواؤں کے لشکر کو حکم دوں تاکہ آگ کی تمام چنگاریوں کو اٹھا کر نمرودیوں کے گھروں میں پھینک دے اور اُن کے اجسام و اموال کو جلا ڈالے!

جوابِ خلیلؑ

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا! میں نہیں چاہتا کہ اِس حال میں سوائے اللہ تعالیٰ عالی بادشاہ کے کسی کی پناہ لوں۔

بعد ازاں بادلوں کے فرشتے نے عرض کی اے خلیل! تمام بادل میرے محکوم ہیں اگر آپ فرمائیں تو میں اُن کو حکم دوں تاکہ اُن چنگاریوں پر بارش کے قطرات چھڑکا دیں!

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔ میں نے اپنی مہم کو خدا پر چھوڑ دیا ہے اور ادھر اُدھر کی امداد سے آنکھ اُٹھالی ہے

پھر پہاڑوں کے فرشتے نے آکر عرض کی اے والدِ ملت اور صاحبِ خلت مجھے حکم فرمائیں تاکہ کوہِ بابل کو نمرودیوں کے سروں پر الٹ دوں اور اُن سب کو کوہ بلند کے

marfat.com

نیچے ڈالدوں!

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا! میں نہیں چاہتا کہ سوائے خدا کے کوئی دوسرا میری مُہم میں مداخلت کرے۔

پھر زمین کے فرشتے نے حاضر ہو کر عرض کی اے خلیل جلیل طبقات الارض میرا حکم مانتے ہیں آپ مجھے اجازت دیں کہ میں بابل کی زمین کو کہوں کہ وُہ نمرودیوں کو اُڑا دے!

جناب خلیل علیہ السلام نے فرمایا! تم میرے اور میرے دوست کے درمیان سے نکل جاؤ اور مجھے میرے دوست کے ساتھ رہنے دو وُہ جو چاہے کرے،

ما کار خود بیار گرامی گذاشتیم!
گر زندہ سازد ارکشد رائی رای اُوست

آخر پر حضرت جبریل علیہ السلام اُس وقت آئے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منجنیق کے ذریعہ پھینک دیا گیا جب آپ آتشکدہ کے قریب پہنچے تو جبریل نے آواز دی آپ کو کوئی ضرورت ہے، هَلْ لَكَ مِنْ حَاجَة؟

آپ نے فرمایا! ضرورت تو ہے مگر تجھ سے نہیں، اَمَّا اِلَيْكَ فَلَا
جبریل نے عرض کی آپ کس کے خواہاں ہیں؟

آپ نے فرمایا! اُسے میرے حال کا علم ہے اور وُہ میرے سوال کے لئے بہر حال کافی ہے وُہ میرے حال کو جانتا ہے اور مجھے سوال کرنے سے روکتا ہے یعنی جب وُہ جانتا ہے تو کیا کہوں اور جب وُہ میرے چاہنے کے بغیر دیتا ہے تو کیا چاہوں۔

احباب حاجتیم وزبان سوال نیست
در حضرت کریم تمنا چہ حاجت ست

خُدا سے تو کہیں

روایات میں آتا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے آپ کی خدمت میں عرض کی آپ کو جس

marfat.com

سے ضرورت ہے اُسے کیوں نہیں کہتے ؛

آپ نے فرمایا ! جب دوست کو دوست جلانا چاہے تو زندگی جائز نہیں ۔

اُسی وقت خطاب ہوا جب دوست دوست کی مراد ہو جائے جلانا سزا نہیں اور بعض نے کہا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جبریلؑ کے جواب میں کہا نہ میری کوئی خواہش ہے اور نہ میرے نفس کی کوئی حکایت ہے اور نہ ہی مجھے آتشِ نمرود سے شکایت ہے میرا ارادہ اُس کا ارادہ ہے ؛

وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ[1] اور اللہ جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے

فرمانِ خداوندی ہوا اے آگ جب خلیل اپنی طبیعت سے باہر آگیا ہے تو تُو بھی اپنی طبع کو چھوڑ دے جیسا کہ فرمایا !

يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰى اِبْرَاهِيم[2] اے آگ ابراہیم پر سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جا ۔

اِس لئے کہ جو دوست کی فرستادہ مصیبت میں تسلیم و رضا کے طریقہ سے در آتا ہے یقیناً بلاؤں کے گھر سے صحیح و سلامت باہر آجاتا ہے

از خنجرِ دوست ہر کہ قرباں گردد ۔ شک نیست کہ پائے تا بسر جاں گردد

در آتش اگر قدم نہد از صدق ۔ آں آتشِ سوزندہ گلستاں گردد

دُوسری زبردست آزمائش

جنابِ ابراہیم علیہ السّلام کی دُوسری اِبتلاء حضرت اسماعیل السلام کو ذبح کرنا

---

[1] براہیم آیت ۲۷ [2] الانبیاء آیت ۶۹

marfat.com

تھا حق سبحانہ تعالیٰ نے نصِ قرآن میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ذبح کا قصہ اور حضرت خلیل علیہ السلام کی فرمانبرداری کی خبر دی ہے اور فرمایا ہے۔ لہ

إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ بیشک یہ کھلی ہوئی آزمائش ہے

لہ الصّافات آیت ۱۰۶

یعنی یہ ظاہر مصیبت اور انتہائی آزمائش تھی تاکہ محبانِ راہ اور مقربانِ درگاہ جان لیں کہ جاہ و جلال کو چھوڑے بغیر اور اموال کو ختم کرائے بغیر دعوئے محبّت مقرر و میسّر نہیں

خونریز بود ہمیشہ در کشورِ ما۔ خونناب بود مدام در ساغرِ ما

داری سرِ ما و گرنہ دور از برِ ما ما دوست کشیم و تو نداری سرِ ما

حُسنِ ذبیحؑ خوابِ خلیلؑ

روایات میں آیا ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ایک دن شکار سے واپس تشریف لائے آپ کے گلِ رخسار پر شکارگاہ کا گرد و غبار پڑا ہوا تھا آفتاب کی شعاؤں سے آپ کی زُلفیں چمک رہی تھیں، سیدنا خلیل علیہ السلام آپ کے راستے میں تشریف فرما تھے جب نگاہِ خلیل رُخِ اسمٰعیل پر پڑی اور انہوں نے آپ کے رخسار ولا کو دیکھا جو پھول کی طرح شگفتہ تھے اور چہرے کا مشاہدہ کیا جو چودھویں کے چاند سے زیادہ درخشندہ اور تابندہ تھا

رُخے چنانکہ زخورشید و ماہ نتواں ساخت
خطے چنانکہ زمشکِ سیاہ نتواں ساخت

طبیعتِ بشری میں محبتِ پدری متحرک ہوگئی، غیرتِ الٰہی بھی سلسلۂ محبت کو حرکت میں لے آئی جب محبت رُخ کرتی ہے تو اسبابِ ابتلاء پیدا کر دیتی ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام اپنی عادت کے مطابق عبادتِ خداوندی سے فارغ ہو کر جب رات کے وقت اندر آکر استراحت پذیر ہوئے تو خواب میں اُن کے سرہانے

marfat.com

آواز دی گئی کہ اے خلیل! دعوے میری محبت کا کرتے ہو اور اپنے دل میں بیٹے کی محبت کو راہ دے رکھی ہے آخر یہ نہ جانا!

گر عاشقِ مابغیرِ مادر نگرد
بر جملہ کائنات آتش باریم

اے خلیل تو اگر میرے وصال کا پیاسا ہے تو اُٹھ اور بوٹے گوٹے فرزند دلبند تیز چھری کی آب سے خون میں غرق کر

داری سرِ یوسف بمراز ہر چہ عزیز ست
کیں تحفہ پس از دست بریدن بتواں یافت

حضرت ابراہیم علیہ السلام اُس خواب کی سطوت اور اُس خطاب کی ہیبت سے بیدار ہو گئے اور علی الصبح حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ محترمہ جناب ہاجرہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا اُٹھ کر اپنے بیٹے کو لباسِ فاخرہ اور خلعتِ پاکیزہ پہناؤ میں اُسے ایک پیارے دوست کے گھر لے جاؤں گا، اُس کی آنکھیں سرمے سے سیاہ کرو کیونکہ دوست کے دعوت کدہ کے حواریوں نے اِس بزرگوار کی خاکِ قدم جو کہ اہلِ بصیرت کی آنکھوں کے لئے کحل الجواہر ہے کے لئے چشم امید راہِ انتظار پر لگا رکھی ہے، اُس کی مشکبار زلفوں کو تابدار کر کہ ضیافت خانہ کے خدام حلقے بنا کر کھڑے ہیں اور اس عنبر بیز سنبل کی زیارت کے دیوانے ہو کر سرِ ارادت خطِ آرزو پر رکھے ہوئے ہیں۔

جنابِ ہاجرہؑ کا ایثار

جناب ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے فرزندِ ارجمند کو نئی پوشاک پہنائی رخِ انور کو دھو کر زلفوں میں کنگھی کی اور بوسہ دیکر فرمایا اے جانِ مادر میں نہیں جانتی

marfat.com

کہ تجھے کس مجمع میں لے جا رہے ہیں مگر میں تیری زلفوں سے پریشانیٔ فراق کی بُو سونگھ رہی ہوں"۔

میں نہیں جانتی کہ کس مہمان خانہ میں تیری دعوت کی گئی ہے مگر میں اپنے دِل بریاں میں اشکِ خون اور جگر کباب دیکھتی ہوں"۔

جانِ من لطفے بکن زیں دیدۂ گریاں مرو

دِل کباب تست بر خوانِ کساں مہماں مرو

تا تو کردی عزمِ رفتن از تنم جاں می رود

از تنم تا بر نیاید جانِ من اے جاں مرو

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جناب ہاجرہؑ کو فرمایا چھری اور رسّی لے آئیں تاکہ اپنے ساتھ لے جاؤں"۔

جناب ہاجرہؑ نے عرض کی اے اللہ کے خلیل مہمانی تو دوستوں میں مواصلت اور ملانے کا واسطہ ہوتی ہے اور چھری اس کو کاٹنے اور جُدائی ڈالنے والی ہے یہ وہاں کس کام آئے گی؟ ضیافت تو دلکشائی کا رابطہ اور غمزدوں کی رہائی کا وسیلہ ہوتی ہے اور رسی قید و بند کی مانندگی ہے اُسکے لے جانے سے کیا کھُلے گا!

جناب خلیل علیہ السلام نے فرمایا! شائد قُربانی کرنی پڑے جو چھری اور رسّی کے بغیر مشکل ہے۔ بعدازاں جناب خلیل علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ کو الوداع کیا اور گھر سے باہر تشریف لے آئے۔ ابلیس پُر تلبیس کو کا پتہ چلا تو اُس نے اپنے آپ سے کہا یہ وقت ہے کہ میں مکر کا دام بچھا کر خاندانِ خلت کی بنیاد اکھیڑ دوں پھر اُس نے سوچا کہ عورتوں میں صبر و شکیبائی کی قوت کم تر ہوتی ہے اور ماؤں کے دِل بیٹوں کی طرف زیادہ مائل ہوتے ہیں پہلے اُس کے دِل میں وسوسہ ڈالوں شاید کہ میرا کام ہو جائے چنانچہ ایک بوڑھے کی شکل میں جناب ہاجرہ علیہا السلام کے سامنے

marfat.com

آیا اور کہا اے ہاجرہ تجھے کچھ پتہ ہے کہ خلیلؑ اسماعیلؑ کو کہاں لے گئے ہیں!

جناب ہاجرہؑ نے فرمایا! اپنے دوست کے گھر مہمانی کے لئے لے کر گئے ہیں؟

ابلیس نے کہا! اے غافل اُسے وہ اس لئے لے گئے ہیں کہ اس کے رخسارِ گلنار کو خنجرِ آبدار کے زخم سے خونبار کر دیں اور اس کی تابدار زلفوں کو تیغ بے دریغ سے خون میں رنگ دیں۔

جناب ہاجرہؑ نے فرمایا اے بدحواس! دور ہے عقل بُوڑھے عجب کہ تو ابلیس نہ ہُوا۔ خلیل جیسا باپ اور اسماعیل جیسا بیٹا ہو اُن کا دل کس طرح چاہے گا کہ اپنی شاخ کے نورسیدہ پھل کو جو گلستانِ خلت اور بوستان ملت کا گلدستہ ہے خاک پر ہلاک کر دیں!

ابلیس نے کہا! اے ہاجرہ! اُن کا دعویٰ یہ ہے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا ہے کہ حضرت حق تعالیٰ نے انہیں ایسے فرمایا ہے کہ میرے راستے میں بیٹے کو قربان کر تو انہوں نے اُسکی رضا کی وجہ سے اس فرمان کو تسلیم کیا ہے۔

جناب ہاجرہؑ نے فرمایا! خلیل جھوٹ نہیں کہتا اور پروردگار عالمین کا فرمان اسی صورت میں ظاہر ہُوا ہو گا، ہاجرہ اور اُس کے بیٹے کی ہزار جانیں حضرت جلیل پر فدا ہیں۔

ماتیم ویک جان در جہاں آں ہم فدائے دوست بہ
ور ہر چہ ہست اندر جہاں مارا رضائے دوست بہ

ابلیس کا دُوسرا داو

جناب ہاجرہؑ سے مایوس ہو کر ابلیس لعین حضرت خلیل علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا اے ابراہیمؑ! گمان ابرد سے اسمٰعیل پر ہزار جانیں قربان ہوں آپ چاہتے ہیں،

marfat.com

تو جو کہ اس راستے کے راندے ہوؤں میں رذیل ترین ہے چاہتا ہے کہ سرکشی کی آگ جلا کر بیٹے کی جدائی کی وجہ سے مجھے اس راستے سے موڑ دے۔

جلالِ ذوالجلال کی قسم اگر مشرق سے مغرب تک میرے بیٹے ہوں اور مجھے فرمانِ خداوندی پہنچ جائے کہ ان سب کو اپنے ہاتھوں سے قتل کر دے تو میں اسی وقت آستین چڑھا لوں اور ان سب کو تیغِ بے دریغ کے ساتھ قتل کر دوں اور کچھ پرواہ نہ کروں اس لئے کہ میرے دل میں اور میری طبع میں سوائے رضائے دوست کے کوئی مراد نہیں

در ضمیر ما نمی گنجد بغیر از دوست کس
ہر دو عالم را بدشمن دہ کہ ما را دوست بس

ابلیس و ذبیحؑ

ابلیس خبیس وسوسۂ خلیل جلیل سے محروم ہو کر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے سامنے آیا اور کہا اے غنچۂ گلستانِ رسالت اور اے ثمر بوستانِ عزت و جلالت تو کچھ جانتا ہے کہ تیرا باپ تجھے کہاں لے جا رہا ہے؟

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے فرمایا دوست کی مہمانی کے لئے لے جا رہے ہیں۔

ابلیس نے کہا یہ غلط ہے وہ تجھے مہمانی کے لئے نہیں قربانی کے لئے جا رہا ہے دید دوست کیلئے نہیں تیرا سر کاٹنے کے لئے لے جا رہا ہے اور وہ کہتا ہے کہ خدا جو بیٹا نہیں رکھتا اور جس کے سر اپردۂ کبریائی میں خواب کا گذر نہیں اس نے مجھے خواب میں کہا ہے کہ بیٹے کو قربان کر۔

حضرت اسمٰعیلؑ نے فرمایا اے بے عقل بوڑھے اگر فرمانِ فرمانِ قدیم و قدیرِ ادر حکم حکم مالک الملک جل کبیرہ ہے تو اسمٰعیل کی ہزار جانیں تیغِ خلیل اور حکم جلیل پر قربان ہیں۔

marfat.com

کہ اُسے چمکتے ہوئے تیر کی طرح خون آلود لب کے ساتھ زمین پر ڈال دیں، نگاہِ نبوت کے چراغ اور اہلِ فتوت کی آنکھوں کی روشنی کی شمع تاباں کہ ہزار پاک روح طائر اس کے جمال کے پروانے ہیں کو تلوار سے اُڑا دیں، اِس سلسلہ میں توقف فرمائیں اور اِس کام میں غور و فکر کریں،

باغبانا گر ز سروِ خویشتن خواہی بُرید
اوّل از بہر رونقِ جُوئبار اندیشہ کن

انبیاء کے خوابوں میں شیطان نہیں آتا

حضرت ابراہیم علیہ السلام جان گئے کہ یہ شیطان کی بات ہے آپ نے لاحول کی کمان میں استعاذہ کا تیر رکھا اور اُس کی طرف چلا دیا، ابلیس اس کام سے باز نہ آیا اور اُس نے کہا: اے ابراہیم آپ نے خواب میں شیطان کو دیکھا ہے ورنہ حق سُبحانہ تعالیٰ کیسے کسی کو ناحق بیٹا قتل کرنے کا حکم دے سکتا ہے!

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: تو شیطان ہے اور تجھے انبیاء پر دسترس حاصل نہیں میرا خواب رحمانی ہے، جو میرے دوست نے حکم فرمایا ہے وہ پوشیدہ حکمتوں پر مشتمل ہے، اور مجھے سوائے فرماں برداری کے چارہ نہیں،

ابلیس نے کہا: اے ابراہیم! آخر آپکو دِل دیا گیا ہے آپ کیسے اپنے ہاتھوں سے بیٹے کو قتل کریں گے!

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے غضبناک اور مشتعل ہو کر فرمایا: اے راندۂ درگاہ مردود اُس وقت جب مجھے بڑی آگ میں ڈالا گیا تھا مقرّبِ درگاہ جبریل نے آزمائش کے طور پر چاہا تھا کہ میری عنانِ توکل اور زمامِ توسل حضرتِ دوست حق تعالیٰ کی طرف توجہ کے راستے سے موڑ دے تو اُس کی بات نے میرے دِل پر اثر نہیں کیا تھا اور

marfat.com

جانِ شیریں گر قبول چوں تو جانانے بود
کے بجائے باز ماند ہر کرا جانے بود

ابلیس نے کہا: اے بیٹے تو تیز تلوار کا متحمل نہیں ہوگا، لڑائی جھگڑا کر کے اپنے باپ کے سامنے سے بھاگ جا۔

حضرت اسمٰعیلؑ نے فرمایا: ان باتوں کو چھوڑ میں فرمانِ حق کے آگے سر نہیں اُٹھاؤں گا اور باپ کے حکم کے آگے رُخ نہیں موڑوں گا۔

نتابم سر ز فرمانش بتیغم گر زند ہر دم
مرا عید آں زماں باشد کہ قربانِ رہش گردم

حکم جلیل میری روح کی راحت ہے اور فرمانِ خلیل میری کشتیوں کا سرمایہ:

دلدار بمن گفت کہ خونت ریزم — گفتم: بشرف منت از آں نگریزم
یک جان چہ بود ہزار جان بایستے — تا می کشتی و بارِ دگر می خیزم

ابلیس نے دوسری بار بڑھا چڑھا کر بات شروع کی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام قدرے فاصلے پر تھے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے نعرہ لگایا:

ابا جان! یہ گمراہ بوڑھا مجھے تکلیف دیتا ہے۔

جنابِ خلیل علیہ السلام نے فرمایا: اے بیٹے یہ ابلیسِ رُو سیاہ ہے اور یہ اس درگاہ کے بدترین کتوں میں سے ہے اسکا پتھروں سے علاج کر کیونکہ یہ مایۂ آشوب و جنگ ہے اور ضرب کی سزا حرب اور پتھر ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اُس جگہ سے چند پتھر اُٹھائے اور اُس بے حیا کتے کو سنگسار کیا اور فرمایا اے لعین تو نے حق تعالیٰ کے فرمان کا انکار کر کے گردن کھینچ لی تو بیشک وَاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي کا طوق تیری گردن میں پڑ گیا، مجھ سے اُس نے سر مانگا ہے اگر میں نے گردن پھیر دی تو ہو سکتا ہے کہ میری جان کی گردن اِنَّہٗ کَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ کے طوقِ شوق سے محروم رہ جائے

ما سر تسلیم نہادیم تا تقدیر چیست

marfat.com

قربانیٔ خلیل اور جذبۂ ذبیح

جب باپ بیٹا منا میں پہنچے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام بیٹھ گئے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اپنے سامنے بٹھالیا اپنی آستین سے چھری اور رسی نکال کر زمین پر رکھدی اور فرمایا! اے بیٹے تو جانتا ہے کہ قربت خداوندی کا تحمل لامتناہی کرب و بلا کے متحمل ہوئے بغیر میسر نہیں ہوتا اور ملاقات کا شہد مصیبتوں کے زہر کے گھونٹ پیے بغیر نہیں ملتا، اور میں نے ایک عرصہ سے رنج و بلا جھیلنے کے لیے کمر باندھ رکھی ہے اور صبر و شکیبائی کی راہ انتظار پر اذیت و بلا کے ورود کا منتظر بیٹھا ہوں مگر کوئی مصیبت اس آزمائش جیسی نہیں پہنچی کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تجھ جیسے بیٹے کی جدائی کا داغ دلِ سوزاں پر اٹھاؤں اور تجھ کو تیغ بے درمان کے زخم سے فرمانِ خدا پر قربان کروں ۔۔

چگونہ صبر کسے فراقِ یار کُند
زجانِ خویش بُریدن کہ اختیار کُند

جناب اسماعیل علیہ السلام نے اطاعت و خوشدلی سے عرض کی یاابت افعل ما تومر اباجان! آپ کو جو کچھ فرمایا گیا ہے کریں اور خواب میں دیئے گئے حکم کو بجالائیں ۔ اباجان اسمٰعیل کا بدل ہے اور ربِ جلیل کا بدل نہیں ۔ بیٹے کا عوض ممکن ہے جبکہ حضرت حق تعالیٰ کا عوض ممکن نہیں ، اللہ رب العزت کے لائق ہے کہ فرمان کرے اسمٰعیل کے لئے لائق ہے کہ اس فرمان کی اطاعت کرے آپ جو کہ خلیل ہیں آپ کے لائق تلوار کھینچنا اور قربان کرنا ہے ۔ اباجان اگر اس کے بعد کہیں گے کہ ابراہیم نے حکم خدا کے لئے بیٹے

کو ہانسد یا تو یہ بھی کہیں گے کہ اسمٰعیل نے اُس کی رضا کی راہ میں سر کو ہار دیا۔

مرا سر پست کے خواہم فدائے پائے تو کردن
قبول کن کہ جز این مایہ دستگاہ ندارم

حضرتِ ذبیح کی وصیت

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا! بیٹے کوئی وصیت ہو تو بتائیں اُسے پوری کروں۔!

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے عرض کی: ہاں! میری تین وصیتیں ہیں میری طرف سے قبول فرمائیں، اول یہ کہ مجھے ذبح کرنے کے وقت میرے ہاتھ پاؤں باندھ لیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا! بیٹے تو خدا کے پاس جاتے وقت بےصبری اور ناشکیبائی کرتا ہے!

جنابِ ذبیحؑ نے عرض کی! اباجان میں بے صبری نہیں کرتا بلکہ اس وصیت کے دو مقصد ہیں، اول یہ کہ جب میرے نحیف و کمزور جسم پر خونریز چھری کا زخم آئے گا تو ہو سکتا ہے! میں ہاتھ پاؤں ماروں اور میرے جسم میں تردد و اضطراب کی صورت ظاہر ہو اور اس حرکت سے میرا نام صابروں کی لسٹ سے خارج کر دیا جائے۔

دوم یہ کہ آپ کے احترام کا التزام مجھ پر واجب ہے ہو سکتا ہے کہ اضطراب کے لمحات میں آپ کے ہاتھ اور لباس خون آلود ہو جائیں اور اس بے ادبی کی وجہ سے نافرمانوں اور گنہگاروں میں سے ہو جاؤں

گفتی کہ بریزم اندتو خون باکے نیست
زاں می ترسم کہ دستت آلودہ شود

marfat.com

دُوسری وصیت

جناب ابراہیم علیہ السلام نے اس وصیت کو قبول کرتے ہوئے فرمایا! دُوسری وصیت کیا رکھتے ہو!

حضرت ذبیحؑ نے فرمایا! مجھے ذبح کرنے کے وقت میرا چہرہ زمین کی طرف رکھیں اور میں نے اِس وصیت میں دو باتیں ملاحظہ کی ہیں اول یہ کہ اللہ رب العزت اپنے بندوں کی خواری اور زاری کو پسند فرماتا ہے اُس کے نزدیک گرد آلود چہروں اور خاک فرسود جبینوں کی قدر ہے مجھے اِس حال میں دیکھے گا تو رحم فرمائے گا۔

دوم یہ کہ بیٹوں کی محبت میں باپوں کا طبعی تعلق بہت زیادہ ہوتا ہے، میں ڈرتا ہُوں کہ چھری چلاتے وقت آپ کی نگاہیں میرے چہرے اور گیسوؤں پر پڑ جائے اور محبت وشفقت پدری کا سلسلہ حرکت میں آجائے اور اللہ ربّ العزت کے فرمان میں تاخیر ہو جائے اور یہ تاخیر عین تقصیر ہوگی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اِس حال میں رِقّت طاری ہوگئی اور آپ نے فرمایا تمہاری یہ وصیت بھی قبول ہے تیسری وصیت بیان کر؟

ماں کے نام سلام

جناب ذبیح علیہ السلام نے عرض کی! اے اللہ کے خلیل میں جانتا ہوں کہ جب آپ گھر سے باہر تشریف لائے تھے تو میری فراق دیدہ ماں اور ہجراں کشیدہ ہاجرہ نے مجھے آپ کے ساتھ دیکھا تھا تو یقیناً جوشِ محبت میں تڑپی تھیں اور دلِ پُر درد سے آغازِ گریہ کر چکی تھیں اور سوزِ سینہ اور آتشِ جگر سے فریاد کرتی تھیں۔ میری درخواست ہے کہ آپ اُن کے ساتھ سختی سے پیش نہ آئیں اور اُنہیں کوئی سخت بات نہ کہیں کیونکہ بیٹوں

marfat.com

کی جدائی ماؤں پر سخت مصیبت لاتی ہے لہٰذا اُن کی دلداری فرمانا اور اُن پر نگاہِ لطف رکھنا، تسکین و تسلی کے دروازے اُن کے دل پر کھولے رکھنا اور اُنہیں میرا سلام پہنچا کر کہنا اسمٰعیل کہتا تھا امی جان! مجھے معاف کرنا اور میری جدائی میں صبر کرنا کہ حق تعالیٰ صابروں کو دوست رکھتا ہے۔ اُمی جان! آپ زمین کے کسی بھی جوان و شاداب اور تر و تازہ پھول کو دیکھیں تو میرے خون آلود رُخسار کے پھولوں کو دُعاؤں میں یاد کرنا، اور آپ جب بھی کسی دلبر کو کسی رہگذر پر خراماں دیکھیں تو میری قامتِ سرو کو سیدھوں کی جگہ پر تصور کرنا۔ اے امی جان! آپ کے اِس غمزدہ بیٹے نے آپکی زیارت سے عادت اور آپکی خدمت سے محبت حاصل کی ہے میری مٹی کے سر سے اپنے قدموں کو نہ روکنا اور خاطرِ عاطر سے مجھے زیارت کرانا نہ بھلا دینا

بر سرِ خاکم نشیں اے شمع دردمن ببیں
در فراقت اشک گرم و آہ سرد من ببیں
جام حسرت خوردہ وازخشت بالیں کردہ ام
نازنینا! در فراقت خواب و خورد من ببیں

ابا جان اہل محلہ اور مکتب کے دوستوں سے میرا سلام پہنچا کر فرمانا! اسمٰعیل تم سے توقع رکھتا ہے کہ تم جب بھی کہیں اجتماع کرو اس منزلِ خاک کے مسافر کی پریشانی اور تنہائی کو دُعائے خیر میں فراموش نہ کرنا اور جب کسی مجلس اور محفل میں خوشی کی شمع جلاؤ تو اس کشتۂ تیغِ بلا اور میدان ابتلاء میں خون دینے والے کو آہوں اور اشکوں کے ساتھ یاد کر لینا۔

بشما باد کہ چوں باد بہار گذرد — ناز کی گل خندہ مرا یاد کنید
چوں قد سرو سہی جلوہ کند در بستاں — نازش سرو خراماں مرا یاد کنید

marfat.com

فرشتوں کا سوال

حضرت خلیل علیہ السلام نے یہ وصیت بھی قبول فرمائی اور مضبوط دل کے ساتھ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے تو ملاءِ اعلیٰ کی طرف سے شور برپا ہو گیا اور عالمِ بالا کے ملائکہ کی طرف سے صدائے فُغاں اُٹھنے لگی۔

غلغلہ در گنبدِ خضرا فتاد
دَلوَلہ در قُبّۂ مینا فتاد

فرشتے اُٹھ کر یہ نظارہ دیکھنے لگے اور باپ بیٹے کی حالت اور اُن کے جذبۂ تفویض و تسلیم پر روتے ہوئے عرض پرداز ہوئے الٰہی! ابراہیم کتنا بڑا آدمی ہے کہ اسے تیرے لئے آگ میں ڈالا گیا تو اُس نے کچھ پروا نہ کی اور اب تیرے لئے بیٹے کو قربان کرتے وقت بھی اُسے کچھ غم نہیں!

اللہ ربّ العزت نے اُنہیں مخاطب کر کے فرمایا: میں نے اسے خلت اور دوستی کا خلعت پہنایا ہے اور اسے اپنی محبت کا ساغر پلایا ہے۔ گُلستانِ محبت کا راستہ ابتلاء و مصیبت کے کانٹوں سے خالی نہیں ہے

ہر کہ با عشقِ ما در آمیزد — از غم و ابتلاء نہ پرہیزد
دَر بَرد صد ہزار تیغ کشیم — بکُند سر فدا و نہ گریزد

ستّر بار چھُری چلائی گئی

روایات میں آتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل کی گردن مبارک پر ستّر بار چھُری کو پھیرا مگر اُن کے رگ و پے اور گوشت پوست کا ایک ذرہ بھی نہ کاٹا گیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے غضبناک ہو کر چھُری کو ہاتھ سے پھینک

marfat.com

دیا تو چھری نے آپ کی خدمت میں عرض کی اے پیغمبرِ خدا مجھ پر ناراض نہ ہوں،
الخلیل یأمرنی بالقطع والجلیل ینہٰنی، یعنی خلیل مجھے کاٹنے کا حکم دیتا ہے اور جلیل مجھے
کاٹنے سے منع کرتا ہے اور میں وہی کروں گی جو خدا چاہتا ہے۔

اگر تیغ عالم بجنبد ز جائے
نبرد رگے تا نہ خواہد خدائے

کون زیادہ سخی ہے

روایات میں آیا ہے کہ فرشتے اس کام میں متعجب تھے اور اس امر میں اظہارِ
حیرت کرتے تھے اور کہتے تھے کیا ابراہیم بہت بڑا سخی ہے جو بیٹے کو قربان کرتا ہے
یا اسمٰعیلؑ بہت زیادہ بہادر ہے جس نے رضا و رغبت سے جان کا دروازہ کھول دیا ہے؟
زبانِ خلیل کی عبارت میں کہا، جوانمردی و بہادری مجھے زیب دیتی ہے کہ
عزیز بیٹا رکھتا ہوں اور دوست کے لئے قربان کر رہا ہوں۔ زبانِ شارت اسمٰعیل نے
فرمایا! میں سخی تر ہوں کہ جانِ عزیز اس کی راہ میں دے رہا ہوں۔ اے ابا جان آپ کا
دوسرا بیٹا بھی ہے اگر میں جاؤں گا تو آپ دوسرے کے پاس جا کر اس کے ساتھ شفقت
و محبت کریں گے، میری یہی جان ہے اور اسے ہی تحفۃً پیش کرتے ہوئے کچھ
پرواہ نہیں کر رہا۔

مگر حضرتِ جبار و جلیل نے دونوں کو معزول کرتے ہوئے فرمایا! میں تم دونوں
سے جواد تر ہوں کہ ابراہیم سے نہ ذبح کئے گئے کو ذبیحے میں شمار کر لیا اور نہ چاہے
گئے کو اسماعیل کے فدیئے کے لئے بھیج رہا ہوں اے جبریلؑ جا اور اسے قربان کرا دو
ابراہیمؑ سے کہنا! بے شک تو نے اپنا خواب سچا کر دکھایا ہے اور شرطِ فرماں برداری
کو بجا لایا ہے۔

marfat.com

کون قربان ہوا

حضرت ابراہیم علیہ السلام چھری ہاتھ سے پھینک کر عالم حیرت میں کھڑے تھے کہ جناب جبریل علیہ السلام جنت سے دُنبہ یا بکرا لیکر حاضر خدمت ہو گئے اور کہا اے خلیل بزرگوار اور صاحب قدم وفادار اللہ ربّ العزت نے آپ کو سلام بھیج کر فرمایا ہے کہ خلت کے دعویٰ پر فرزندِ ارجمند کی بے علت قربانی کو گواہ بنالیں، بیٹے کے ہاتھ پاؤں کھول دیں کہ تسلیم ورضا کے دعویداروں کا ہاتھ عجز کی لکڑی پر پڑ گیا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بکری کے پاؤں باندھ دیئے اور بیٹے کے ہاتھ کھول دیئے اور فرمایا پیارے بیٹے جبریل تیرے لئے بادشاہ جلیل کا سلام لایا ہے اور اُس نے کہا ہے کہ دوست نے فرمایا ہے! اے اسماعیل تو ہماری تیغ بلا پر صبر کرتے تُو نے رسم تسلیم و اطاعت کو بجالایا ہے دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھا اور جو بھی تیری مراد ہے اُسے زبان پر لے آتا کہ میں تیری دُعا کے دامن میں عطا کی پوشاک ڈال دُوں۔

دُعائے اسمٰعیلؑ

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ہاتھ اُٹھائے اور کمال نیازمندی سے عرض کیا الٰہی پیغمبر آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو بھی اُمتی اس جہان سے جانے لگے اُس کی زبان پر تیری توحید کی گواہی کا کلمہ جاری ہو اور اُس کے گناہ مجھے بخش دے۔

بارگاہِ صمدیت سے جواب آیا اے اسمٰعیل اے پسندیدہ جلیل اور اے نورنگاہ خلیل ہم تیری مُراد کو برلائے اور گنہگاروں کو تیرے حوالے کیا۔

چوں شُدی از صدق دِل قُربانِ ما — سر نہ پیچیدی تو از فرمانِ ما
شُد دُعاہائے تو در دم مُستجاب — عاصیاں را از تو باشد فتح باب

marfat.com

غمِ حسین میں رونے کا ثواب

حضرت امام علی بن موسٰی رضا علیہ التحیۃ والثناء سے نقل ہے کہ جب حق تعالٰی جلّ شانہٗ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے فدیہ کے لئے بکری بھیجی اور جناب ابراہیم علیہ السلام نے اُسے ذبح فرمایا تو اُن کے دِل میں خیال آیا اگر میں اپنے ہاتھ سے اپنے بیٹے کو ذبح کرتا تو مجھے عجیب ثوابِ عظیم حاصل ہوتا اور میرے احترام کا قدم بلند درجہ پر ہوتا۔

اللہ جلّ شانہ، نے وحی بھیجی کہ آپ تمام مخلوقات میں کس سے زیادہ محبت رکھتے ہیں!
جناب خلیلؑ نے عرض کی! محمدؐ اور آل محمدؐ سے کیونکہ وہ آپ کے حبیبؐ اور صفیؐ ہیں
خطاب ہوا! کیا آپ اُنہیں زیادہ دوست رکھتے ہیں یا اپنے آپ کو؟
حضرت خلیلؑ نے کہا! اُن کے ساتھ میں اپنے ذات سے زیادہ محبت کرتا ہوں
فرمان ہوا! آپ اُن کے بیٹوں کو زیادہ محبوب رکھتے ہو یا اپنے بیٹوں کو؟
جنابِ خلیل نے کہا! مجھے اُن کی اولاد اپنی اولاد سے زیادہ محبوب ہے
اللہ تبارک وتعالٰی نے وحی بھیجی کہ اُن کے بڑی شان والے بیٹے پر غربت کے عالم میں دشتِ کربلا میں جور وستم ڈھایا جائے گا اور اُسے اُس وقت شربت شہادت نوش کرایا جائے گا جب وُہ یک وتنہا اور بھوکا پیاسا ہو گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے واقعہ کربلا کا ذرا سا حال سُنا تو اُن کے آنسو جاری ہو کر رُخساروں پر بہنے لگے، اللہ جلّ شانہ نے خطاب فرمایا اے ابراہیم حسینؑ پر رونے اور آپ کے دِل کو پہنچنے والے اُس غم کا ثواب اُتنا ہی ہے جتنا آپ کو اپنے بیٹے کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کرنے سے حاصل ہوتا۔

عزیزانِ گرامی توجہ فرمائیں کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی مصیبت میں رونے

marfat.com

کا ثواب کس قدر ہے، ائمہ اہل بیت کرام علیہم السلام سے روایت نقل کی گئی ہے کہ غم حسین میں کسی کی آنکھ سے ٹپکنے والے ہر قطرے کو صدفِ شرف کا چمکدار موتی بنا کر اُس شخص کے قلادۂ عمل میں پرو دیتے ہیں اور اُس کی قیمت بازارِ قیامت میں اُس پر ظاہر کی جائے گی۔

ہر قطرہ آب دیدہ کہ در ماتم حسین — ریزی ز چشم خویش بود نے است شاہوار
آں را برشتۂ عملت درکشد ملک — پس روز حشر پیش تو آرند آشکار

واندر آناں ہر گہرے جوہری فضل
بر تو ہزار جوہر رحمت کند نثار

سہل بن عبداللہ تستری کا خواب

حضرت شیخ سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے عاشورا کے دن روتے ہوئے اپنے آپ سے کہا اگرچہ میں اُس روز حاضر نہ تھا کہ اُس شاہِ شہیداں کے سامنے اپنا خون بہاتا آج اس حسرت میں چند قطرے پانی اپنی آنکھوں سے بہاتا ہوں، رات کے وقت خواب میں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی تو آپ نے مجھے فرمایا! ربّ ذوالجلال کے جلال کی قسم! میرے فرزند دلبند حسینؑ کے غم میں بہایا ہوا ایک آنسو بھی ضائع نہیں ہے اِس روز جو تُو نے گریہ کیا ہے کل قیامت کے دن تجھے اس کا اِس قدر ثواب دیا جائے گا کہ روئے زمین کے حساب دان اور رخانۂ افلاک کے میر منشی اس ثواب کا حصر و حساب نہیں کر سکیں گے

بیا دِ تشنہ لبِ علی گریہ کن — کزیں گریہ پیدا شود آبروئے
ہر آں نامہ کز خطا شد سیاہ — بداں آب کردن تواں شست و شوئے

marfat.com

غمِ حسین پناہِ حسین

روایات میں آتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام عرصۂ محشر میں خون آلود چہرے کے ساتھ تشریف لا کر کہیں گے "رَبِّ اشْفَعْنِي فِيْمَنْ بَكىٰ عَلىٰ مُصِيْبَتِيْ" پروردگار مجھے اُس شخص کے حق میں اذنِ شفاعت عطا فرما جو میرے غم میں رویا کرتا تھا۔ الٰہی جو شخص دُنیا میں میری شہادت و غربت، مظلومی و بیکسی، اور بھوک کو یاد کر کے روتا تھا اُسے مجھے بخش دے چنانچہ اُس سردار کی شفاعت شرفِ قبولیت حاصل کرے گی اور امام حسین علیہ السلام کے غم میں رونے والے پروانۂ نجات حاصل کریں گے۔

گر آب زنی زدیدہ راہِ شہداء
بخشند گناہِ تو بشاہِ شہداء

marfat.com

ابتلائے یعقوب علیہ السلام

دیگر زمرۂ انبیاء اور گروہِ اصفیاء میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی آزمائش اور حضرت یوسف علیہ السلام کی مصیبت معروف و مشہور ہے اور ان کے اکثر احوال سورۂ یوسف میں مذکور ہیں ۔

امام رکن الدین محمد المشہور امام زادہ رحمۃ اللہ علیہ روایاتِ شریفہ اور حکایات لطیفہ پر مشتمل و محتوی ترجمۂ سورہ یوسف میں روایت لائے ہیں کہ اس سورۃ کی شانِ نزول میں مفسرین کے کئی قول ہیں اور پھر چند قول بیان کرنے کے بعد ایک نادر وجہ لائے ہیں کہ یہ سورہ مبارک حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی کے لئے نازل ہوا ہے جبکہ آپ اس سے پہلے حضرت حسنین کریمینؓ کا واقعہ سن چکے تھے ۔ یہاں یہ وجہ معمولی تغیر سے امام رکن الدینؒ کی تمام و کمال عبارت کی صورت میں پیش کی جاتی ہے ۔

عجیب شانِ نزول

صحائفِ آثار اور لطائفِ اخبار میں لکھا ہے کہ ایک روز سرداروں کے سردار ، تمام سعادتوں کے منشار ، جریدۂ کائنات کے سرورق قصیدۂ موجودات کے شاہ بیت علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات تشریف فرما تھے اور امامین حسنین کریمینؓ آپ کی آغوش میں تشریف فرما تھے ۔ دنیا میں اس سے بڑھ کر خوش تر منظر کیا ہوگا کہ مقصود آغوش میں ہو اور قاصد اس سے میانہ بر کنار ہو ، دریائے رحمت موجزن ہوا اور درخشاں رات میں ساحل پر آمد آیا ۔ اس روز سورج اور چاند ایک برج میں جلوہ گر تھے مگر قیامت نہ آئی ۔ سورج اور چاند کے جمع ہونے کا مشاہدہ کیا گیا تھا ۔ میں نہیں جانتا کہ حضور رسالتمآب

marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آغوشِ مبارک کو معدن کہوں کہ اس میں مرجان تھے یا اسے چمن کہوں کہ اس میں گل و ریحان تھے۔ اگر معدن کہوں کہ اس میں مرجان تھے تو بھی یہ مناسب ہے یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ [1] سے مراد حسنین کریمین ہیں، اگر چمن کہوں تو یہ بھی مناسب ہے وہ آپکے گل و ریحان تھے۔ هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا [2]۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی امام حسن علیہ السلام کے لبوں پر اپنے لب رکھتے اور کبھی امام حسین علیہ السلام کے چہرے سے اپنا چہرہ مبارک مل رہے تھے کہ اچانک حضرت جبریل علیہ السلام فرمانِ خداوندی لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور اللہ رب العزت کا پیغام پہنچایا اَتُحِبُّهُمَا کیا آپ حسنؑ و حسینؑ سے محبت کرتے ہیں!

آپ نے فرمایا ہاں! میں ان سے محبت کرتا ہوں اور میں ان سے کیوں محبت نہ کروں جبکہ یہ دونوں میرے جگر کے ٹکڑے ہیں دونوں میری آنکھوں کی روشنی ہیں دونوں میرے فرزندِ ارجمند اور جگر گوشہ و دلبند ہیں!

زیادہ محبوب کون ہے؟

جبریلؑ نے کہا! اے سردار آپ ان دونوں میں سے کس کو زیادہ محبوب رکھتے ہیں!

آپ نے فرمایا! اے بھائی دونوں ہی ایک صدف کے دو موتی اور ایک آسمانِ شرف کے دو چاند ہیں دونوں ہی ایک مدینے کے پاسبان اور ایک سفینے کے دو بادبان ہیں دونوں ہی ایک چمن کے دو سرو، اور ایک چراغ کے دو پرتو دونوں ہی ایک صندوقچے کے دو موتی اور ایک برج کے دو ستارے ہیں دونوں ہی ایک شاخ کے دو شگوفے در یکِ قصر کے دو برگزیدہ ہیں، دونوں ہی جگر گوشۂ رسول اور توشۂ دلِ بتولؑ ہیں

---

[1] رحمن آیت ۲۲ [2] حدیث

marfat.com

دونوں ہی شبلِ اسد اللہ اور سبطِ رسول اللہ ہیں، اے بھائی جبریل میں ہر دو کو محبوب رکھتا ہوں۔

کس جُرم کی سزا دیں گے

جبریلؑ نے کہا! اے سردارِ جلالت والے بادشاہ نے فرمایا ہے! اے میرے حبیب کیا آپ نہیں جانتے کہ آپ کے اِن بلند مرتبہ بیٹوں میں سے ایک کے پاؤں میں قہر کا زہر در آئے گا اور دُوسرے کا سر تیغ بے دریغ سے کاٹ دیا جائے گا؟

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کی ابتلاء کا قضیہ سُنا تو فرمایا مَن یفعل بِھِمَا ان دونوں کے ساتھ کون ایسا کرے گا! میرے جگر گوشوں کے ساتھ اِس قدر بے رحمی کون کرے گا! میرے بیٹوں کے چہروں پر جفا کا پتھر کون مارے گا؟

حضرت جبریلؑ نے عرض کی! آپ کی اُمت کے لوگ اور آپ کی ملت کا ایک گروہ۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اَیُومِنُونَ بِیْ وَیَرجُونَ شَفَاعَتِیْ وَیَقتُلُونَ اَولَادِی، کیا یہ لوگ مجھ پر ایمان لائیں گے اور میری شفاعت کے امیدوار ہونگے اور میری اولاد کو قتل کریں گے اور میرے جگر کے ٹکڑوں کو کمندِ بلا میں کھینچیں گے؟

جبریل نے کہا ہاں یارسُول اللہ وُہ اِن کو قتل کریں گے اور بہت زیادہ ماریں گے اور اِن کے سر تلوار کے ساتھ اُٹھائینگے اور اِن کے پیاسے حلقوم سے پانی کا ایک قطرہ نہیں گذرنے دیں گے"

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اے جبریل میری اُمت میرے حسنؑ کو کس جرم کے صلہ میں زہر پلائے گی! اور میرے حسینؑ کو کس گناہ کی وجہ سے خنجر

ے اللہ ، شیر کے بچے

آبلہ سے شہید کرے گی!

جبرئیل نے عرض کی بغیر کسی گناہ کرنے کے یہ خیانت روا رکھی جائے گی اور بغیر کسی خطا کے ہر جور و ستم ڈھایا جائے گا، چمکتے ہوئے چاند کا کیا گناہ ہوتا ہے جو کتے اس کی طرف منہ کر کے بھونکنا اور شور مچانا شروع کر دیتے ہیں پاکیزہ صورت پھول سے وجود میں کیا آتا ہے کہ اسے گلاب کا عرق کشید کرنے والی بھٹی میں ڈال دیتے ہیں۔

مہ فشاند نور و سگ عوعو کند
ہر کسے بر خلقت خود می تند

اطمینان مصطفےٰ کے لئے

بہترینِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جفائے امت سے گریہ کناں ہو گئے اور بے وقوفوں کے آزار کا غبار آپ کے آئینہ دل پر بیٹھ گیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کا دل خوش کرنے کے لئے یہ پیغام لائے۔

نحن نقص علیک احسن القصص ۔۔۔ ہم آپکو سب سے اچھا قصہ اور بیان سناتے ہیں

کہ آپ امت کے برے لوگوں کے معاملے پر اظہارِ تعجب نہ فرمائیں اور برادرانِ یوسفؑ کے واقعہ سے موازنہ کر لیں اگر یہ غلام ہیں تو وہ بھائی تھے، اگر یہ بے خبر ہیں تو وہ نسلِ پیغمبراں تھے پس یہ واقعہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل کی تسلی اور بلا کشانِ کربلا کے اطمینان کیلئے نازل ہوا اور اس کے احسن القصص ہونے کی وجہ بھی یہی بیان کرتے ہیں

۱؎ یوسف: ۳

marfat.com

اصل ایں قصہ چوں درد و محنت است — مُوجب سوز و بکا و حزنست
حسنش گفت خداوند کُہ او — در تسلیٔ حسینؑ و حسنؑ

یوسف علیہ السلام کا واقعہ

اِس قصہ کے ابتلاء کی دو نوعیتیں ہیں۔ ایک نوع وہ جو حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کی جُدائی کے غم میں پہنچی اور ایک وہ جو حضرت یوسف علیہ السلام نے چاہ و زندان میں غم و ابتلاء اور درد و الم کی صُورت میں برداشت کی اور ان دونوں کے سلسلہ میں دو تین باتیں اختصاراً پیش کی جاتی ہیں۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت یعقوب علی نبینا وآلہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارہ بیٹے تھے جبکہ آپ حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ اِن سب سے زیادہ محبت کرتے تھے اور آپ کی تربیت و تقویت کی نگاہ اُن کے حال پر بطورِ خاص مرکوز رہتی تھی اِس لئے کہ وُہ زیورِ جمال سے آراستہ اور پیرایۂ کمال سے پیراستہ تھے اُن کی صُورت کی معنی کا پتہ دیتی تھی اور اُن کے معنوں کا جمال آئینۂ صُورت میں جلوہ ریز تھا۔

صُورتست می بینم و حیرانِ معنی میشوم
تا چہ معنیٔ لطیفے تو کہ اینست صُورتست

اِس وجہ سے آپ کے برادران کے آئینۂ دِل پر زنگارِ حسد بیٹھ گیا، اور لوحِ سینہ پر تحریرِ رشک و غیرت نقش ہوگئی، یہاں تک کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ آفتاب و ماہتاب اور گیارہ ستارے آسمان سے آئے اور اُن کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے، اُنہوں نے یہ واقعہ اپنے والدِ گرامی کے سامنے بیان کیا جسے اُن کے بھائیوں نے بھی سن لیا اس سے اُن کے حسد میں مزید اضافہ ہو گیا اور اُنہیں خواہش پیدا ہُوئی کہ خیالِ یُوسفؑ والد کے دِل سے نکال دیں اور سودائے یُوسف اُن کے سر سے

marfat.com

ایک جانب کردیں، چنانچہ اُنہوں نے باپ سے درخواست کی کہ وہ یوسفؑ کو اُن کے ساتھ صحرا کی سمت بھیج دیں اور پھر انتہائی کوشش سے اُنہوں نے باپ کو اِس پر راضی کرلیا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے نہایت خوبصورت پوشاک پہنائی اور اُس زمانہ کے مطابق ہر طریقے سے آراستہ و پیراستہ کیا۔ لسانِ تقدیر سے آواز آئی آرائش تو شبِ وصال کے لئے ہوتی ہے آج فراق کے دِن میں آرائش کس کام آئے گی؟

گذشت رعدِ وصال و رسید شامِ فراق
مباد ہیچ دلے مبتلا بدامِ فراق

بہر کیف! حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اُن کے بھائیوں کے سپرد کیا اور فرمایا تم لوگ چلو اور بابِ کنعان کے باہر شجرِ الوداع کے نیچے میرا انتظار کرو۔ شجرِ الوداع ایک درخت ہے جہاں سفر پر روانہ ہونے والے کو اُس کے دوست الوداع کہتے اور دوست و احباب آ سے وہاں تک چھوڑنے جاتے گویا اُس درخت کی جڑ نے رنج و اندوہ کے پانی سے پرورش پائی تھی اور اُس کی شاخوں اور پتوں نے مصیبت و ابتلا کی ہوا میں نشو و نما حاصل کی تھی۔

نہالے کاشت دہقانِ محبت در زمین دل
تنش درد و برش اندوہ و بخش خون و شاخش غم

اضطرابِ یعقوب علیہ السلام

والدِ گرامی کے ارشاد کے مطابق بیٹے شہر سے باہر آگئے اور درخت کے پاس ٹھہر گئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے پشمینے کا لباس زیبِ بدن کیا سر مبارک پر خود پہن کر اس کے درمیان پشمینے کا عمامہ رکھا، ہاتھ میں عصا مبارک پکڑا اور شہر کے دروازہ کی طرف رُخ کر لیا چونکہ

marfat.com

اِس سے پہلے کبھی نہیں ہُوا تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام بیٹوں کو الوداع کہنے کے لئے تشریف لے جائیں لہٰذا جو کوئی بھی اس صُورتِ حالات کو دیکھتا متحیر و متعجب تھا اور اِس حال سے ناواقف تھا۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام زبانِ حال سے یُوں نغمہ سرا تھے اور یہ نغمہ سوائے حضرت یُوسف علیہ السلام کے گوشِ ہوش کے کسی کو سُنائی نہ دیتا تھا۔

میاں بعزمِ سفر بستہ بر سرِ راہ ہست | سرشکِ دیدۂ من میرود کہ راہ گیرد
گہ وداع بگریم چنانچہ سُنبلِ خسرد | شبِ فراق بنالم چنانکہ ماہ بگیرد

جب حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کی نگاہ آپ پر پڑی تو وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور باپ کے ہاتھ پاؤں چُومنے لگے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اُن میں سے کسی کی طرف بھی التفات نہ فرمایا! اور حضرت یُوسف علیہ السلام کو آغوش میں لے کر اپنا چہرہ اُن کے چہرے پر رکھا اور فرمایا اے بیٹو! مجھے معذور رکھو کہ میں اِس سے اپنے باپ دادا کی خوشبو سونگھتا ہُوں اور اِس کے چہرے کو دیکھنے سے مُطلقاً سیر نہیں ہوتا

چہ مِنّت ایں کہ گر ہر دم رُخش را صد نظر بینم
ہنُوزم آرزو باشد کہ یک بار دگر بینم

بعد ازاں حضرت یُوسف علیہ السلام کو فرمایا! اے باپ کی آنکھوں کی روشنی اگر میں توانا ہوتا تو تجھے اپنی گردن پر بٹھا کر لے بھی جاتا اور واپس بھی لے آتا مگر تیرا باپ ضعیف و نحیف اور تیرے دیدارِ شریف کا منتظر ہے۔ کسی بھی صُورت صحرا میں شب باشی نہ کرنا اور باپ کی آنکھوں کو جُدائی کے ناخنوں سے زخمی نہ کرنا بانی لَوْ بَقِیْتَ اللَّیْلَۃَ لَاحْتَرَقْتُ اے میرے بیٹے اگر تُو نے یہ رات صحرا میں گذار دی اور واپس نہ آیا تو مجھے ڈر ہے کہ جُدائی کی آگ مجھے جلا دے گی، اور میرے سینے کی بھٹی میں ہزار شعلۂ جانسوز فروزاں ہو جائیں گے۔ حضرت یُوسف علیہ السلام نے باپ کے قدم چُومنے کے لئے کمرِ مبارک کو جھکایا تو آپ نے اُن کو سرِ مبارک تھما کر اُن کی نُورانی جبین کو چُوم لیا اور فرمایا اے میری آنکھوں

marfat.com

کی ٹھنڈک مجھے اپنے ساتھ لپیٹ لے اور کچھ وقت میری آغوش میں ٹھہر جا، اطفیل جبلی کون جانتا ہے! کل میرے سر پر کیا لکھتا ہے اور میرے حال کا درخت تقدیر کے ہاتھوں کس وادی میں بویا جاتا ہے:

نگاہ دار زمانے زمام کشتی وصل
کہ بحرِ حادثہ ہا را کنارا پیدا نیست

یوسف علیہ السلام کو باپ کی وصیت

پھر فرمایا! اے یوسفؑ میں تجھے چار وصیتیں کرتا ہوں باپ کی وصیتوں کو سن اور اپنے ضمیر کا نصب العین مقرر کر۔

اول: یابنی لا تنس اللہ بکل حال۔ اے بیٹے اللہ تعالیٰ کو کسی بھی حال میں فراموش نہ کرنا تجھے کوئی بھی کام ہو پیدا کرنے والے کے ذکر کو زبان و دل سے دور نہ کرنا کیونکہ سفر میں کوئی قریبی اور حضر کوئی ہمنشیں اس کے ذکر اور شکر کے برابر نہیں ہے۔

دوم: اذا وقعت فی بلیۃ فاستعن باللہ اگر مصیبت و ابتلاء کے سبب تجھ سے درمان و عافیت کنارہ کش ہو جائے تو اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل سے مدد مانگنا کیونکہ جو شخص تدبیر کا معاملہ ہاتھ سے دے دیتا ہے اگر اس کا پنجہ مضبوط رسی میں پھنس جائے تو اس کا کرم نزدیک ہے جو جلدی سے پاؤں سے در آتا ہے۔

سوم: واکثر من قول حسبی اللہ ونعم الوکیل اس کلمے کو بہت زیادہ کہتے رہنا کیونکہ جب تیرے دادا جان حضرت خلیل علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو انہوں نے یہ کلمہ کہا تھا اس سے نمرود کا ضرر و شر ان سے دور ہو گیا تھا اور اس آگ کا دھواں ان کی عصمت کے چہرہ تک نہیں پہنچا تھا۔

آخری وصیت یہ ہے یابنی لا تنسانی ثانی لا انساك اے بیٹے مجھے بھول نہ جانا

marfat.com

یقیناً میں تجھے فراموش نہیں کروں گا اور جب تک خونِ جگر کی روانی خانۂ دل کو خراب نہیں کرے گی میرے سینے کے نمکدے میں تیرا عشق سکونت پذیر رہے گا اور جب تک دستِ بلا کلبۂ غم کے ساتھ لوحِ چشم کو دھو نہیں ڈالے گا چشمِ خیال کے پردوں پر تیرے جمال کے اوراق نقش رہیں گے

با مہرِ تو در خاک فرو خواہم شد
با عشقِ تو سر خاک برو خواہم کرد

یوسف علیہ السلام کی ہمشیرہ کا غم

روایات میں آتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی ایک ہمشیرہ تھیں جن کا نام دینا تھا جس وقت اُن کے برادران اور والدِ گرامی گئے تھے اُس وقت وہ سو رہی تھیں اُنھوں نے اچانک خواب میں دیکھا کہ یوسف علیہ السلام کو اُن کے والد کی آغوش سے دس بھیڑیئے اُچک کر لے گئے ہیں آپ اِس واقعہ سے ڈر کر خواب سے بیدار ہو گئیں اور پوچھا کہ یوسفؑ کہاں ہیں ؟ گھر والوں نے بتایا کہ وہ بھائیوں کے ساتھ صحرا کی طرف گئے ہیں ، اُنہوں نے پوچھا باپ نے اجازت دے دی تھی ؟ گھر والوں نے کہا ہاں ، اُنہوں نے کہا ہائے تقدیر اپنا کام کر گئی ہے اور یوسفؑ کی جدائی کا غم ہمارے خاندان پر لے آئی ہے پھر اُنہوں نے پا برہنہ شہر کے دروازے کی طرف رخ کر لیا اور شجرِ وداع کے نیچے پہنچ گئیں ، والدِ گرامی کو دیکھا تو وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ محوِ گفتگو تھے وہ آگے بڑھیں اور حضرت یوسف علیہ السلام کے پاؤں پر گر پڑیں اور پھر اپنا آنچل اُتار کر اپنے گلے میں ڈال لیا اور کہا اے پیارے بھائی ! تو جانتا ہے کہ میں بھی تیرے پرستاروں میں ہوں مجھے بھی ساتھ لے چل تاکہ جہاں تو اُترے میں اُس زمین پر اپنی پلکوں سے جھاڑو دوں اور جب تو پانی پئے تو میں تیرے پاؤں میں بیٹھ کر تیرے پیالے

marfat.com

کے نیچے دونوں ہاتھ رکھوں اور جب تیرے لئے کھانا پکایا جائے تو میں لکڑیاں اکٹھی کروں، اے خورشید آسمان غریبی اور اے دُرِ صدف یعقوبی اگر تو مجھے مطلقاً نہیں لے جانا چاہتا تو میرے ساتھ وعدہ کر کہ اِس عاجز اور بیچاری کا آئینۂ دِل دردِ فراق سے سیاہ نہیں کرے گا اور اِس کمزور و ضعیف کو آتشِ ہجراں کے ساتھ نہیں جلائے گا۔

حضرت یُوسف علیہ السلام نے بہن کی یہ باتیں سُنیں تو رونے لگے ایک طرف حضرت یعقوب علیہ السلام گریہ کُناں تھے ایک جانب حضرت یُوسف علیہ السلام اشک باری کر رہے تھے اور ایک سمت حضرت دینا نالہ وزاری کر رہی تھیں اِس موقعہ پر آسمان کے طبقوں کے دروازے کھُل گئے، حوریں اور غلمان کھڑی ہو گئیں مُقرب فرشتے جوش میں آگئے اور رُوحانیت شور کرنے لگے، حکم ازلی کی زبان نے کہا اے یعقوبؑ! تو ایک شب کی جُدائی سے رو رہا ہے اور چالیس سال کے رونے کی خبر نہیں رکھتا حضرت یُوسف علیہ السلام نے باپ اور بہن کو الوداع کہا،

می کند آں مہ وداعے دوستانِ خویش را

تازہ داغے می نہد مر سینہ ہائے ریش را

حضرت یُوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے راستے کی طرف رُخ کیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے آواز دی! جب تک تم واپس نہیں آؤ گے میں اِس جگہ سے شہر کو نہیں جاؤں گا اور روبیل کو فرمایا تو میری تمام اولاد میں بڑا ہے میں یُوسف کو تیری سپرداری میں دیتا ہوں ہرگز اس کے حال سے غافل نہ ہونا اور دُوسرے بھائیوں پر اعتبار نہ کرنا، روبیل نے قبول کرتے ہوئے راستے کی طرف رُخ کیا اور چند قدم آگے بڑھا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے پھر آواز دی! آہستہ آہستہ چلو کہ حریفِ دامنگیر ہجراں نے گریبانِ دِل پکڑ لیا ہے جان کے تقاضہ کی وجہ سے عجلت نہ کرو،

marfat.com

یک قدم آہستہ تر نہ زانکہ بر دل می نہی
یک نفس آہستہ تر رو زانکہ باجاں می روی

وہ لوگ چلنے لگے تو جناب یعقوب علیہ السلام اُن کے نقوش پا پر آہستہ آہستہ قدم رکھنے لگے ہر قدم پر آپ کی آنکھیں پُرنم ہو جاتیں اور ہر سانس پر آپ کے سینے سے ایک آہ نکل جاتی،

می دوانم پیش گلگوں اشک با   می رود آں ماہ و من از بے دنجے

برادرانِ یُوسف کا سُلوک

روایات میں آتا ہے کہ جب برادرنِ یُوسف علیہ السلام چند قدم مزید آگے بڑھے اور قریب تھا کہ وُہ باپ کی آنکھوں سے اوجھل ہو جاتے حضرت یعقوب علیہ السلام نے ایک آہ بھر کر فرمایا اے بیٹو! یُوسفؑ کو واپس لے آؤ تاکہ میں اسے ایک مرتبہ پھر دیکھ لُوں، برادران حضرت یُوسف کو باپ کے سامنے لائے تو اُنہوں نے جناب یُوسف علیہ السلام کو آغوش میں لے کر فرمایا اے پیارے باپ راہوں میں پڑا ہُوا ہے اور تو اُسے چھوڑ کر جا رہا ہے

رفتی و بر دل از غم عشق تو داغ ماند
واشفتگیٔ زلفِ تو اَم در دماغ ماند

حضرت یُوسف علیہ السلام نے باپ کو تسلی دے کر واپس بھیج دیا اور حضرت یعقوب علیہ السلام مراجعت فرما شجرِ وداع کے نیچے آ گئے آپ نے ہر شاخ سے صدائے الفراق سُنی تو جان لیا کہ پردۂ غیب میں دُوسرے رنگ بلے ہُوئے ہیں اور کار خانۂ تقدیر میں نیرنگیٔ دیگر انگیخت کی گئی ہے۔ جب تک بیٹے باپ کی نگاہوں میں رہے حضرت یُوسفؑ علیہ السلام کو کندھوں پر اُٹھاتے رہے بلکہ سر پر بٹھاتے رہے

marfat.com

بچشمانِ پدر تا می نمودند | زیک دیگر بمہرش می ربودند
گہے آں بر سرِ دوشش گرفتے | گہے ایں تنگ آغوشش گرفتے
چو پا در دامنِ صحرا نہادند | برو دستِ جفا کاری کشادند
زدوشِ مرحمت بارش فگندند | میانِ خارہ و خارش فگندند

حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے جب باپ کی نظر سے اوجھل ہوئے تو اُنہوں نے حضرت یُوسف علیہ السلام کو زمین پر پھینکدیا اور کہا کہ ہم تجھے کئی بار قتل کریں گے اور تیرے رشک کا شربت پئیں گے، ہماسے آگے آگے پیدل چلتا رہ،،

حضرت یُوسف علیہ السلام نے روتے ہُوئے فرمایا اے برادرانِ عزیز! میں نے کیا کیا ہے کہ تم مجھ اِس طرح خوار کرتے ہو اور مجھے پاپیادہ چلا تے ہو؟

بھائیوں نے کہا! اے جھوٹا خواب بیان کرنے والے تجھے جس سُورج اور چاند نے سجدہ کیا تھا اُنہیں بُلا تا کہ تیری فریاد کو پہنچیں،،

حضرت یُوسف علیہ السلام چند قدم چلے تو اُن کی نعلین مبارک ٹوٹ گئی مگر آپ بھائیوں کے ڈر سے ننگے پاؤں پتھروں اور کانٹوں پر چلتے رہے

کفِ پائے کہ می بُودش نہ گُل تنگ
زِ زخمِ خارو خارہ گشت گُلرنگ !

آپ جس بھائی کے پاس جاتے وُہ اُن کے رُخسار پر تھپڑ مار دیتا اور جس کے دامن کو پکڑتے وُہ اُن کا گریبان پکڑ کر دُور جھٹک دیتا،

بزاری ہر کرا دامن کشیدے | بیزاری گریبانش دریدے
بگریہ ہر کرا در پا فتادے | بخندہ بر سرِ اُو پا نہادے

جناب یُوسف علیہ السلام کے بھائی اِسی طور پر آپ کو صحرا میں لے جا رہے تھے یہاں تک آفتاب بلند ہُوا اور ہُوا سینۂ یعقوب علیہ السلام کی طرح سوزناک ہو گئی تو

marfat.com

حضرت یوسف علیہ السلام پر پیاس نے غلبہ کر دیا آپ نے رُوبیل کی طرف رُخ کرتے ہوئے فرمایا اے بھائی تو سب بھائیوں سے بڑا ہے اور میری خالہ کا بیٹا اور میرا بھائی ہے، باپ نے مجھے تیرے سپرد کیا تھا اور میری مشکل میں کام آنے کا تجھ سے عہد لیا تھا تو بڑوں والا کام کر اور میرے چھوٹا ہونے پر رحم کر۔

رُوبیل نے آپ کی کسی بات پر دھیان نہ دیا اور آپ کے نازک رُخسار پر تھپڑ مار دیا کہ اُس پھول کی پتی بنفشے کی طرح نیلگوں ہوگئی، پھر آپ نے شمعون کے پاس آکر کہا کہ مجھے مشکیزہ دیں شدتِ پیاس سے میری جان لبوں پر آئی ہوئی ہے یہ مشکیزہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے شمعون کے سپرد کیا تھا اس میں دودھ اور پانی ملا کر ڈالا گیا تھا اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ ابھی یوسفؑ کے لبوں سے دودھ کی بو آتی ہے اور وہ پیاس برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا جب اُسے پیاس لگے اِس مشکیزہ سے اُسے شربت پلانا جب حضرت یوسف علیہ السلام نے شمعون سے پانی مانگا تو اُس نے جو کچھ اُس مشکیزے میں تھا زمین پر بہا دیا اور اُس پانی اور دودھ کو مٹی میں ملا دیا وہ شربت خاک کو دیا مگر جانِ پاک کو نہ دیا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کا واقعہ بھی یوسف علیہ السلام کے واقعہ سے ملتا جلتا ہے اِن پر بدکشیوں نے جور و ستم ڈھائے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنوں نے دُکھ اور رنج دیا، اِس گروہ نے پانی کو زمین پر انڈیل دیا مگر بھائی کو نہیں دیا، اُن جفاکاروں نے فرات کے کنارے پر کتّوں کو پانی پلایا مگر امامت و کرامت کے دودھ پیتے بچوں کو تشنگی کی آگ میں جلایا۔

سوزِ دلِ مبارک لبِ تشنگاں بپرس — زاں ریگ ہا کہ فرشِ بیابانِ کربلاست

در خونِ ناب غرقہ لبِ تشنۂ حسینؑ — لعلیست آبدار کہ در کانِ کربلاست

او جاں سپردہ تشنہ و ما از رہِ شوق — جاں تشنۂ محبتِ سلطانِ کربلاست

marfat.com

بہر کیف! حضرت یُوسف علیہ السلام نے فرمایا اے شمعون تُو نے یہ پانی زمین پر کیوں بہا دیا ہے؟ شمعون نے کہا! میرا ارادہ تو یہ ہے کہ میں تیرے حلق سے خُون گراؤں یہ جائے کہ تیرے حلق میں پانی ڈالوں تجھے پانی کی پیاس ہے اور میں تیرے خُون کا پیاسا ہُوں۔

حضرت یُوسف علیہ السلام نے جب اپنے قتل کے بارے میں سُنا تو لرز کر رہ گئے اور جان کے ڈر سے روٹی پانی کو بھول گئے، اُس وقت شدت پیاس سے حضرت یوسف علیہ السلام کا حلق اور زبان لالے کی طرح آتشبار ہوگیا تھا اور آنکھوں کی سیاہ پُتلیوں کی طاقت آب گرفتہ چشم نرگس کی طرح ختم ہو چکی تھی اور آپ نے لرزتے پاؤں سے چلتے ہُوئے آغاز فریاد کیا

چُوں شُد نومید از ایشاں نالہ برداشت — ز خُون دیدہ بر رُخ لالہ می کاشت

گہے در خُون و گہ در خاک می خفت — ز اندوہ دِل صد چاک می گفت

کُجائی اے پدر بر گو کُجائی — ز حالِ من چنیں غافل چرائی

افسوس! حضرت یعقوب علیہ السلام کہاں ہیں جو اپنے بیٹے کو دیکھیں کہ چلنے سے اُس کے پاؤں میں آبلے پڑ گئے ہیں اور بھائیوں کے تھپڑوں سے اُس کا چہرۂ انور بیٹا گیا ہے

آہ! حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں ہیں تاکہ اپنے جگر گوشے حسین کو دیکھیں کہ اُس کے آبدار ہونٹ شدتِ تشنگی سے خشک ہو چکے ہیں اور فاجروں کی تلوار کے زخم سے اُس کے رخسار گُلنار ہو گئے ہیں، عصمت مآب بیبیوں کے خیموں سے اُس کے سوزِ حسرت اور اُن کے اپنے کربِ غربت کی المناک صدا آتی ہے اور آلِ عبا کے استیصال کا شور و غوغا جوش میں ہے۔

یا رسُول اللہ! برآر از روضہ پاکیزہ سر

تا ببینی آنچہ واقع در زمینِ کربلاست

marfat.com

یا رسول اللہ! اگندر فسر با بدشت کربلا

خود تو میدانی کہ خاک کربلا کرب و بلاست

جعد مشکین حسینؓ آغشتہ اندر خاک و خون

ایں چہ محنت ہاست یارب دیں چہ اندوہ و عناست

حضرت یوسف علیہ السلام پر بھائیوں کا ارادہ متحقق ہو گیا تو آپ نے قبلہ رو ہو کر دعا مانگی، یا اللہ! تو نے میرے جدِ امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آتش نمرود کے ضرر و شر سے خلاصی عطا فرمائی تھی۔ اور تو نے میرے باپ کو بازگشا علیہ و علی اسحق، کی خوشخبری بھیجی تھی، میرے بوڑھے باپ پر رحم کر اور مجھے قتل ہونے سے بچا لے آپ کے بھائیوں میں سے یہودا نے آپ کی یہ مناجات سُنی تو اس میں عرقِ اخوت متحرک ہو گیا اور عرقِ مروت اُس کی جبین پر میٹھ گیا، اُس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف رُخ کر کے کہا اے برادر اپنے دل کو اس ڈر سے فارغ رکھ جب تک میری جان میں جان باقی ہے کوئی شخص تیری جان لینے کا ارادہ نہیں کر سکتا۔

در سد کار بجاں از سرِ جاں برخیزم

اندھے کنوئیں میں پھینک دو

بھائیوں نے جب دیکھا کہ یہودا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی حمایت کے دامن کے نیچے جگہ دے دی ہے، آستینِ ادب میں ظلم کو کھینچ لیا اور ان کا سر کاٹنے سے باز آ گئے۔

اور انہوں نے مشورے کے بعد فیصلہ کیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں پھینک دیا جائے اور یہ گہرا کنواں کنعان سے تین فرسخ یعنی نو میل کے فاصلے پر

marfat.com

راستے سے ہٹ کر واقع تھا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک ایک کے دامن میں پناہ لینے کی کوشش کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا آپ کی چشمانِ مبارک سے حسرت کا مینہ برسنے لگا مگر بھائیوں کے ارادہ کی زمین میں وفا کی روئیدگی نہ اُگ سکی، آپ کے دل کے گلشن سے نسیم آہ چلتی رہی مگر اس سے اُن کی شفقت کے باغ میں رحم کا غنچہ نہ کھل سکا، جناب یوسف علیہ السلام ان کے پاؤں پر گر پڑے اور زبانِ حال سے یہ مضمون ادا کیا

یاراں غم خویید کہ بے یار ماندہ ام　　در خارزارِ ہجر گرفتار ماندہ ام

یاری دہید کز درِ آں دوُر گشتہ ام　　رحمے کنید کز غم اُو زار ماندہ ام

جب حضرت یوسف علیہ السلام نے دیکھا کہ میری فریاد بھائیوں کے سرِ بیداد سے نہیں گذرتی اور وہ میرے حال زار کو نگاہِ رحمت سے نہیں دیکھتے تو فرمایا! مجھے مہلت دو تاکہ میں دو رکعت نماز ادا کر لوں، انہوں نے کہا تو کیا جانتا ہے کہ نماز کیسے ادا کی جاتی ہے!

حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا آخر میں پیغمبر زادہ ہوں اور باپ کے ساتھ محرابِ اطاعت میں اکثر کھڑا ہوا ہوں۔

یہودا نے بھائیوں سے درخواست کی تو انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو نماز گذارنے دی، آپ نے نماز پڑھنے کے بعد سرِ نیاز زمین سے اُٹھایا اور کہا خدا وندا میں خود کو تیرے سپرد کرتا ہوں اور اپنی مُہمات کی عنان تیری تقدیر کے ہاتھ میں دیتا ہوں۔

مابندہ ایم و مصلحت ما رضائے تُست
خواہی بخش و خواہ بکُش رائے رائے تُست

جب آپ مُناجات سے فارغ ہوئے تو بھائیوں نے کہا قمیص اُتار دے

marfat.com

جناب یوسف علیہ السلام نے فرمایا افسوس زندہ کو پردہ اور مردہ بے کفن، میری قمیص چھوڑ دو اگر مجھے موت آگئی تو بے کفن نہیں رہوں گا اور اگر زندہ رہا تو سترِ عورت ہو گا"

انہوں نے کہا بہرحال تو قمیص اُتار دے اور اس سے اُن کی غرض یہ تھی کہ خون آلودہ قمیص باپ کے پاس لے جائیں گے اور انہیں بتائیں گے کہ یوسف کو بھیڑیئے نے پھاڑ دیا ہے، یہ خون آلودہ پیراہن اِس حال کا گواہ ہے،

یوسف علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنا گریبان پکڑ لیا مگر بھائیوں نے قوت سے اُن کا ہاتھ الگ کیا اور قمیص کو سر کے اُوپر سے اُتار لیا اور آپ کی کمر میں رسی باندھ کر اُس کنوئیں میں چھوڑ دیا"

میانش را کہ بُود سے موئے مانند ۔۔۔ بہ پشمیں ریسماں داد ند پیوند
کشید ند از بدن پیراھن اُو ۔۔۔ چو گل از غنچہ عریاں شُد تن اُو
فرو آویختند آنکہ بچاہش ۔۔۔ بچاہ اندا ختند از نیمہ راہش

حضرت یوسف علیہ السلام کو جب کنوئیں میں ڈال دیا گیا تو آپ نے بھائیوں کو فرمایا جو کچھ تم نے میرے ساتھ کرنا تھا کر لیا اور جو جفا مجھ پر تم کرنا چاہتے تھے کر لی اب میں تمہیں ایک نصیحت کرتا ہوں اسے گوشِ ہوش سے سن لو اور میری اِس بات کے خلاف نہ کرنا

انہوں نے کہا تو کیا نصیحت کرنا چاہتا ہے ؟

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا باپ سے اچھا سلوک کرنا اور اُن کی طرف سے لاپرواہی نہ برتنا اور اِس طرح سازش نہ کرنا کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ تم نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے، ہو سکتا ہے وہ تم پر خفا ہوں اور تمہیں سزا دیں اگرچہ تم میں میرے ساتھ جفا کرنے کی طاقت ہے مگر مجھ میں طاقت نہیں کہ تمہیں باپ کی سزا سے

marfat.com

بچاؤں، ابھی آپ نے یہی بات کی تھی کہ روبیل نے چھری سے رسّی کو کاٹ دیا حضرت یوسف علیہ السلام کنوئیں کے درمیان تھے کہ رسّی کٹ گئی آپ نے فرمایا افسوس کہ والدِ گرامی کی زیارت کئے بغیر ہی زندگی سے رشتۂ اُمید منقطع ہو گیا اور مجھے فنا کے کنوئیں کی تہہ میں گرا دیا گیا یہ مجھے دِل و جاں سے برداشت ہے اور میں خود کو کلّی طور پر حق کے سپرد کرتا ہوں۔

جبریل میرے بندے کی مدد کر

ندا آئی جبریل اَدرک عبدی! میرے بندے کو سنبھال لے، جبریل علیہ السلام ایک ہی پرواز میں سدرۃ المنتہٰی سے کنوئیں کے درمیان پہنچ گئے اور یوسف علیہ السلام کو خلا میں پکڑ لیا۔ یوسف علیہ السلام بے ہوش ہو گئے تو جبریل نے نہایت آہستگی کے ساتھ آپ کو کنوئیں کی تہہ تک پہنچایا اور ایک پتھر کے اُوپر لِٹا دیا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہوا جبریلؑ بہشت کی پوشاکیں لے جا اور اُسے پہنا اور جنت کے مشروبات اسے پلا اور اُس کے سر کو اپنی آغوش میں لے کر اپنے پَر اُس کے زخموں پر مل تاکہ اس کی حالت ٹھیک ہو جائے، اور جب اُسے ہوش آ جائے تو اُسے ہمارا سلام پہنچانا اور کہنا کہ کچھ غم نہ کر ہم نے تجھے کنوئیں کی تہہ کے لئے نہیں بلکہ تختِ حکومت کے لئے پیدا کیا ہے۔"

جبریلؑ صورتِ یعقوبؑ میں

حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی! الٰہی مجھے اجازت عطا فرما کہ میں اُس کے سامنے خود کو حضرت یعقوب علیہ السلام کی شکل میں ظاہر کر دوں تاکہ کچھ وقت کے لئے اُسے اطمینان و تسلی ہو، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوا ایسے ہی کر چنانچہ حضرت جبریل

marfat.com

علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کی شکل میں تشریف لائے اور حضرت یوسف علیہ السلام کا سر مبارک اپنی آغوش میں رکھا۔"

حضرت یوسف علیہ السلام کو ہوش آیا تو انہوں نے اپنا سر اپنے باپ کی آغوش میں دیکھا چنانچہ اُنہوں نے فریاد کرتے ہوئے اپنے بازو روح الامین کی گردن میں حمائل کر دیئے اور کہا ابا جان آپ کہاں تھے بھائیوں نے مجھ پر ظلم کیا اور مجھے آپ سے الگ کر دیا اور آپ کو میری جدائی میں مبتلا کیا مجھے ننگے پاؤں اور ننگے سر مہلک بیابان میں دوڑاتے رہے اور جس قدر ظلم و ستم ممکن تھے مجھ پر توڑے گئے نہ مجھے نہ روٹی کھانے دی اور نہ پانی پینے دیا اور مجھے بھوکا پیاسا چھوڑ دیا، میرے رخسار تھپڑوں سے خون آلود کر دیئے، میری زلفوں کو خاک و خون میں لتھڑ دیا، آپ نے جو پیراہن مجھے اپنے ہاتھوں سے پہنایا تھا میرے سر سے کھینچ لیا مجھے ذلت و خواری کی رسی میں باندھ کر اور میری پشت پر بے ادبی کی لات مار کر سر کے بل کنوئیں میں گرا دیا۔

ابا جان آپ میرے چہرے پر طمانچوں کے زخم ملاحظہ فرمائیں میرے پہلو اور پشت پر جراحت کے نشان دیکھیں، حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ باتیں کیں تو کنوئیں کی دیواروں سے نالہ و فریاد کی صدائیں آنے لگیں، حضرت جبریل علیہ السلام نالہ و شیون کرنے لگے اور فرشتے رونے لگے۔"

بالآخر جب حضرت جبریل السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کی باتیں سننے کی تاب نہ رہی تو کہا اے یوسف میں یعقوب نہیں بلکہ روح الامین ہوں اور اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا آیا ہوں، پھر اُنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تبارک و تعالیٰ کا سلام پہنچایا اور کنوئیں سے غلامی پانے کی بشارت دی اور چاہا کہ اپنے مقام پر واپس جائیں تو اللہ رب العزت کا ارشاد ہوا اے جبریل دو تین روز ابھی کنوئیں میں قیام کر اور یوسفؑ کا سر اپنی آغوش میں رکھ کیونکہ یہ مسافر ہے اپنے دوستوں سے

marfat.com

ہے اور گھر سے دور اکیلا ہے اور دل پر غربت کا کرب اور فرقت کی آگ رکھتا ہے۔

نہ آور اُمونسے نہ غم گسارے
نہ غمخوارسے نہ دلدارسے نہ یارسے

انتظارِ یعقوبؑ

روایت آئی ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اُس رات کنعان کو واپس نہیں گئے تھے اور سارا دن حضرت یوسف علیہ السلام کے انتظار میں شجرۃ الوداع کے نیچے بیٹھے ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام کی ہمشیرہ سے اپنے شوق کی باتیں کرتے رہے، یہاں تک کہ شام کی نماز کا وقت ہو گیا، بیٹوں کی آمد کی کوئی نشانی ظاہر نہ ہوئی تو حضرت یعقوب علیہ السلام کے دماغ سے دھواں اُٹھنے لگا

آمد نمازِ شام دنیامد نگارِ من
اے دیدہ پاسدار کہ خوابت حرام شد

حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹی کو مخاطب کر کے فرمایا اے دینا تیرے بھائیوں کو کیا ہوا کہ اِس قدر دیر کر دی اور کیا بات ہے کہ میرے یوسفؑ کے چہرے کا چاند ابھی تک مطلع وصال پر طلوع نہیں ہوا اور اُس کے جمال کی شمع نے فراق کے اندھیرے گھر کو انوار کی کرنوں سے ابھی تک کیوں روشنی نہیں بخشی،"

اے بیٹی! یوسف کی جدائی کے تخیل اور اُس کی ہجرت کے تصور سے حسرت کی آگ کے شعلے بھڑک اُٹھے ہیں اور چین و آرام کا سفینہ گردابِ اضطراب میں گر پڑا ہے۔"

یارب چہ شد امروز کہ آں ماہ نیامد
جاں رفت زتن و آں بت دلخواہ نیامد

marfat.com

بیٹی نے باپ کو تسلی دیتے ہوئے کئی وجوہات بیان کیں۔ الغرض حضرت یعقوب علیہ السلام نے وہ رات اسی جگہ بسر کی صبح ہوئی تو آپ نے بیٹی کو اپنے پاس بٹھایا اور بیٹوں کی راہ پر آنکھیں لگا دیں

من منتظرم ایں کہ یار از راہ رسد
جاں مژدہ دہم کہ یار ناگاہ رسد

حضرت یوسف کی وصیت

حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے سرِ راہ تھے کہ اُن پر نیند غالب آگئی۔ وہ سب سو گئے مگر یہودا جاگتا رہا اُس نے دیکھا کہ اُس کے بھائی اچھی طرح سو گئے ہیں تو اُس نے موقع غنیمت جانا اور اکیلا ہی کنوئیں کے کنارے پر پہنچ گیا۔ اور آواز دی اے بھائی یوسف اُسے اخی یوسف کیا تو کنوئیں میں زندہ ہے یا مر چکا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تو کون ہے جو بیچاروں کا حال پوچھتا ہے اور بیکس غریبوں کو یاد کرتا ہے! یہودا نے کہا اُے میری جان سے پیارے بھائی تیرا حال کیا ہے؟ حضرت یوسف علیہ السلام رونے لگے اور فرمایا، میرا حال ویسا ہے جیسے اپنے باپ کی آغوش سے جدا ہو کر کنوئیں میں گر کر موت کی آغوش میں جانے والے بیٹے کا ہوتا ہے۔ جو ننگے بدن تشنہ لب، پیٹ سے بھوکا، اور خستہ دل ہو نہ اُس کا کوئی مونس ہو اور نہ دوست نہ ہمدم نہ غمگسار، نہ وہ زمین میں زندوں جیسا ہوا اور نہ زمین کے نیچے چلنے والوں میں سے ہو۔"

یہودا حضرت یوسف علیہ السلام کے دردِ دل کی فریاد سن کر فریاد کرنے لگے اور اُن کی کم عمری، غربت و تنہائی اور بے کسی پر بہت زیادہ روئے حضرت یوسف علیہ السلام نے کنوئیں کی گہرائی سے آواز دی! اَے بھائی یہ وصیت کا وقت ہے تعزیت کا نہیں

marfat.com

پہنچو وانے کہا وصیت کریں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا وصیت یہ ہے کہ جب آپ شام کو بھائیوں کے ساتھ گھر جائیں تو میری بیکسی کو یاد کر لینا اور جب کھانا کھانے لگیں تو میری بھوک کو یاد کر لینا، اور جب کپڑے پہننے لگو تو میری برہنگی کو فراموش نہ کرنا، اور کسی خوشی اور اجتماع کے وقت جب تم آپس میں گفتگو کرنے لگو تو میری تنہائی اور پریشانی کو بھی سامنے رکھ لینا۔

چوں درمیاں مراد آورید دستِ اُمید
زعہدِ صحبتِ ما درمیانہ یاد آرید

وصیتِ امام حسینؑ کی مشابہت

اور اس وصیت میں شہیدِ کربلا کی وصیت کے ساتھ کسقدر مشابہت ہے کہ جب آپ آخری بار میدان کو جانے لگے تو اپنے فرزندِ ارجمند حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو بُلا کر آغوش میں لیا اور فرمایا اے باپ کے پیارے غریب الوطن اور یتیم۔ میرے بعد میرے نانا کی اُمت کے صالحین اور میرے ماں باپ کے حبداروں کو کہنا کہ حسینؑ تمہیں سلام کہتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ اے ہی خواہو اور دوستو جہاں غریب الوطنی کا ذکر آئے میری بیکسی کو یاد کرنا اور جہاں کسی شہید کا نام لیا جائے تو میری شہادت کو سامنے رکھ لینا اور جب پانی پینے لگو تو میرے تپیدہ جگر کی تشنگی اور لب و زبان کی خشکی کو فراموش نہ کرنا۔

چوں آبِ خوش خورید بہ حسرت کنید یاد
از سوزِ سینہ و جگرِ خوں چکانِ من
در جوئے دیدہ چشمۂ خونیں رواں کنید
از بہرِ آب دادنِ سرو رواں من

marfat.com

نہ آسماں عمامۂ خورشید بر زمین
آں دم کہ غرقہ گشت بخوں طیلسانِ من

یہودا کو بھائیوں کی ملامت

المختصر یہودا اس وصیت کے سوز سے نالہ و شیون کرنے لگے اور یہودا اونچی آواز والے تھے لہٰذا ان کی آواز ان کے بھائیوں تک پہنچ گئی وہ اچانک اٹھے اور آواز کی سمت روانہ ہو گئے کیا دیکھتے ہیں کہ یہودا کنوئیں کے کنارے بیٹھے ہوئے آہ و زاری کر رہے ہیں۔ بھائیوں نے کہا یہودا تم کیوں روتے ہو؟ یہودا نے کہا اس غریب و آوارہ و بیچارہ پر روتا ہوں اور کیسے نہ روؤں

آہم از دیدہ روانست و خیال قدِ او
ہمچو سرو یست در آں آبِ رواں پیوستہ
زُلفش از دست بداد یم و ز دل خوں بچکید
گوئی از زُلف رگے بود بجاں پیوستہ

یہودا کو بھائیوں نے ملامت کی اور ایک پتھر کنوئیں کے اوپر رکھ کر کنعان کی طرف چل پڑے۔

حضرت یعقوبؑ سے ملاقات

بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتہ بکری کے خون میں آلودہ کر کے ساتھ لے لیا اور عصر کی نماز کے وقت اس ٹیلہ کے قریب پہنچ گئے جس کے اوپر حضرت یعقوب علیہ السلام دیدۂ تر کو راستے پر لگا کر تمام دن انتظار فرماتے رہے تھے۔ اچانک اس صحرا سے غبار اٹھا تو آپ نے بیٹی کو فرمایا کہ یہ کیسا

marfat.com

گرد و غبار ہے!

بیٹی نے کہا عجب نہیں کہ میرے بھائی آ رہے ہوں۔

آپ نے فرمایا! اچھی طرح دیکھ کر دیکھتی ہیں!

جناب دیناؓ نے دیکھا تو اُن کے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا حضرت یعقوب علیہ السلام نے پوچھا! بیٹی تجھے کیا ہو گیا ہے؟

کہا ابا جان! میرے بھائی آئے ہیں مگر یوسفؑ اُن کے ساتھ نہیں،،

حضرت یعقوب علیہ السلام نے یہ بات سُنی تو جگر سے آہِ پُرسوز کھینچ کر فرمایا بیٹی اُن کو آواز دے تاکہ اِس ٹیلہ کے اُوپر آجائیں حضرت دیناؓ نے بلند آواز سے پکارا اے یعقوبؑ کے بیٹو! ادھر آجاؤ تمہارے والدِ گرامی اِس جگہ پر تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔

جب بیٹوں نے جان لیا کہ والدِ گرامی ٹیلے پر ہیں تو وہ ہاتھ ہلانے لگے اور اُنہوں نے صبحِ کاذب کی طرح گریبان چاک کر لیے اور مرغِ سحر کی طرح نالہ و فریاد کرنے لگے!

ہائے ہمارے پیارے! ہائے ہمارے بھائی! ہائے یوسفؑ!،،

حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا بیٹی یہ کیسی فریاد ہے جو میں سُن رہا ہوں اور یہ کیسا شور و غل ہے! کہ آنکھوں سے رگِ خون کھُل گئی ہے! یہ کیسا شور ہے جس کی تاثیر سے آتشِ ہجراں سینے کی بھٹی میں جلنے لگی ہے! اور یہ کیسا شور ہے کہ اُس کے سننے کی ہیبت سے دیدۂ غم دیدہ کے فوارے سے آبِ حسرت ٹپکنے لگا ہے۔

موج زن می بینم از ہر دیدۂ طوفاں غمے
می رسد در گوشم از ہر لب صدائے ماتمے

marfat.com

اہلِ عالم را نمیدانم چہ حال اُفتاد است
ایں قدر دانم کہ در ہم رفتہ کارِ عالمے

حضرت دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اُس آواز کی طرف کان لگائے اور گریہ و فریاد کے مضمون سے حضرت یعقوب علیہ السلام کو آگاہ کیا۔ اس خبر کو سُنتے ہی بُوڑھا باپ گر پڑا اور غش آگیا۔ حضرت دینار رضی اللہ عنہا نے پکار کر کہا اے بھائیو! جلدی آؤ اور اپنے بوڑھے باپ کو دیکھو کہ اُن کا حال دگرگوں ہو گیا ہے اور ہمارے اختیار کے ہاتھ سے عنانِ عقل نکل گئی ہے۔

وُہ لوگ جلدی سے وہاں پر آئے اور باپ کو اِس حال میں دیکھ کر فریاد کُناں ہو گئے۔

برادرانِ یُوسف کی پریشانی

روبیل آگے بڑھا اور والدِ گرامی کے سر کو آغوش میں لے لیا اور اُن کے مُنہ مبارک پر ہاتھ رکھ کر دیکھا کہ سانس بند ہو چکی ہے۔

فریاد کرنے لگا۔ یہودا نے کہا اے بھائیو! ہم نے یہ اپنے ساتھ کیا کر لیا ہے۔ باپ کو ضائع کر لیا بھائی کو کنوئیں میں ڈال دیا اور خلقت کی زبانِ ملامت کو خود پر دراز کر لیا اپنوں اور بیگانوں پر اعتراض کے دروازے ہم نے خود پر کھول کر اپنا پردہ خود چاک کر لیا۔ اپنے پیوند کا رشتہ تیغ سے کاٹ لیا پھر اُنہوں نے روتے پیٹتے چیختے چلاتے باپ کو اُٹھایا اور گھر میں لے گئے حضرت یعقوب علیہ السلام ابھی تک بیہوش تھے یہاں تک کہ صُبح ہو گئی اور نسیمِ سحر گاہی محبتِ الٰہی سے چلنے لگی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے آنکھیں کھول دیں اور کہا! میری آنکھوں کا نور کہاں ہے؟ اُنہوں نے خُون آلود کُرتہ ہاتھ میں پکڑا اور بصیرتے

marfat.com

کا قصہ بیان کیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام پھر بے ہوش ہو گئے۔

بیٹی کے آنسو

حضرت یعقوب علیہ السلام کی صاحبزادی باپ کے سرہانے آکر رونے لگی اور روتے ہوئے اپنا ہاتھ آپ کے سر مبارک پر رکھا۔ اور فریاد و فغاں کرنے لگی اُن کی آنکھوں سے ٹپکنے والا آنسو حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرۂ انور پر گرا تو آپ نے آنکھیں کھول دیں اور فرمایا میں کہاں ہوں؟

اُنہوں نے کہا! آپ اپنی منزلِ کرامت، قرارگاہِ سعادت اور اپنی اولاد و عزت میں ہیں۔ فرمایا! میرا یوسف اس جگہ ہے؟ اُنہوں نے کہا نہیں آپ کے دوسرے بیٹے ہیں۔ فرمایا کیا حاصل!

گُل و بنفشہ ہمہ است و یار نیست چہ سُود
بتِ شکر لب من در کنار نیست چہ سُود

فرشتوں کی آہ وزاری

القصہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق میں اس قدر آہ وزاری کی کہ فرشتوں نے فریاد کرتے ہوئے کہا! الٰہی یا تو یوسفؑ کو اَب اُسے واپس کر دے یا یعقوبؑ کو خاموش کرا دے یا ہمیں اجازت عطا فرما تاکہ ہم دنیا میں جا کر یعقوب علیہ السلام کے ساتھ مل کر آہ و نالہ کریں۔

تلاشِ یوسفؑ

صُبح ہوئی تو حضرت یعقوب علیہ السلام صحرا کی طرف آئے اور کنعان

marfat.com

کے نواح میں پھرنے لگے آپ اس حال میں فرماتے تھے! اے میرے بیٹے! اے میرے فرزند دلبند! اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک! اے میری آنکھوں کے نور! اے میرے دلِ پُر داغ کے باغ کے ثمر! اے میرے جگرِ خون شدہ کے ٹکڑے! کیا تجھے کسی کنوئیں میں ڈال دیا گیا ہے یا تجھے کسی تیغ نے ہلاک کر دیا ہے یا تجھے کسی دریا میں غرقاب فنا کر دیا گیا ہے۔ یا تجھے کہیں زمین میں دفن کر دیا ہے آپ اسی طرح اس وادی میں سرگردان پھرتے ہوئے حسرت کے آنسو آنکھوں سے بہاتے رہے اور گنبدِ افلاک کو آگ لگا دینے والے سوز کے ساتھ آہ وزاری کرتے رہے۔

جبریل علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اے یعقوب! آپ نے آسمان کے فرشتوں کو اپنے گریہ سے گریہ کناں کر دیا ہے، اور ملائے اعلیٰ کو نالہ فریاد میں مبتلا کر دیا ہے۔

یعقوب علیہ السلام نے فرمایا! اے جبریل کیا کروں کیسے نہ روؤں،

جاں غم فرسودہ دارم چوں نہ گریم زار زار
آہ درد آلودہ دارم چوں نہ نالم آہ آہ

الغرض یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق میں اس قدر روئے کہ اُن کی آنکھیں سفید ہو گئیں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے،

وابیضت عیناہ من الحزن ؕ

فراقِ زین العابدینؑ

روایات میں آیا ہے کہ حضرت امام زین العابدین علی بن الحسین علیہما السلام

marfat.com

واقعہ کربلا کے بعد بہت زیادہ روتے تھے۔ لوگوں نے کہا یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ بہت زیادہ روتے ہیں اور ہم آپ کی زیادتی گریہ سے آپ کے تلف ہو جانے سے ڈرتے ہیں؛

آپ نے فرمایا اے میرے دوستو مجھے معذور رکھو حضرت یعقوبؑ خدا کے پیغمبر تھے وہ بارہ بیٹے رکھتے تھے اُن میں سے ایک اُن کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تو وہ اس قدر روئے کہ اُن کی آنکھوں میں خلل پڑ گیا۔ اور میری نظروں کے سامنے میرے والد بزرگوار کو میرے بھائیوں چچوں عم زادوں قریبیوں دوستوں اور متعلق والوں کے ساتھ شہید کر دیا گیا۔ میں کیسے نہ روؤں؛ ایک شخص کے فراق میں اس قدر گریہ واقع ہوا تھا تو بہتر ۷۲ شہیدا کے فراق میں کیا حال ہونا چاہیے۔

بے دردِ فراق در جہاں کیست بگو
بدتر ز فراقِ در جہاں چیست بگو
مارا گوئیند در فراقش میگری
آں کیست کہ در فراق نہ گریست بگو

زنجیریں پہنا دو

جناب یوسف علیہ السلام کا دوسرا ابتلاء قید و بند کی خواری پر مشتمل ہے، چنانچہ جب انہوں نے کنوئیں سے خلاصی پائی تو اُن کے بھائیوں کو خبر ہو گئی، انہوں نے آکر مالک سے کہا کہ یہ ہمارا بھاگا ہوا غلام خانہ زاد ہے تو نے اسے کہاں سے پایا؛ پھر طویل گفتگو کے بعد انہوں نے حضرت یوسفؑ کو ستر ۷۰ درہم کے عوض اس شرط پر فروخت کر دیا کہ وہ اسکی گردن میں طوق ڈال کر ہاتھ پاؤں کو زنجیروں سے کس دے کیونکہ یہ بھاگ جاتا ہے نیز اسے ننگے بدن اور بھوکا

marfat.com

پیاسا رکھے تاکہ سرکش غلام قابو میں رہے،
حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو دیکھا اور ان کی قہر و غضب سے بھری ہوئی باتیں سُنیں تو اُن میں نہ بات کرنے کا حوصلہ رہا اور نہ ہی یہ طاقت رہی کہ وہ اپنا راز افشا کر سکیں۔

این طرفہ گلے نگر کے مارا بشگفت
نہ رنگِ تواں نمود و نہ بوئے نہفت

کچھ اور یاد آرہا ہے

حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدنے والے مالک نے اپنے لوگوں سے کہا کہ وہ طوق و زنجیر حاضر کریں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے جب طوق و زنجیر پر نظر ڈالی تو فریاد و فغاں کرنے لگے۔
مالک نے کہا۔ مضطرب نہ ہو بھاگنے والے غلاموں کو طوقِ ذلت اور تشویش زنجیر کے سوا چارہ نہیں،
حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا! میں طوق و زنجیر کی وجہ سے فریاد نہیں کر رہا بلکہ اُس حالت کو یاد کر کے رو رہا ہوں! جب بادشاہ حقیقی اللہ تعالیٰ دوزخ کو فرمائیگا اِس گنہگار بندے کو پکڑ اور اس کی گردن میں طوق ڈال دے کیونکہ اس کی گردن میری خدمت سے پھری رہی ہے اِس کے پاؤں میں زنجیر ڈال دے کیونکہ اس نے میرے دائرۂ فرمان سے باہر قدم رکھا ہے۔
مالک اس گفتگو سے حیران ہو گیا اور آہستگی کے ساتھ آپ سے کہا! اے میرے غلام میں تجھے فروخت کرنے والوں کے سامنے قیدی بناؤں گا اطمینان

marfat.com

رکھو کہ جب یہ لوگ چلے جائیں گے تو تیرے پاؤں کی زنجیر اور گردن کا طوق اُتار دوں گا،

پس تو بھائیوں کے سامنے۔

نا آہن بند بر سیمش نہادند
بگردن طوقِ تسلیمش نہادند

چنانچہ اُس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ٹاٹ کا لباس پہنایا اور مختلف قسم کی وعید و تہدید سنائی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کو تسلی ہو گئی اور وہ کنعان کی طرف چلے گئے۔

بیچنے والوں کو مِل لینے دو

حضرت یوسف علیہ السلام نے دوبارہ رونا شروع کر دیا تو مالک نے کہا۔ اے غلام تو کیوں اضطراب ظاہر کرتا ہے، اور صبر و سکون کا دروازہ خود پر کیوں نہیں کھولتا؛

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا! اے مالک میں فراق کی طاقت نہیں رکھتا مجھے اجازت دے تاکہ میں اپنے فروخت کرنے والوں کو جا کر ایک بار دیکھ لوں۔ اور اُن پر سلام کہوں،

مالک نے کہا۔ اے میرے غلام میں نے اُن میں تیرے لئے مہر و محبت کی کسی بات کا مشاہدہ نہیں کیا۔ اور نفرت و وحشت کے سوا کوئی چیز اُن میں نہیں پائی۔ تجھے اُن کے ساتھ کیا رغبت ہے۔ کہ تو اُنہیں دیکھنا چاہتا ہے؛

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اگرچہ اُن کو مجھ سے نفرت ہے مگر مجھے اُن سے رغبت ہے اور اگرچہ وُہ مجھے دوست نہیں جانتے مگر میں

marfat.com

انہیں دوست رکھتا ہوں تو مہربانی کرکے انہیں کہہ دے کہ ٹھہر جائیں"۔
مالک نے آواز دی اے جوانو! آہستہ ہو جاؤ یہ غلام چاہتا ہے کہ تم سے معافی طلب کرے، اور پھر یوسف علیہ السلام کو اجازت دی کہ وہ جا کر اپنے مالکوں کو وداع کرے۔

میرا پیار یاد رکھنا

حضرت یوسف علیہ السلام زنجیر کھینچتے ہوئے بھائیوں کے پاس آئے اور کہا اے پیارو! تم نے جو کچھ کرنا تھا کر لیا۔ میں نے تحمل کیا اور توقع رکھتا ہوں کہ میرے باپ کے رونے کے وقت تم اسے تسلی دو گے اور ان کی ہر خدمت بجا لاؤ گے۔ اور مجھ غریب مصیبت زدہ کو اپنی یاد میں رکھو گے"۔
یہ سن کر یہودا رونے لگے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو آغوش میں لیکر کہا اے جان برادر بہادری کے ساتھ اپنے امور کو خدا کے حوالے کر دے
پھر وہ اونٹ لائے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو بوریئے کا لباس پہنا کر طوق و زنجیر سمیت اس اونٹ پر بٹھایا اور ایک بدشکل متشدد قسم کے غلام کو ان کا نگران مقرر کیا اور قافلہ مصر کی طرف روانہ ہو گیا۔

باپ کے نام پیغام

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے پیچھے نگاہ دوڑائی اور کہا! اے ابا جان آپ پر اللہ کی رحمت ہو۔ مجھے معذور جانیئے کہ میں رنج و بلا، غربت، رسوائی اور غلامی میں گرفتار ہو گیا ہوں۔

اے میری بہن! مجھے بھول نہ جانا! میں تیری شفقتوں اور دل سوزیوں

marfat.com

کو یاد رکھوں گا

ماں کے مزار پر

قافلے والے تمام رات چلتے رہے صبح ہوئی تو آلِ اسحٰق کے قبرستان میں پہنچے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نگرانی میں تھے اپنی ماں کی قبر کو دیکھا تو بے اختیار ہو کر خود کو اونٹ پر سے اپنی والدہ کی قبر پر گرا دیا اُن کی بچپن کی تربیت کے زمانے کو یاد کیا والدہ محترمہ کی مہر و شفقت کو سامنے لائے اور بارش کی طرح اشکوں کے قطرات چہرۂ ارغوانی پر برسائے اور آواز دی :

اے امی جان۔ اے مادرِ مہربان اپنا سر اوپر اُٹھائیں پردہ خاک کو اپنی آنکھوں سے دُور کریں اور اپنے فرزندِ دلبند کے حال پر نگاہ کریں میں آپ کا قیدی بیٹا ہوں جس کی گردن میں طوق ہے، جس کے ہاتھ پاؤں میں زنجیریں ڈال دی گئی ہیں اور جس کو ٹاٹ کا لباس پہنایا گیا ہے، امی جان! مجھے غلامی کی تہمت لگا کر فروخت کر دیا گیا ہے اور میرے بوڑھے باپ کا دِل میرے فراق کی آگ میں جلایا گیا ہے

ماں کا جواب

قبر سے ایک چیخ اُبھری اور آواز آئی اے میرے پیارے بیٹے! اے میری آنکھوں کے نُور! تو نے میرے غم کو بڑھا دیا ہے اور میرے حُزن و ملال کو زیادہ کر دیا ہے، اے میرے نازوں کے پالے بیٹے! تو نے میرے دُکھوں میں اضافہ کر دیا ہے اور درد کی تلوار سے میرے دِل کو چیر دیا ہے، میرے بیٹے صبر کر

marfat.com

اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

میرے بیٹے ابتلاء آزمائش کے تیروں کے سامنے صبر کی ڈھال رکھ لے تاکہ تیری کامیابی کا پرچم میدانِ مُراد میں لہراتا رہے۔

صبر و ظفر ہر دو دوستانِ قدیم اند
چونکہ کنی صبر نوبت ظفر آید
بگذر دایں روزگار تلخ تر از زہر
تا ت یکے روزگار چوں شکر آید

نگران کی جفاکاری اور تیز آندھی

صبح ہوئی تو جناب یوسف علیہ السلام کی نگرانی کرنے والے غلام نے انہیں اُونٹ پر نہ دیکھا تو واپس آگیا اور دیکھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام قبر کے سرہانے بیٹھے ہوئے ہیں اُس بے رحم ظالم نے غضبناک ہو کر آپ کے رُخسار مبارک پر اس زور سے تھپڑ مارا کہ آپ کے نرم و نازک رُخسار کی جِلد پھٹ گئی اور آپ کا چہرہ مبارک خون میں نہا گیا، پھر اُس نے کہا کہ اے غلام تیرے آقا درست کہتے تھے کہ تُو بھاگ جاتا ہے،

حضرت یوسف علیہ السلام نے اُس کے جواب میں ایک لفظ بھی نہ کہا مگر اِس درد کے ساتھ آہ و زاری کی کہ فرشتوں کی عبادت گاہوں میں ہلچل مچ گئی تمام جبروت میں شور برپا ہو گیا اُسی وقت ایک تیز آندھی اُٹھی اور ہر طرف زبردست گرد و غبار چھا گیا اور ہوا میں بغیر بادلوں کے بجلیاں تڑپنے لگیں رعد کڑکنے لگا اور برقِ بے سحاب جلانے لگی،

اہلِ قافلہ آپس میں کہنے لگے! ہم نے اِس تھوڑے سے عرصہ میں اپنا کوئی تازہ

marfat.com

گناہ نہیں دیکھا جو ہماری عقوبت اور گرفت کا باعث ہوتا؛

اِسی اثنا میں حضرت یُوسف علیہ السلام کو طمانچہ مارنے والا سنگدل ظالم غلام آگیا اور اُس نے بتایا کہ یہ مصیبت میری بدقسمتی کی وجہ سے نازل ہوئی ہے کیونکہ میں نے جس وقت عبرانی غلام کو تھپڑ مارا اور اُس نے روتے ہوئے دردِ دل سے فریاد و فغاں کی اُسی وقت سے یہ صُورتِ حال پیدا ہو گئی ہے"،

مالک نے کہا تو نے اُسے کس لئے مارا تھا؛

غلام نے کہا! اُس نے خود کو اُونٹ سے گرا لیا تھا اور بھاگنے کا ارادہ کر رہا تھا"،

مالک نے کہا! اِس بے وقوف غلام کو یہ بھی پتہ نہیں کہ کوئی شخص طوق و زنجیر پہن کر نہیں بھاگ سکتا پھر مالک حضرت یُوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اُسے جوان کیا تو بھاگنے کا ارادہ رکھتا تھا؛

حضرت یُوسف علیہ السلام نے فرمایا! اے مالک میں سرکش اور بھاگنے والا نہیں ہُوں، میں ماں کی قبر پر پہنچا تو مجھے صبر و تحمل کی طاقت نہ رہی اور میری قوت کے رشتے کو اضطراب کی طاقت نے کاٹ دیا، میری ماں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ میں اُس کی قبر پر طوق و زنجیر پہن کر حاضری دُوں گا یا وہ اپنے جگر گوشہ کے چہرے پر غلامی کا داغ دیکھے گی، جب میں نے اپنی ماں کی قبر مبارک دیکھی تو بے اختیار خود کو سواری کے اُوپر سے گرا لیا اور اپنا غم دل اُن کو سُنایا میں اپنے درد کا قصہ اُن کے سامنے بیان کر رہا تھا کہ اِس غلام نے آکر میرے منہ پر تھپڑ مار دیا مگر میں نے اِسے کچھ نہیں کہا آپؑ نے یہ کہا ہی تھا کہ آپ کے دلِ پُردرد سے آہ غم نکل گئی"، اہلِ قافلہ نے سُنا تو وہ گریہ کُناں ہو گئے اور تضرّع و زاری کرتے ہُوئے کہنے لگے اے جوانِ عالی شان یہ آدمی جو ہم پر مُسلط

marfat.com

ہوگئی ہے اِسے دُور فرما دے ،

حضرت یُوسف علیہ السلام نے ہوا کی طرف دیکھ کر ہونٹوں کو جنبش ہی دی تھی کہ اُسی وقت آندھی غائب ہوگئی اور مطلع صاف و شفاف ہوگیا ۔ مالک نے اِس حال کا مشاہدہ کیا تو اُسی وقت حکم دے دیا کہ حضرت یُوسف علیہ السلام کی گردن سے طوق اُتار دیا جائے اور آپ کے ہاتھ پاؤں زنجیروں سے آزاد کر دیئے جائیں اور آپ کو بہترین پوشاک پہنائی جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور آپ کو تیز رَو ناقہ پر سوار کرا دیا گیا

کربلا والوں کا کیا حال ہوگا ؟

اب جبکہ حضرت یُوسف علیٰ نبینا علیہ الصلوات والسلام نے والدہ ماجدہ کی قبرِ انور کی طرف دیکھا تو گریہ و بکا اور آہ وزاری کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تو جب شجرۂ رسالت کی پردہ داروں اور شجرۂ ولایت کی معظمات نے دشتِ کربلا میں بغیر جسم کے سروں کو نیزوں پر چڑھے ہُوئے اور بغیر سروں کے خاک و خُون میں لتھڑے ہُوئے جسموں کو دیکھا ہوگا تو اُن کے گریہ و بکا ، نالہ و فریاد اور بے قراری کا کیا عالم ہوگا ؟

روایات میں آتا ہے کہ امام عالی مقام امام حسین علیہ السلام اور آپ کی اولادِ پاک کی شہادت کے بعد عُمر سعد نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ وہ شہیدوں کے سروں کو نیزوں پر چڑھالیں اور اُن کے کٹے پھٹے جسم میدانِ کربلا کی خاک پر پڑے رہنے دیں چنانچہ جب پردہ دارانِ پردہ سرائے طہارت و عفت حرم حسینؑ میدانِ جنگ میں پہنچیں اور شہیدوں کے بغیر سروں کے جسموں کو دیکھا تو بے اختیار نالہ و فریاد کرتے ہُوئے گنبدِ خضریٰ کی طرف مُنہ کر کے گریہ و فغاں کرنے لگیں ۔

marfat.com

امام عالی مقام امام حسین علیہ السلام کی ہمشیرہ مکرمہ سیدہ زینب بنت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے فریاد کرتے ہوئے کہا!

اے نانا جان اور اے سید نامدار یہ آپ کا حسین ہے کہ اس ریگستان میں اس کا سر کٹا ہوا ہے اور اس کی حرمت کا پردہ بے حیائی اور بے ادبی کے ہاتھوں پھٹا ہوا ہے،

نانا جان! یہ آپ کا نور نظر اور آپ کی آغوش میں پلنے والا حسین ہے جو خاک و خون میں غلطیدہ ہے،

نانا جان یہ آپکے باغ نبوت کی خوشبو ہے جس کے جسم انور کے اعضا مبارک ٹکڑے ٹکڑے کر دئے گئے ہیں۔

روایت میں آیا ہے کہ جب جناب سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کی یہ گفتگو یزید کے اہل لشکر نے سنی تو وہ سب رونے لگے اور ان کی آنکھوں سے خونیں اشک ٹپکنے لگے،

اے عزیز! شہیدوں کے حال اور آل عبا کی مصیبت پر اگر دشمنوں کو رونا آجاتا ہے تو ان کے دوستوں اور محبداروں کا ان کی مصیبت پر اشک ریزی کرنا تعجب خیز نہیں۔

لائق بود در ایں دہر از ما گریستن — بر عترت نبی معلیٰ گریستن
اے دوستاں نہاں مکشید آہ سوزناک — کامد زماں نعرہ و بیدا گریستن
پیران با وقار و جوانان جمع را — لازم بود بر آں شہہ برنا گریستن
میں صفاست مقنعہ داران عہد را — در ماتم خدیجہ کبریٰ گریستن
محض وفاست زہرہ جبینان عصر را — بر فوت نور دیدہ زہرا گریستن
حوران زبہر فاطمہؑ آغاز کردہ اند — بر غرفہ ہائے جنت ماوی گریستن

marfat.com

مادر نہ کرد و جد و پدر در روزِ آتش　　باید بجائے ایں ہمہ ما را گریستن
بے نالہ و خروش مباشید یک نفس
قانع چرا شوید بہ تنہا گریستن

زندانِ یوسفؑ

جدائی کے غم کے علاوہ حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے دوسری مصیبت قید خانے میں جانا تھا جس میں آپ اُس وقت مبتلا ہوتے جب عزیزِ مصر نے اُنہیں خرید لیا اور جناب زلیخاؓ اُن کے دامِ عشق میں گرفتار ہو کر انہیں عشق و ہوا کے قید خانہ میں ڈالنے کے لئے تمام حیلے بہانے اور کوشش کر بیٹھی۔

یہاں تک کہ مصر کے مردوں اور عورتوں نے جناب زلیخا کو ملامت کرنا شروع کر دی۔ چونکہ حضرت زلیخا کا عشق مجازی تھا اِس لئے لوگوں کی ملامت کو برداشت نہ کر سکیں، اور اس تمام شوکت و سطوت اور عشق کے شوق و طنطنہ کے باوجود حضرت یوسف علیہ السلام کو متہم کرنے تک بات پہنچ گئی، حالانکہ خطا اُن کی اپنی تھی مگر حضرت یوسف علیہ السلام پر تہمت لگاتے ہوئے کہہ دیا کہ میں بے گناہ ہوں اور گناہ کا ظہور حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف سے ہوا ہے "معاذ اللہ" اور اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ یہاں تک کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو قید خانے میں ڈال دیا جائے تاکہ میں تہمت و ملامت سے بری ہو جاؤں، جبکہ وہ نہیں جانتی تھیں کہ ملامت عاشقوں کے دستر خوان کا نمک ہے۔

بہر کیف! جب حضرت زلیخا پر لوگوں کی زبانِ طعن دراز ہو گئی اور ہر طرف سے اُن پر ملامت کے دروازے کھل گئے تو اُنہوں نے لوہار کو بلا کر حکم دیا کہ مضبوط قسم کی ہتھکڑیاں اور بیڑیاں تیار کرے تاکہ وہ اِس عبرانی غلام کو پہنا کر قید خانے میں ڈال کر چند روز اس کی گوشمالی کرے۔

marfat.com

لوہار نے سیدنا یوسف علیہ السلام کے ہاتھ پاؤں کی طرف دیکھا تو کہا اے زلیخا یہ ہاتھ ہتھکڑیوں کی طاقت نہیں رکھتے ،

جناب زلیخا نے لوہار کو ڈانٹتے ہوئے کہا تو اس پر رحم کھاتا ہے جبکہ قیدیوں پر رحم نہیں کیا جاتا ۔ چنانچہ لوہار نے ہتھکڑی اور زنجیریں بنا کر حضرت یوسف علیہ السلام کے ہاتھوں اور پاؤں میں پہنا دیں ، بعد ازاں حضرت زلیخا نے کہا کہ اسے اسی طرح پابند سلاسل کر کے مصر کے بازار میں پھراؤ اور منادی کرا دو کہ جو بادشاہ کے گھر میں خیانت کرتا ہے اس کی سزا یہ ہے ۔

فریاد یوسف بدرگاہ خداوندی

بعد ازاں جناب زلیخا نہو نا سا لباس پہن کر حضرت یوسف علیہ السلام کے راستے میں کھڑی ہو گئیں اور آہن گر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو پابند سلاسل کر کے آپ کے ہاتھ گردن کے ساتھ باندھ دیئے اور گھوڑے پر سوار کرا دیا ۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے روتے ہوئے بارگاہ خداوندی میں عرض کی الہیٰ تو میرے حال کو جانتا ہے کہ میں باپ کی جدائی کے غم میں فریاد و فغاں کرتا رہتا ہوں اور اور بھائیوں کی جفا سے مسافر سرگرداں ہوں اور اب سرتاپا گرفتار بند و زندان ہوں ان حالات میں سوائے تیرے حضور میں استغاثہ پیش کرنے کے اور کوئی چارہ نہیں ،

بزرگوار خدایا اسیر و حیرانم — شکستہ حال و دل آزردہ و پریشانم
تو یار باش کہ یاری ز کس نمی بینم — تو چارہ ساز کہ من چارہ ای نمیدانم
بہ بارگاہ تو آوردہ ام رخ امید — بفضل خویش کہ نومید وا مگرداں

marfat.com

بشارتِ وحی

اِسی اثناء میں حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی اے یُوسف! غم نہ کریں کہ بیاضِ افتادگی کی علامت ہے اور بند و سلاسل شیروں کا زیور ہیں، جس کی تنگی کا کچھ غم نہ کریں اور جفائے قید کو خاطر میں نہ لائیں کیونکہ قید خانہ کی درزوں کی ہوا چمستانِ شاہی کی ٹھنڈی ہواؤں کا موجب بنا کرتی ہے جیسا کہ سرِ غنچہ پھول غنچہ کی تنگ جگہ میں نکہتِ جان پرور کا کام کرتا ہے اور مُشکِ اذفر نافے میں قید رہ کر عطرِ کستوری ہو جاتا ہے،

تنگ نائے گوشۂ زنداں ترا   می فزاید رتبۂ عزّ و شرف
قیمتِ گوہر ازاں باشد کہ اُو   پرورش یابد بزندانِ صدف

اے یُوسف! زلیخا آپ کی رہگزار میں بیٹھ کر یہ دیکھنا چاہتی ہے کہ آپ کس طرح اظہارِ ناشکیبائی کرتے ہیں اور کس کو اپنا سفارشی بناتے ہیں اس لئے آپ چلتے وقت نہ تو چہرۂ انور پر ملال لائیں اور نہ ہی اُس کے سامنے اظہارِ پریشانی کریں بلکہ بغیر سر ڈالنے کے اور بغیر دائیں بائیں دیکھے مُسکراتے ہُوئے گذرتے چلے جائیں،

اور یہ غم نہ کریں کہ آپ کو گلستان سے زندان کو لے چلے ہیں یں قید خانہ کو آپ کے لئے ایسا بنا دُوں گا کہ ہزار گلستان آستانِ زنداں کی سلامی کو آئیں،

مخُور غم کہ چوں جا بزنداں کُنی
زُرُوئے خود آں را گلستاں کُنی

اہلِ مصر کے تبصرے

جب آپ کو پابندِ سلاسل کر کے قصرِ عزیز سے بازارِ مصر میں لایا گیا تو شہر کے

marfat.com

ہزاروں مرد، عورتیں اِس منظر کو دیکھنے کے لئے بازار میں نکل آئے مردوں نے پتھروں سے سینہ کوبی شروع کر دی جبکہ عورتوں نے ناخنوں سے اپنے مُنہ نوچنے شروع کر دیئے اور اہل مصر میں شور برپا ہو گیا اور آپکو دیکھ کر لوگوں نے یوں تبصرہ شروع کر دیا!

ایک نے کہا! بے چارے پر ظلم کیا گیا ہے۔

دوسرے نے کہا! یہ غریب الدیار اور محروم وطن ہے

کسی نے نعرہ لگایا! ہائے یہ کنعانی مسافر

کسی نے فریاد کی! ہائے افسوس اِس کو قیدی بنا دیا گیا

ایک نے کہا! یہ کس قدر بے رحمی اور دل آزاری ہے

کسی نے طعن کیا! یہ کس قدر ظلم و بیداد اور ستم گاری ہے! جس گردن میں باہیں ڈالنے کے لئے حوریں ترس رہی ہوں اُس میں طوق کا کیا کام! تعجب ہے کہ جن کی سیاہ زلفوں کی قید میں محبوبوں کی گردنیں مقید ہوں اُنہیں بند و سلاسل سے کیا نسبت ہے!

یہاں تک کہ جو شخص بھی سیدنا یوسف علیہ السلام کے حُسن و جمال کو دیکھتا آپ کے عشق میں دیوانہ ہو کر دل ہاتھوں سے دے بیٹھتا اور زبان حال سے یوں کہنے لگتا:

بزنجیر از چہ می بندی، رقیب آں سروِ دل جو را
مرا زنجیر می باید کہ من دیوانہ اُم اُو را!

ناراضگی عزیز نافرمانی خدا سے بہتر ہے

حضرت یوسف علیہ السلام جب جناب زلیخا کے برابر پہنچے تو منادی ہونے

marfat.com

لگی کہ یہ عبرانی بولنے والا کنعانی غلام ہے اور عزیز مصر اِس پر نامافق ہے۔
اِسی اثناء میں حضرت جبریل علیہ السلام نے جناب یُوسف علیہ السلام کے عقب سے کہا! اے یُوسف آپ اِس کا جواب ارشاد کرتے ہُوئے کہیں کہ یہ خواری رحمٰن کے غضب سے بہتر ہے۔ اور عزیز مصر کا یہ غضب اللہ تعالیٰ سُبحانہٗ کی نافرمانی کر کے بدبُودار لباس پہن کر آگ میں جلنے سے خُوب تر ہے تاکہ میں آپ کی آواز کو کمالِ قدرت سے زُلیخا کے کانوں تک پہنچادوں اور اہلِ مصر میں سے کوئی بھی اسے نہ سُن سکے،
چُنانچہ حضرت یُوسف علیہ السلام نے جواب دیا تو زلیخا اسے سُن کر پیچ و تاب کھاتی ہُوئی وہاں سے گھر آگئی اور داروغۂ جیل کو پیغام بھیجا کہ اِس غلام کو جیل کے تنگ و تاریک گوشے میں ڈال دے اور اِس کا کھانا پینا بند کر دے۔

قیدِ تنہائی کا علاج

حضرت یُوسف علیہ السلام اُس قید خانے میں مسلسل سات برس تک قید رہے اور دن رات روتے رہتے آپ کی یہ حالت دیکھ کر قیدی تنگ آگئے اور اُنہوں نے آپ سے استدعا کی آپ یا تو دن کو گریہ کناں ہو کر رات کو خاموش ہو جایا کریں یا رات کو نالہ و زاری کر لیا کریں اور دن کو خاموش رہا کریں تاکہ ہمیں کسی وقت تو آرام و آسائش حاصل ہو۔
جب زلیخا کو اِن حالات کا پتہ چلا تو اُس نے حُکم دیا قید خانے کے دروازے کو خالی رکھا جائے اور یُوسف علیہ السلام کے لئے دیوار میں کھڑکی نصب کر دی جائے جو شارعِ عام پر کُھلا کرے تاکہ یُوسف علیہ السلام چلتے پھرتے لوگوں کو دیکھنے میں معرُوف ہو کر رونا بند کر دیں اور قیدیوں کا آرام برباد نہ ہو۔
قدرتی طور پر یہ کھڑکی کنعان سے آنے والی سڑک کے سامنے ہو گئی جب

marfat.com

رات ہوئی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اُس کھڑکی کے سامنے بیٹھ کر رونا شروع کر دیا آپ کنعان کی طرف سے آنے والی تمام ہواؤں سے حضرت یعقوب علیہ السلام کا حال پوچھتے اور ہر نسیم جو کنعان کی جانب جاتی زبان حال سے اُس کے ہاتھ پیغام وسلام بھیجتے۔

بیا نظارہ کن اے باد حالِ زار مرا
ز حالِ زار خبر دار ساز یار مرا

ایک کنعانی سے ملاقات

ایک رات آپ چشمِ انتظار بجانبِ کنعان لگائے بیٹھے تھے کہ اچانک آپکو سڑک پر کسی کا ہیولہ نظر آیا ہُوا یہ کہ ایک ناقہ سوار اعرابی صحرا کی طرف جانا چاہتا تھا کہ اُس کا اُونٹ راستے سے ہٹ کر قید خانے کی طرف چلنے لگا اعرابی نے اُسے مارا پیٹا اور اُس کی مہار کو کھینچا مگر اُس پر قابو حاصل نہ کر سکا بالآخر اعرابی تنگ آکر پیادہ ہو گیا اور اُونٹ اُس سے مہار چھڑا کر قید خانے کی دیوار کی طرف چلنے لگا یہاں تک کہ اُس کھڑکی کے سامنے آ کھڑا ہُوا جہاں حضرت یوسف علیہ السلام تشریف فرما تھے بعد ازاں اُس اُونٹ نے فصیح زبان کے ساتھ حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں سلام عرض کیا اور کہا! اے گلستانِ خوبی کے سمن اور اے گلشن یعقوبی کے پھول میں کنعان سے مصر میں آیا ہُوں اور اب مصر سے کنعان کی طرف جا رہا ہوں کیا آپ اپنے مصیبت زدہ بزرگ کو کوئی پیغام دینا چاہتے ہیں اور الم کشیدہ و فراق دیدہ باپ کو کوئی خبر بھیجنا چاہتے ہیں؟

حضرت یوسف علیہ السلام نے جب اپنے والدِ گرامی اور کنعان کا نام سنا تو نالہ و فریاد کرتے ہوئے زار زار رونے لگے۔

marfat.com

بازبادِ صبح بوئے گلستاں می آورد

عندلیباں قفس را در فغاں می آورد

اسی اثناء میں اعرابی نے اُونٹ کے عقب میں پہنچ کر اُونٹ کو مارنے کے لئے لاٹھی کھینچی ہی تھی کہ اُسے نصف پنڈلیوں تک زمین نے پکڑ لیا۔

حضرت یُوسف علیہ السلام نے اُسے فرمایا اے اعرابی بھائی کچھ عرصہ ٹھہر جا تاکہ میں تجھ سے کچھ باتیں کر دوں۔

اعرابی نے کہا! میں کھڑا ہوں اس لئے کہ زمین مجھے چلنے ہی نہیں دیتی آپ مجھ سے کیا پُوچھنا چاہتے ہیں؟

حضرت یُوسف علیہ السلام نے فرمایا! میں تجھ سے صرف یہ پُوچھنا چاہتا ہوں کہ تو کہاں سے آیا ہے؟

اعرابی نے کہا! میں کنعان سے آیا ہوں۔

حضرت یُوسف علیہ السلام نے فرمایا! تیرا اُونٹ کس چراگاہ میں چرتا تھا؟

اعرابی نے کہا! حضرت یعقوب علیہ السلام کی چراگاہوں میں چرتا تھا اور کنعان کے چشموں سے پانی پیتا تھا۔

بارہ شاخوں والا درخت

حضرت یُوسف علیہ السلام نے فرمایا! تُو کنعان کی سرزمین میں کسی ایسے درخت کو جانتا ہے جس کی بارہ شاخیں تھیں چند سال ہوئے اُن شاخوں میں سے ایک شاخ ٹوٹ گئی اور وُہ درخت اُس شاخ کی جدائی میں روتا رہتا ہے اور جڑ اپنی فرع سے ملاقات کی اُمید میں وقت کاٹ رہا ہے؟

اعرابی نے کہا! آپ نے جو کچھ فرمایا ہے وُہ صُورتِ حال پیغمبرِ خدا حضرت

marfat.com

یعقوب علیہ السلام کی ہے، اُن کے بارہ بیٹے تھے اُن میں سے ایک گم ہو گیا تو اُس زمانہ سے اب تک وُہ اُس بیٹے کے فراق میں روتے رہتے ہیں، اُنہوں نے سڑکوں کے چوک میں گھر بنا کر اُس کا نام بیت الاحزان رکھا ہوا ہے جو شخص بھی اُن راستوں سے گذرتا ہے اُس سے اپنے گم شدہ بیٹے کا حال پوچھتے ہیں مگر کوئی شخص اُنہیں اُن کے بیٹے کے نام ونشان کی خبر نہیں دیتا۔

زیارِ گم شدہ خود نشاں نمی یابم — دلم بُشد ز کف و دلستاں نمی یابم
مرا جہاں بچہ کار آید اے مسلماناں — چو آں چہ می طلبم در جہاں نمی یابم

پیغام کی قیمت

اِس خبر کے سُنتے ہی حضرت یُوسف علیہ السلام کے درد پر مزید نئے درد کا اضافہ ہو گیا۔ آپ نے فرمایا! اے اعرابی تیرا یہاں سے کدھر جانے کا ارادہ ہے؟

اعرابی نے کہا! میں صحرا کی طرف جا رہا ہُوں میں نے صحرا نشینوں کی ضرورت کا سامان خریدا ہُوا ہے اُسے وہاں فروخت کرنے کے بعد کنعان کو چلا جاؤں گا۔

حضرت یُوسف علیہ السلام نے فرمایا! تجھے اِس سَودے میں کتنے نفع کا لالچ ہے

اعرابی نے کہا! مجھ کو ایک سو درہم نفع حاصل ہو گا۔

حضرت یُوسف علیہ السلام نے فرمایا! ہم تجھے ایک ایسا یاقوت عطا کرتے ہیں جو بیس ہزار دینار میں بھی سستا ہے تو یہیں سے کنعان کو واپس چلا جا اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرنا اے خدا کے پیغمبر میں ہجر کے مارے ہوئے غریب الوطن قیدیوں کا ایلچی ہُوں جس وقت آپ کا درد اور سوزِ فراق انتہا کو پہنچ جائے اُس وقت خدائے بے نیاز کے حضور میں تضرع وزاری کرتے ہوئے ہاتھ اُٹھا کر مجھے دُعاؤں میں یاد فرمالیں چونکہ میں آپ کو نہیں بھولا ہُوں آپ بھی مجھے

marfat.com

فراموش نہ فرمائیں

اعرابی نے عرض کی! آپ کا نام کیا ہے؟

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا! مجھے نام بتانے کی اجازت نہیں البتہ تو میرے چہرے کی طرف دیکھ، میرے حلیئے اور صفات کو دل کے ورق پر ثبت کرلے میرے چہرے اور زلفوں کے ایک ایک حرف کو اپنے ذہن کے صفحے پر رقم کرلے اور اسی نشانی سے اس صاحب کرامت بزرگ کو خبر دینا،

اور اگر وہ تجھ سے میرے دائیں رخسار کے خال کے بارے میں دریافت فرمائیں تو کہنا وہ مظلوم و محروم کہتا تھا کہ وہ نقطہ آنکھوں کے پانی کی راہگذر میں تھا جب آپ کے فراق میں جگر کا خون آنکھوں کے راستے چہرے سے گذرا تو وہ نقطہ مٹ گیا یہ میرا حال ہے اور ہمیشہ سے ایسے ہی ہے۔

اے اعرابی اس غریب کا سلام اور اس قیدی کا پیغام اس بزرگوار کو پہنچانے کے صلہ میں تجھے خوشی اور بہت زیادہ برکت حاصل ہو گی۔

اے اعرابی جب تو حضرت یعقوب علیہ السلام کے معیبت کدہ میں پہنچے تو کچھ دیر صبر کرنا یہاں تک کہ رات کا ایک پہر گذر جائے اور دنیا کا شور و غل تھم جائے نفس حیوانی حواس کا سامان بساط محبت سے اٹھالے اور حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے وظائف سے فارغ ہو جائیں تو ان کے مکان کے دروازہ پر جا کر کہنا اے غموں پر غم کھانے والے آپ پر طرح طرح غموں کے مارے ہوئے غریب الدیار کا سلام ہو، اور یہ بھی کہنا کہ وہ مظلوم کہتا تھا جب سے آپ کی خدمت سے محروم ہوا ہوں گریہ و فریاد کا سلسلہ جاری ہے اور جب تک آپ کے جمال کو نہ دیکھوں گا بساط راحت اور فرش آسائش و فراغت پر نہیں بیٹھوں گا

اے اعرابی آ اور یہ قیمتی یاقوت تو مجھ سے لے لے علاوہ ازیں اس دولت

marfat.com

مِلا بھی شرکت کرے ہو حضرت یعقوب علیہ السلام ہر دُعا میں طلب کرتے ہیں کیونکہ غمزدہ بزرگ کی دُعا بارگاہِ قاضی الحاجات میں مستجاب ہوتی ہے۔

اعرابی نے کہا: اے جوان میں آپ کے قریب کس طرح آؤں میرے پاؤں تو زمین نے پکڑ رکھے ہیں؛

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا! اونٹ کے بھاگ جانے کا خیال دل سے نکال دے زمین تجھے آزاد کر دے گی اور اِس اونٹ کو کچھ نہ کہنا کیونکہ اِس نے مجھے بیت الاحزان کے اُس کرب زدہ کے حال کی خبر دی ہے اور

گفتم خبر تو پرسم از بادِ صبا
تا بُوئے تو بُود بے خبر مرا

زمین نے پاؤں چھوڑ دیئے

اعرابی نے کہا! میں اُونٹ سے درگذر کرتا ہُوں تو اسی وقت زمین نے اُس کے پاؤں چھوڑ دیئے پھر وہ حضرت یُوسف علیہ السلام کے پاس آیا اور آپ کے رُخِ انور کی روشنی میں تمام نشانیاں دیکھیں اور آپ کے ہاتھ مبارک سے یاقوت لے کر کنعان کے راستے پر ہو لیا۔

حضرت یُوسف علیہ السلام اعرابی کو جاتے ہوئے پیچھے سے دیکھتے جا رہے تھے اور پھر آپ نے رو کر فرمایا! کاش مجھے میری والدہ محترمہ راحیلؑ نے جنم نہ دیا ہوتا تاکہ میرا دل اِس طرح کے ورطۂ درد وغم میں نہ گرتا۔

چُوں بے تو خواست بود ہمہ عمر کاشکے
ہرگز نہ بُود می وز مادر نہ زاد می

marfat.com

قاصدِ یُوسف حضرت یعقوب کے حضور میں

اعرابی کنعان میں آیا جب ایک پہر کی مقدار رات گذر گئی تو اُس نے بیت الاحزان کے دروازے پر آکر کہا! اے اللہ کے نبی آپ پر سلام ہو۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کے دل کو اِس آواز سے راحت ہُوئی اور آپ مکان سے باہر تشریف لے آئے اور فرمایا! اے اللہ کے بندے تجھ پر بھی سلام ہو تُو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے؟

اعرابی نے کہا! میں پیغام لیکر آیا ہوں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا!

مرحبا قاصد فرخ پے فرخندہ پیام
خیر مقدم چہ خبر یار کجا راہ کدام

اعرابی نے کہا! میں غریبوں کا نامہ برِ مہجوروں کا پیامی، اور قیدیوں کا قاصد ہُوں اور مصر کے علاقہ سے آیا ہوں بعدازاں اعرابی نے تمام واقعہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے گوش گذار کر دیا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اعرابی کی گفتگو سماعت فرمائی تو فریاد کرتے ہُوئے فرمایا! اگر تُو غریبوں کا قاصد ہے تو میں بھی غریبوں کے فراق میں تڑپ رہا اگر تو ہجر کے ماروں کا سفیر ہے تو میں بھی آتش ہجر کا جلا ہُوا ہوں اور اگر تو قیدیوں کا فرستادہ ہے تو میں بھی غموں کے گھر کا رہنے والا ہُوں۔

اے اعرابی تُو نے جو خوشخبری مجھے دی ہے اُس سے میرے مشام میں خوشبوئے وصال پہنچی ہے اور جو تُو خبر لے کے آیا ہے اُس نے میرے دل سے حسرت کی گرہ کھول دی ہے اِس مژدۂ جانفزا کے صلہ میں جو چاہتا ہے

marfat.com

مانگ لے۔

اعرابی نے کہا! اے خدا کے نبی میرا جو مقصود تھا وہ میں نے پیغام بھیجنے والے سے حاصل کر لیا تھا آپ میرے لئے دُعا فرما دیں"

حضرت یعقوب علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی میں دُعا کی الٰہی! اس پر سکراتِ موت کا وقت آسان فرما دے"

اسی اثناء میں اعرابی کا اونٹ پکار اُٹھا اِس پیغام کا سبب میں بنا ہوں اور میں نے ہی اس اعرابی کو قید خانے کا رستہ دکھایا ہے اِس پیغام میں میرا بھی حصہ ہے اور مجھے بھی دُعا کا لالچ ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے بارگاہِ ایزدی میں عرض کی خدایا! اِس اُونٹ کو بہشت کا ناقہ بنا دے"

اعرابی نے عرض کی! اے خدا کے برگزیدہ نبی اُس غریب قیدی کے لئے بھی دُعا فرما دیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے دُعا کرتے ہوئے کہا! الٰہی اُس قیدی کو قید سے رہائی نصیب فرما اور اُسے اپنوں کے ساتھ ملا دے۔ اَللّٰھُم اطلق عنہ دائمًا باماریہ

ایک نظر اِدھر بھی

اے عزیز! اپنوں سے ملنا سرمایۂ راحت اور اُن سے الگ ہونا سرمایہ حسرت ہے، ایک مرتبہ شہیدِ کربلا کی طرف نظر کر کہ اُن کا ایک ایک قریبی ایک ایک ساتھی اُن کی نظر شریف کے سامنے جامِ شہادت نوش کر گیا اور رشتۂ صحبت جُدائی کی تلوار سے کٹ گیا، یہاں تک کہ حضرت امام حسین علیہ السلام میدانِ کربلا میں اکیلے اور تنہا رہ گئے، آپ نے ہر طرف نگاہ دوڑائی تو آپ کو نہ کوئی دوست نظر آیا اور

marfat.com

نہ ہی کوئی دلداری کرنے والا۔ نہ کوئی مونس تھا اور نہ کوئی غم خوار۔ آپ نے ارجمند دوستوں، دلبند بھائیوں، مہربان قریبیوں اور پیارے بیٹوں کو یاد کیا تو آپ کے دوستوں اور پیاروں کے بچھڑ جانے کی وجہ سے آپ کے سوزناک سینے سے آہ نکل گئی اور اپنے اکیلے رہ جانے پر حسرت کا سماں طاری ہو گیا۔

ہزار حیف کہ یارانِ ہمنشیں رفتند ۔۔۔ دریغ ازاں کہ حریفانِ نازنیں رفتند

بباغِ عمر شگفتند چند روز چوں گل ۔۔۔ وزیں چمن بدرُو نہالِ آتشیں رفتند

نہے سعادتِ صاحبدلاں کہ بانم وورد ۔۔۔ بزیستند و چوں رفتند ہم بریں رفتند

روایات میں آتا ہے کہ جب امام عالی مقام امام حسین اکیلے رہ گئے تو آپ نے بارگاہِ قاضی الحاجات میں مناجات کرتے ہوئے کہا

الٰہی صِرتُ مَہموماً مَزیدا

قتیل الطف مغموماً وحیدا

خدایا ماندہ اُم تنہا و سرگرداں بکارِ خود

بحسرت گشتہ گشتہ دور از یار و دیارِ خود

اہلِ بیت رسالت اور طہارت و جلالت کے حجروں میں رہنے والیوں نے جب امام عالی مقام کی یہ بات سُنی اور آپ کی تنہائی و بیکسی اور غربت و حیرانی کو دیکھا تو اُن کے دلوں سے دُکھ کا دھواں اٹھا اور غم کی آگ اُن پاکبازوں کی جان پر گرنے لگی، امام عالی مقام کی بیٹی نے دل کا خون چہرے پر مل کر کہا ہائے ابا جان اور آپ کی ہمشیرہ نے جامۂ حیرت حسرت کے ہاتھ سے چاک کر دیا اور کہا! ہائے بھائی جان۔

آپ کی حرم محترم نے روتے ہوئے کہا! ہائے افسوس باغِ ولایت کے گلاب گلِ رخسار شاخسارِ زندگی سے ٹوٹنے والا ہے۔

marfat.com

آپ کے فرزندِ دلبند حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے روتے ہوئے فرمایا! افسوس بے وفا زمانے کے ہاتھوں غبارِ یتیمی میرے سر پر ڈالا جا رہا ہے۔ باوجود اس کے کہ جفا کیش زمانے نے سختیاں کی ہیں اِن مظلوموں پر اُسے بھی رحم آتا ہے اور اِن تمام بے رحمیوں کے باوجود اس سنگدل دنیا کا ان محروموں پر دل جلتا ہے، آسمان بزبانِ حسرت کہتا ہے

واحسرتا کہ رشتۂ دولت گستہ شد
پشتِ اَمل زبارِ مصیبت شکستہ شد

زمین از روئے نیاز فریاد کرتی ہے،

غوغا نگر کہ دہر ستم گاری کند
بیداد بیں کہ عالم غداری کند

امام عالی مقام امام حسین علیہ السلام نے اہلبیت کو تسلّی دیتے ہوئے فرمایا صبر نجات کی کُنجی ہے "

اے کہ ہستی از حوادث در حرج
صبر کن اَلصَّبرُ مفتاحُ الفرج

حضرت موسیٰ کلیم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی سرگردانی اور اُن کا فرعون لئیم سے بھاگنا اور اپنی قوم سے مصیبتیں اُٹھانا اور اُن لوگوں سے سخت الفاظ سُننا شہرت پذیر ہے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کا حکّام شام سے فرار اور اپنے نانا بزرگوار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضے کی زیارت سے مہجور ہو کر دشتِ کربلا میں سرگرداں ہونا اور اُمت کی بے وفائی سے طرح طرح کے کرب و بلا میں مُبتلا ہونا اِس کتاب میں اپنے محل و مقام پر تحریر کیا جائے گا اِس لئے کہ ہر بات کیلئے ایک وقت ہے اور ہر نکتہ ایک محل رکھتا ہے۔

marfat.com

ابتلائے ایوب علیہ السلام کا بیان

خدا کے رہنے کی جگہ

دیگر انبیاء علیٰ نبینا و آلہٖ و علیہ السلام میں سے حضرت ایوبؑ علیہ السلام کا ابتلاء مشہور ہے اور مصیبت و ابتلا میں اُن کا صبر کرنا سب زبانوں پر مذکور ہے۔

ہاں! نعمتوں کا لشکر پہنچنے میں بیگانوں کا گھر مانگتا ہے تاکہ وہاں آئے اور جب مصیبتوں کے لشکر کا ہراول دستہ آتا ہے تو دوستوں کا مکان تلاش کرتا ہے تاکہ وہاں اُترے،

اُسے دُنیادار و! تمہیں نعمت اور خوشی سزاوار ہے، اے دوستو اور ہوا خواہو تمہارے لئے زحمت و جنون بہتر ہے، آسمانی کتابوں میں سے ایک میں لکھا ہے کہ آدمؑ کے بیٹے جانتے ہیں کہ آسمان فرشتوں کا خزینہ ہے اور بہشت حور و غلمان کا خزانہ ہے اُس جگہ کے دریا چمکتے ہوئے موتی اور بہار قیمتی جواہرات کے معدن اور مخزن اسرار قدم احرار کے سینوں کی مقدار میں ہیں"

جبکہ میرے دوستوں کے دلِ غم واندوہ کا خزانہ اور ابتلاء و مصیبت میں ٹوٹے ہوئے ہیں اور میں ٹوٹے ہوئے دل والے کو دوست رکھتا ہو اَنَا عِنْدَ الْمُنْکَسِرَۃِ قُلُوْبُہُمْ مصیبت میں غموں کا ہجوم ہے اور میں غمزدوں کو مقام محبت پر لے آتا ہوں۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ کُلَّ قَلْبٍ حَزِیْنٍ"

ہر کہ دار در راہِ در دو درد راہ | سوز اُو بر حالِ اُو باشد گواہ
گرد وائے وصلِ اُو می بائدت | درد خواہ و درد خواہ و درد خواہ

marfat.com

پیغامِ ابتلاء

حضرت ایوب صبور علیٰ نبینا وآلہ وعلیہ السلام نے مصیبت وابتلاء سے قبل چالیس برس آرام وآسائش میں بسر کئے، آپ کے بارہ بیٹے تھے اور آپ کے زیرِ تصرف چار سو غلام تھے جو گلہ بانی اور شتر بانی کے فرائض سر انجام دیتے تھے ہر غلام کے پاس بکریوں کا ایک ریوڑ، اونٹوں کی ایک قطار اور چالیس عدد باغات تھے ان باغات کے تمام درخت پھل دینے کے قریب پہنچے ہوئے تھے کہ ایک روز حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور کہا! اے ایوب آپ نے ایک زمانہ نعمتوں اور خوشیوں میں گذارا اب اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ آپ کے حالات تبدیل کر دیئے جائیں، نعمت عقوبت میں اور راحت مصیبت میں بدل جائے، امارت چلی جائے اور فقر آجائے۔ تندرستی سامان باندھ لے اور بیماری اپنا ڈیرا ڈال دے؛

رضائے دوست

حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا کچھ حرج نہیں اگر دوست کی یہی مرضی ہے تو میں خود کو اُس کی قضا کے سپرد کرتا ہوں۔

خطے ست بر کتابۂ ایں دیر دیر پا!
کا سودہ زیست آنکہ رضا داد بر قضا

دوست کی طرف سے جو کچھ پہنچے گا اور جو کچھ وہ چاہتا ہے وہ نہایت اچھا اور بہت ہی خوب ہے

پیکانِ آبدار کہ آید ز دست دوست
بر عاشقانِ دل شدہ بارانِ رحمت است

marfat.com

سیدنا ایوب علیہ السلام ایک عرصہ تک منتظرِ مصیبت و ابتلا رہے یہاں تک کہ ایک روز آپ فجر کی نماز کے بعد محراب نبوت کی طرف پُشت کرکے حاضرین کو وعظ فرما رہے تھے کہ اچانک مسجد میں صدائے فریاد اُٹھی اور آپ کے چرواہوں کے سردار نے دروازہ سے آکر کہا اے خدا کے پیغمبر پہاڑ سے ایک سیلاب اُترا اور بکریوں کے تمام ریوڑ بہا کر دریا میں لے گیا،

ابھی وُہ یہ بات کر ہی رہا تھا کہ آپ کے ساربانوں سے ایک شخص نے کہا اے اللہ کے نبی ایک ایسی زہریلی ہوا پیدا ہوئی ہے جو پہاڑ پر چلے تو اُسے صحرا بنا دے اور اگر سورج کو لگ جائے تو اسے ثریا کر دے وُہ بادِ سموم آپ کے اونٹوں پر چلی اور ان سب کو ہلاک کر گئی ہے۔

اسی اثناء میں آپ کا باغبان کپڑے پھاڑتا ہوا آگیا اور اُس نے کہا! اے خدا کے نبی ایک بجلی آکر تمام درختوں کو جلا گئی ہے،

بیٹے بھی چل دیئے

حضرت ایوب علیہ السلام اِن باتوں کو سُن کر اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر کرنے لگے تو آپ کے بیٹوں کا اتالیق سینے پر پتھر مارتا اور نوحہ خوانی کرتا ہوا آکر کہنے لگا! اے پیغمبر خدا آپ کے گیارہ بیٹے آپ کے بڑے بھائی کے گھر ضیافت میں شریک تھے کہ اُن پر مکان کی چھت گر گئی اور حال یہ تھا کہ آپ کے بعض بیٹوں نے مُنہ میں لقمے ڈالے ہوئے تھے اور بعض نے پیالے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے تھے، کہ ان سب کے رُخ حیات پر غبارِ فنا جم گیا،

حریف چاہتے تھے کہ حضرت ایوب علیہ السلام اِن مصیبتوں کو دیکھ کر نالہ و فریاد کریں مگر آپ نے خود کو پایا تو بارگاہ خداوندی میں سجدہ ریز ہو گئے اور کہا کچھ فکر نہیں اگر اُس کو رکھتا ہوں تو سب کچھ رکھتا ہوں،

marfat.com

اگرم ہیچ نباشد نہ بدنیے نہ بعقبے
چوں تو دارام ہمہ دارم دگرم ہیچ نباید

خود کو بھی سپرد کر دیا

جب آپ کا سب مال و منال اور بیٹے ختم ہو گئے تو آپ کو طرح طرح کی بیماریوں نے آگھیرا، روایات میں یہاں تک آیا ہے کہ آپ کے جسم مبارک میں چار ہزار کیڑوں نے گھر بنا رکھا تھا اور وہ آپ کے اعضاء شریف کو کھاتے رہتے یہ چور بغیر شب خون مارنے کے آئے اور آپ کے جسم انور کی دیوار میں نقب لگا کر داخل ہو گئے اور سوائے آپکے دل اور زبان کے آپ کا کوئی عضوِ مبارک سلامت نہ رہا تو ان کرموں نے آپ کے دل اور زبان کا قصد کر لیا،

حضرت ایوب علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں فریاد کی الٰہی! بلاشبہ مجھے تکلیف پہنچی ہے یہاں تک کہ کرموں کے اس لشکر نے میرے جسم کا طلسم توڑ دیا تو میں نے صبر کیا اب یہ تیرے خانۂ محبت اور خزانۂ معرفت کو تاراج کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ان کا داعیہ ہے کہ مناجات کے ہتھیار زبان پر حملہ کر کے سلسلۂ گفتگو منقطع کر دیں مجھ پر رحم فرما کہ تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے

دل مخزن مہر است و زباں جائے ثنا
ویں ہر دو از آں تست رحمے فرما

وہ بھی مقام صبر تھا یہ بھی مقام صبر

حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام پر بخشش فرماتے ہوئے ان سے جو کچھ لیا تھا دگنا کر کے عطا فرما دیا۔

marfat.com

اے عزیز! حضرت ایوب علیہ السلام کے جسم میں چار ہزار کرم داخل ہو گئے تھے اور انہوں نے اس الم ناک مصیبت پر صبر کیا، اور شاہ کربلا امام عالی مقام امام حسین علیہ السلام نے اپنے جسم انور اور وجود باجود کو بائیس ہزار کاٹنے والی تلواروں جان لیوا نیزوں برچھیوں اور سینے سے پار ہو جانے والے تیروں کے حوالے کر دیا آپ نے صبر کی ڈھال چہرے کے سامنے کر لی اور شکیبائی کی زرہ پہن لی، نہ روئے نہ کسی سے امداد مانگی اور سوائے اللہ رب العزت کے کسی سے بھی پناہ نہ طلب کی اور اللہ تعالے کے حضور میں مناجات کرتے ہوئے کہا! اے پروردگار میرے اور میری قوم کے درمیان فیصلہ فرما ان کوفیوں نے کذب سرائی اور دروغگوئی سے کام لیتے ہوئے مجھے بلایا ہے، میں ان کے کہنے پر آیا ہوں پس مجھ سے درگذر فرما اور میرے نانا مصطفیٰ میرے باپ مرتضیٰ اور میری ماں فاطمہ زہرا کے صدقے سے مجھ پر نگاہ رکھ، میں دیکھ رہا ہوں کہ ان لوگوں نے بے شرمی اور بے ادبی کی ڈھال اپنے چہروں کے سامنے کر رکھی ہے اور کاٹنے والی بے رحمی کی تلوار میرے سینۂ بے کینہ کی طرف تان رکھی ہے۔

اے ہمدم! کوفیوں کی بے وفائی سے درد کا پیالہ کس طرح پی رہا ہوں نہ پوچھ، اور شامیوں کی بے حیائی سے کس طرح الم اور غصے کو کھینچ رہا ہوں نہ پوچھ،

اب سوائے صبر کے میں کوئی چارہ نہیں رکھتا اور اپنے کام کو اللہ تعالیٰ سبحانہ کے سپرد کرتا ہوں۔

من نہ گویم جز بحق حال دل افگار خود
کار از آں او دست باو می گذارم کار خود

marfat.com

ابتلائے زکریا علیہ السلام

جملہ انبیاء کرام میں سے حضرت یحییٰ اور حضرت ذکریا علیہما السلام کی آزمائش وابتلاء مشہور ہے روایات میں آتا ہے کہ حضرت ذکریا علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی میں دُعا کی الہٰی میرے ضعف نے قوّت پکڑلی ہے اور بڑھاپے کی سستی مجھ پر غالب آگئی ہے۔ تو مجھے ایک بیٹا عطا فرما جو تیرا ولی ہو اور تو اُس کا ولی ہو تاکہ وہ میرا وارث بنے۔

اللہ تعالیٰ نے اُن کی دُعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور انہیں حضرت یحییٰ علیہ السلام عطا کئے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام خُدا سے بہت زیادہ ڈرنے والے تھے اور اللہ تعالےٰ نے اُنہیں بچپن ہی میں علم وحکمت کا خزانہ عطا فرمار کھا تھا۔

سیرتِ یحییٰ علیہ السلام

روایت میں آیا ہے کہ جب حضرت یحییٰ علیہ السلام کی عمر مبارک تین سال کی تھی تو محلے کے بچوں نے حضرت ذکریا علیہ السلام کے گھر میں آکر حضرت یحییٰ علیہ السلام سے کہا کہ باہر آکر ہمارے ساتھ کھیلیں، حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اُنہیں فرمایا ہم دُنیا میں لہو ولعب اور کھیل کود کے لئے نہیں آئے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام انتہائی رقیق القلب، صاحبِ فہم وادراک اور خُدا ترس تھے چنانچہ جب آپ قیامت کے بارے میں کوئی بات سُنتے تو اُسی وقت آپ کا دل مضطرب ہو جاتا اور آپ کی رُوح پرواز کرجانے کے لیے پر تولنے لگتی، آپ بوریئے کا لباس پہنتے

لے قصص الانبیاء

marfat.com

اور سوکھی ہوئی روٹی کھانا پسند کرتے

از یں شوقی و ذکرِ حق مارا ! درد و عالم دل و زبانے بس

واز طعام و لباسِ اہلِ جہاں کہنہ دلق و نیم نانے بس

حضرت یحیٰی علیہ السلام نے چار سال کی عمر شریف میں توریت حفظ کر لی تھی اور جب آپ کی عمر شریف دس سال ہوئی تو تمام شرعی احکام سے واقفیت حاصل کر چکے تھے،

بایں ہمہ قدر و منزلت اور مقام و مرتبہ آپ اس قدر روتے تھے کہ رخساروں سے گوشت کی تہہ اُتر گئی اور ہڈیاں باقی رہ گئیں، اُن کی والدہ محترمہ از راہ شفقت اُنکی آنکھوں پر روٹی کے دو ٹکڑے رکھ دیا کرتی تھیں وہ لحظہ بھر میں آنسوؤں سے تر ہو جاتے تو انہیں اُٹھا کر نچوڑ دیتیں اور دوبارہ آنکھوں پر رکھ دیتیں اور یہ عمل بار بار دُہرایا کرتی تھیں،

ایک دن حضرت زکریا علیہ السلام نے بارگاہ ایزدی میں عرض کی: خدایا میں نے تجھ سے ایسا بیٹا مانگا تھا جس سے میرے دل کو مسرت اور خوشی حاصل ہوتی مگر یہ بیٹا تو میرے دل سے ہر خوشی کو باہر نکال پھینکتا ہے۔

میں نے تجھ سے ایسا دلبند طلب کیا تھا جس سے میرے دل کو فرحت اور شادمانی حاصل ہوتی مگر یہ جگر گوشہ تو میری جان پر دکھ اور تکلیف کا داغ ڈال دیتا ہے میں اُس کے گریہ و بکا اور آہ و زاری کا مزید متحمل نہیں ہو سکتا۔

ولی کی صفت رونا ہے

اللہ تعالیٰ کی طرف سے خطاب ہوا اے زکریا تو نے مجھ سے ولی اور دوست بیٹا مانگا تھا جبکہ اولیاء کی صفت رونا اور مصیبتیں برداشت کرنا ہے جس روز ہم نے بساط محبت بچھا کر علمِ شوق کو عالمِ عشق میں برپا کیا تھا تمام مرادوں اور راحتوں کو آگ میں ڈال کر انبیاء و اولیاء اور [illegible] راہ خدا کے دلوں کی زمین میں حسرت و نا اُمیدی کا بیج ڈال دیا تھا جس کو

marfat.com

پرورش غم کے پانی اور بلاؤں کی برسات سے ہوتی ہے۔ راہِ محبت کی بنیاد ضربتِ قہر پر ہے جبکہ دوستوں اور عاشقوں کی غذا شربتِ زہر ہے۔ اے زکریا! تو کہاں بیٹھا ہے ابھی تو تیرے بیٹے کے حلق پر تیغِ جفا چلنے والی ہے اور تجھے سر سے پاؤں تک ستم کے آرے سے چیر دیا جائے گا۔ کمرِ ہمت باندھ اور رضا کے قدموں سے چل کر بلاؤں کا استقبال کر اور ہمارے بنائے ہوئے درد کا دوسرا نام درمان سے گذر جانا ہے۔

چوں خدا دلِ خستگی و دردِ می خواہد ز تو
خستہ را مرہم مساز و درد را درماں مکن
آتشِ اُو ہر زماں جانے دگر بخشد ترا
با چنیں آتش حدیثِ چشمۂ حیوان مکن

غلبۂ خوفِ خدا

بہر کیف! حضرت یحییٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ کا خوف اس قدر غالب تھا کہ جس مجلس میں آپ حاضر ہوتے حضرت زکریا علیہ السلام اس مجلس میں اللہ تعالیٰ کی عقوبت اور گرفت کا ایک کلمہ بھی نہ کہتے اور سوائے اللہ تعالیٰ کی رحمتِ لامتناہی کے اور کچھ بیان نہ کرتے کیونکہ حضرت یحییٰ علیہ السلام خوف و وعیدِ ربانی کی آیات سننے کی تاب نہ رکھتے تھے اور اگر آپ اس سلسلہ کی ذرا سی بات بھی سن لیتے تو اس قدر روتے کہ ان کی موت واقع ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو جاتا۔

حضرت یحییٰ پر وعیدِ ربانی کے اثرات

ایک روز حضرت زکریا علیہ السلام منبر پر تشریف لائے اور دائیں بائیں دیکھا حضرت یحییٰ علیہ السلام انہیں نظر نہ آئے تو انہوں نے وعیدِ ربانی بیان کرتے ہوئے فرمایا دوزخ میں

marfat.com

آگ کا ایک پہاڑ ہے جس کا نام غضبان ہے وہاں سے صرف وہ شخص گذر سکے گا جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے والا ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام اُس وقت کملی اوڑھے ایک ستون کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے اُنہوں نے یہ وعیدِ الٰہی سنی تو تڑپ کر اُٹھ کھڑے ہوئے، شانہ ہائے اقدس سے کملی اُتار کر پھینک دی اور یہ فریاد کرتے ہوئے مسجد سے نکل گئے!

افسوس ہے اُس پر جس کی جگہ غضبان ہو اور وہ گرم پہاڑ اُس کا ٹھکانہ بن جائے

گمشدہ بیٹے کی تلاش

حضرت زکریا علیہ السلام منبر سے اُتر کر گھر آئے اور اپنی بیوی سے کہا! مجھے معلوم نہ تھا کہ تیرا بیٹا مسجد میں بیٹھا ہوا ہے، میں نے وعیدِ خداوندی کا تھوڑا سا حال بیان کیا تو وہ برہنہ سر اور ننگے پاؤں مسجد سے نکل گیا، لوگوں نے بتایا ہے کہ اُس کا رُخ صحرا کی طرف تھا، تو اُسے گھر لانے کے لئے میرے ساتھ چل کہیں وہ بے خودی میں کسی کنوئیں میں نہ گر جائے۔۔

اُسی وقت دونوں بزرگوار بیٹے کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے مگر شب و روز صحرا اور پہاڑوں میں تلاش کرنے کے باوجود اُنہیں حضرت یحییٰ علیہ السلام کا کچھ سُراغ نہ مل سکا،

اے گلبنِ حدیقۂ جاں ہا کجا شوی
پنہاں زِ چشمِ بلبلِ بیدل چرا شوی

چرواہے سے ملاقات

جب اِس تلاش و سرگردانی کو چوتھا دن ہو گیا تو صبح کے وقت اُنہیں ایک چرواہا ملا حضرت ذکریا علیہ السلام نے اُس سے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں دریافت کیا

marfat.com

توچرواہے نے کہا! اُسے کیا ہُوا تھا؟

حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا! وہ خدا تعالیٰ کے خوف سے ڈرتا ہُوا سر و پا برہنہ شہر سے نکل آیا ہے ہمیں اُس کی تلاش میں تین دن اور تین راتیں ہو گئی ہیں مگر اُس کا کچھ پتہ اور نشان نہیں مل سکا،

چرواہے نے کہا! میں نے اُسے تو نہیں دیکھا مگر تین روز سے اِس پہاڑ سے نالہ و فریاد کی ایسی آواز آرہی ہے جس کے باعث میری بکریوں نے چرنا چھوڑ دیا ہے اور اُس سوز ناک آواز پر کان لگائے آنسو بہاتی رہتی ہیں،

زسوزِ فرقتِ یار آں چناں بگریم زار زار
کہ ہر کہ بشنود آں نالہ در خروش آید

بیٹے کی دردناک ملاقات

حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا! یہ فریاد یحییٰ کی نشانی ہے اِس کے ساتھ ہی دونوں بزرگوار جلد ہی چرواہے کی بتائی ہوئی جگہ پر پہنچ گئے اور وہاں پر حضرت یحییٰ علیہ السلام کو اِس حال میں دیکھا کہ اُنہوں نے سرِ مبارک سجدے میں ڈال رکھا ہے اور آن کی مسلسل اشک باری سے خشک زمین کیچڑ میں تبدیل ہو چکی ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ وہاں پر بیٹھ گئیں اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے سرِ مبارک کو مٹی اور کیچڑ کے درمیان سے اُٹھا کر آغوش میں لے لیا حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اُنہیں دیکھا تو پریشان ہو گئے اور خیال کیا کہ ملک الموت میری روح قبض کرنے کے لئے آیا ہے"

'چنانچہ آپ نے فرمایا! اے عزرائیل میرے بوڑھے والدین ہیں مجھے تھوڑی سی مہلت دے تاکہ اُن سے مل کر معافی مانگ لوں اور اُن کی خوشنودی حاصل کر لوں،،

marfat.com

آپ کی والدہ نے یہ بات سُنی تو اُن کی چیخ نکل گئی اور انہوں نے روتے ہوئے فرمایا
اے جانِ مادر میں عزرائیل نہیں تیری ماں ہوں ،حضرت یحییٰ علیہ السلام نے آنکھیں کھول کر
اپنی والدہ مکرمہ کی طرف دیکھا تو تڑپ کر بھاگنے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے آپکی والدہ نے
پستان مبارک پر ہاتھ رکھ کر فرمایا!
اُسے یحییٰ میں تجھے اس دُودھ کا واسطہ دیتی ہوں جو تُو نے میرے پستان سے پیا
ہے میرے ساتھ گھر کو چل اِسی عالم میں حضرت زکریا علیہ السلام بھی اُن کے پاس آ گئے اور
اور بے حد کوشش کے بعد حضرت یحییٰ علیہ السلام کو گھر لائے۔

دوبارہ صحرا کی طرف

حضرت یحییٰ علیہ السلام تین دِن سے بھُوکے تھے والدہ نے مسُور کی کھچڑی پکا کر
دی تو آپ کھچڑی کھا کر سو گئے، نیند آتے ہی خواب میں کسی نے کہا!
اسے یحییٰ آپ نے غضبان کو فراموش کر دیا ہے اور پیٹ بھر کر سو گئے ہیں، حضرت
یحییٰ علیہ السلام تڑپ کر بیدار ہو گئے اور دوبارہ صحرا کی طرف بھاگ نکلے، حضرت یحییٰ
علیہ السلام معصوم تھے اور آپ نے تمام عُمر کوئی گناہ نہیں کیا اور گناہ کا کوئی خطرہ
اور وسوسہ بھی آپ کے دِل میں نہیں آیا مگر باوجود اس عصمت وطہارت کے ربِ ذوالجلال
کے خوف سے یہ حال تھا!

از مُویہ چوں موئے شُد واز نالہ چوں نال

یعنی فریاد و فغاں کرتے کرتے اور روتے روتے آپ بال کی طرح باریک ہو گئے
اور نالہ و فریاد کرتے کرتے نَے[1] کی طرح ہو گئے۔

---

[1] بانسری جو اندر سے خالی ہوتی ہے

marfat.com

نظریں اُٹھا کر دیکھو

روایت میں آیا ہے کہ قیامت کے دن منادی دو بار ندا کرے گا جسے اہل محشر سنیں گے پہلی بار یہ آواز آئے گی اے لوگو! آنکھیں کھولو اور ہمارے اس بندے کی طرف دیکھو اور نظارہ کرو کہ اس نے کبھی گناہ نہیں کیا اور نہ ہی اسے کچھ ڈر اور خطرہ ہے۔ لوگ نظریں اُٹھا کر حضرت یحییٰ علیہ السلام کو گذرتے ہوئے دیکھیں گے اور تمام گنہگار اُن کے سامنے سر جھکا دیں

نظریں جھکا دو

دوسری بار ندا آئے گی! اے اہلِ محشر تمام مرد عورتیں نگاہیں نیچی کرلو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی گذرنے والی ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ عورتوں کا نگاہیں نیچی کرنا نا محرم ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ اُن کا نگاہیں نیچی کرنا اُن کی آنکھیں خیرہ اور پریشان ہو جانے کی وجہ سے ہوگا۔

میدانِ محشر میں بنتِ رسول کی آمد

سیدۃ نساء العلمین حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا عرصۂ محشر میں اس شان کے ساتھ تشریف لائیں گی کہ کسی بھی شخص میں اُن کو دیکھنے کی طاقت نہیں ہوگی۔ آپ کے دائیں شانہ مبارک پر حضرت امام حسن علیہ السلام کا خرقۂ زہر آلود اور بائیں شانہ مبارک پر حضرت امامِ حسین علیہ السلام کا خون میں ڈوبا ہوا پیراہن ہوگا اور سیدنا حضرت علی علیہ السلام کی خون میں ڈوبی ہوئی دستار مبارک آپ کے ہاتھ میں ہوگی اور آپ عرشِ الٰہی کی طرف رُخ کرکے اس درد کے ساتھ فریاد کریں گی کہ ملائکہ تڑپ کر نالہ و فغاں کرنے لگیں، انبیاء کرام

marfat.com

اپنی کرسیاں چھوڑ کر کھڑے ہو جائیں گے جنت کی حوریں رونا شروع کر دیں گی۔ جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیٰ ابیہا وعلیہا عرش کے پائے پر ہاتھ مار کر عرض کریں گی الٰہی! میری داد رسی فرما اور میری فریاد کو پہنچ،

حضرت جبریل علیہ السلام نالہ و فریاد کرتے ہوئے سید عالم حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریں گے سیدہ فاطمہ غرقہ زہر آلود اور جامہ خون آلود لیکر عرش کے نیچے تشریف لے آئی ہیں، عنقریب دریائے قہر خداوندی موجزن ہو جائے گا، اگر آپ تشریف نہ لے گئے تو عظیم خطرہ ہے۔

باپ بیٹی کی گفتگو

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر شریف سے اتر کر عرش کے نیچے تشریف لائیں گے اور کہیں گے اے فاطمہ! اے میری آنکھوں کی روشنی اور میری پسندیدہ بیٹی، اے باپ کی پیاری! آج کا دن لوگوں کی فریاد کو پہنچنے کا ہے نہ کہ فریاد کرنے کا اور یہ دن نوازنے کا ہے نہ کہ پگھلا دینے کا، یہ دن برداشت کرنے کا ہے نہ کہ بھول جانے کا، میں مظلوموں کی شفاعت کرتا ہوں تو ظالموں کی شفاعت کر،

جناب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا عرض کریں گی! اباجان کیا کروں جب میں حسینؑ کا خون آلود پیراہن دیکھتی ہوں تو میرا جگر جل جاتا ہے، جب میں حسنؑ کی زہر آلود عبا دیکھتی ہوں تو میرا دل کباب ہو جاتا ہے،

سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے اے جان پدر! حسینؑ کی خون میں ڈوبی ہوئی قبا اٹھا کر بارگاہ خداوندی میں عرض کر بارالٰہا! حسینؑ کے ناحق بہائے گئے خون کے صدقے سے ہر اس شخص کی مغفرت فرما دے جو میرے بیٹوں سے محبت رکھتا ہے اور اس نے اپنے دل کی کھیتی میں ان کی دوستی کی فصل کاشت کر رکھی تھی اور وہ ان کے ساتھ

marfat.com

ہونے والے واقعات سے غمزدہ رہا ہے اور ان کی مصیبت پر رو رہا ہے اُس کا گناہ مجھے بخش دے۔

اے جانِ پدر! آمیزان کے پاس چلیں جہاں ہزاروں فقیر و مفلس اور بیکس گنہگار اپنے اپنے دِلوں کو ہمارے ساتھ باندھے ہوئے ہمارے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں آ! وہاں چلیں تو خون آلود قبا ہاتھوں میں اُٹھائے میں خاک آلود زلفیں ہتھیلی پر رکھ لیتا ہوں تو اپنے گھائل دل سے فریاد کر اور میں مضروب دانتوں کے ساتھ شفاعت کروں یہاں تک کہ خدائے ارحم الراحمین میری امت کے بے کسوں اور گنہگاروں پر رحمت کرے۔

از کرم عذر گناہ عاصیاں خواہد بحشر
ہیچ اُمت را بدیں شاں عذر خواہی کس ندید
مجرماں آرند سوئے درگہش روئے اُمید
زانکہ در عالم ازیں بہتر پناہے کس ندید

حضرت یحییٰ کے قتل کا حکم

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی شہادت کا باعث یہ بنا کہ اُس وقت کے بادشاہ کی ایک بیوی بوڑھی ہو گئی تو اُس نے اپنی نہایت خوبصورت بیٹی جو کہ اُس کے پہلے شوہر سے تھی بادشاہ کی زوجیت میں دینے کا ارادہ کیا بادشاہ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام سے مشورہ کیا تو آپ نے فرمایا تیری بیوی کی بیٹی تجھ پر حرام ہے، بادشاہ نے یہ سُن کر ارادہ ترک کر دیا مگر اُس کی زانیہ فاجرہ بیوی کو اس پر سخت رنج ہوا چنانچہ وہ اُس وقت خاموش ہو گئی اور وقت کا انتظار کرنے لگی۔

ایک روز بادشاہ نشے میں بدمست اور بے خود تھا اُس نے موقع غنیمت جانا اور لڑکی کو آراستہ کر کے اُس کے کمرہ میں لے گئی بادشاہ لڑکی کی طرف بڑھا تو اُس نے کہا

marfat.com

پہلے اِس لڑکی کا شیر بہا ادا کرکے پھر ہاتھ لگانا اور وہ یہ ہے کہ یحییٰ کو قتل کرنے کا حکم جاری کر بادشاہ نے اُسی وقت حضرت یحییٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا حکم جاری کر دیا علمائے وقت کو اِس امر کا پتہ چلا تو اُنہوں نے بادشاہ کو کہا! اگر حضرت یحییٰ علیہ السلام کے خُون کا ایک قطرہ بھی زمین پر گر گیا تو زمین کی روئیدگی ختم ہو جائیگی۔ بادشاہ نے حکم دیا اُن کا سر طشت میں کاٹا جائے اور خُون کنوئیں میں گرا دیا جائے۔ پھر اس نے لوگوں کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی تلاش میں بھیج دیا۔ بادشاہ کے ایک مقرب نے کہا یحییٰ ع کا باپ مستجاب الدعوات ہے پہلے اُسے قتل کرنا چاہیئے تاکہ وہ بد دعا نہ کر دے بادشاہ نے حکم دیا زکریاؑ کو بھی قتل کر دیا جائے۔

درخت کی پناہ

بادشاہ کے نوکر حضرت زکریا علیہ السلام کے گھر میں در آئے اُس وقت حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ علیہما السلام دونوں باپ بیٹا نماز میں مصروف تھے بادشاہ کے نوکروں نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو باپ کے پہلو سے کھینچ کر باندھ دیا بعد ازاں حضرت زکریا علیہ السلام پر حملہ آور ہوئے تو وہ اُن کے سامنے سے فرار ہو گئے۔ کچھ لوگ جمع ہو کر اُن کے پیچھے بھاگے اور کچھ لوگ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو لے کر بادشاہ کے محل کے دروازے پر آ گئے جو لوگ حضرت زکریا علیہ السلام کے پیچھے گئے تھے جب وہ اُن کے نزدیک پُہنچے تو حضرت زکریا علیہ السلام میں مزید بھاگنے کی طاقت نہ رہی وہاں ایک درخت تھا۔ آپ نے اُس کی طرف اشارہ کیا تو وہ پھٹ گیا اور حضرت زکریا علیہ السلام اُس کے اندر چلے گئے

ابلیس کی شرارت

اِسی اثناء میں ابلیس نے آپ کی چادر کا ایک کونا پکڑ لیا جو درخت کے باہر رہ گیا

marfat.com

اندر درخت آپس میں مل گیا جب کفار وہاں پہنچے تو ابلیس کو ایک بوڑھے کی شکل میں وہاں پر موجود پایا انہوں نے اُس سے پوچھا اس طرح کا ایک شخص ہمارے آگے آگے آرہا تھا وہ کہاں گیا؟ ابلیس نے اُن کو بتایا جن صفات کا آدمی تم کہتے ہو وہ اس درخت کے اندر ہے اور پھر اُن کو نشانی کے طور پر اُس چادر کا کونا دکھایا۔

اُنہوں نے کہا! اے بوڑھے اُس کو کس تدبیر سے درخت سے باہر لایا جائے؟

شیطان نے کہا! تم اُسے کیوں باہر لانا چاہتے ہو؟

اُنہوں نے کہا! ہم اُسے ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔

شیطان نے کہا! تم اُسے یہیں پر ہلاک کر دو، پھر اُنہیں سمجھایا کہ دو سر والا آرا لاکر درخت پر چلا دیا جائے،

آرا چلتا رہا شکر ہوتا رہا

چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور جب آرا درخت پر پھرنے لگا تو غیب سے آواز آئی اے زکریا! نالہ و فریاد نہ کرنا ورنہ ہم تیرا نام جریدۂ صابرین سے مٹا دیں گے۔ اگر تیرے دشمن تجھے سرائے وجود سے باہر نکال دیں گے تو ہم تجھے حجرۂ شہود میں بھیج دیں گے۔

جب آرا حضرت زکریا علیہ السلام کے سر پر پہنچا تو عرض کی! الٰہی تیرا ہزار شکر ہے کہ میرا خون تیرے کوچۂ محبت میں بہہ رہا ہے۔

بجرم عشق تو مارا اگر کشند چہ باک
ہزار شکر کہ باشے شہید عشق تو ایم

ہر کیف! حضرت زکریا علیہ السلام پر آرا چل رہا تھا اور آپ شکرِ خدا کر رہے تھے اور آہ تک نہ کی اگر اُس وقت آپ سے کوئی سوال کرتا کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟ تو آپ کا ہر عضو بدن نعرۂ عشق لگا کر کہتا! میں یہ چاہتا ہوں کہ قیامت تک یہ آرا مجھ پر چلتا رہے

marfat.com

اور میرا جسم بار بار ٹکڑے ہوتا ہے اور بار بار آپس میں ملتا ہے"

ہاں! ہاں! ہر وہ شخص جو لذتِ ابتلا حاصل کر لیتا ہے کسی بھی تکلیف اور مشقت میں رُخ نہیں پھیرتا۔

در بلا لذتیست پنہانی ناچشیدہ کسے کجا داند

وال کہ او لذتِ بلا یابد درد ہا بہتر از دوا داند

حضرت یحییٰؑ کی شہادت

اُدھر جب وہ لوگ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بادشاہ کے پاس لے گئے تو بادشاہ نے حکم دیا! اسے باہر جا کر قتل کر دو۔

وہ سنگدل جفا کار معصوم و مظلوم یحییٰ علیہ السلام کو لے گئے اور آپ کا سر مبارک ایک طشت میں کاٹ دیا اور اس طشت میں جمع ہونے والا خون ایک کنوئیں میں گرا دیا اس خون کو اس کنوئیں میں جوش آ گیا اور حق تعالیٰ سبحانہ نے بخت نصر بابلی کو یا طیطوس رومی کو ان پر مسلط کر دیا یہاں تک کہ انہوں نے بنی اسرائیل کے ستر ہزار اشخاص کو قتل کر دیا تب کہیں جا کر حضرت یحییٰ علیہ السلام کے ناحق بہائے گئے خون کا جوش ٹھنڈا ہوا۔

امام حسین بار بار حضرت یحییٰ کا ذکر کرتے تھے

شواھد النبوۃ میں حضرت امام زین العابدینؓ سے روایت نقل کی گئی ہے کہ کوفہ کو جاتے وقت ہم جس منزل پر بھی پہنچتے اور وہاں سے کوچ کرتے حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کا ذکر ضرور کرتے۔

ایک روز آپ نے فرمایا دُنیا کی ذلت خواری اور بے اعتباری میں سے ایک یہ

marfat.com

ہے کہ حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کا سر مبارک بنی اسرائیل نابکاروں نے ایک نابکار عورت کو ھدیہ کے طور پر بھیجا۔

امام حسینؑ کا بدلہ

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آئی کہ حضرت یحییٰ بن زکریا کے قتل کے بدلہ میں ہم نے ستر ہزار اشخاص کو قتل کیا اور آپؐ کے بیٹے حسینؓ کے بدلہ میں دو بار ستر ہزار یعنی ایک لاکھ چالیس ہزار اشخاص کو قتل کیا جائے گا۔

دوسری روایت

دوسری روایت میں آیا ہے کہ جگر گوشۂ رسولؐ کے خون کے بدلہ میں ستر ستر ہزار افراد ستر بار قتل کئے جائیں گے مختار بن ابی عبیدہ ثقفی مسیب بن قعقاع خزاعی، ابراہیم بن مالک اشتر نخعی اور تہتر دیگر اشخاص ایسے ہیں جنہوں نے خروج کیا اور ان میں سے ہر ایک نے یزیدیوں میں سے ستر ستر ہزار شامیوں کوفیوں کو قتل کیا۔ اور سری بار صاحب دعوت ابومسلم مروزی نے اسی تعداد میں مروانیوں کو ہلاک کیا اور ان کی نسل ختم کر دی۔

marfat.com

امام مہدی انتقام حسین لیں گے

علاوہ ازیں قطب سلطنتِ دُنیا و دین خاقان صاحب قران امیر تیمور گورگان جو کہ موجودہ شاہِ ایران کے جدِ امجد ہیں نے اہلِ شام سے جس صُورت میں انتقام لیا وہ صحیفہ روزگار پر مرقوم و مسطور اور اُن کی تاریخ و سوانح حیات میں مذکور ہے۔ اُن کے علاوہ موجودہ شاہِ ایران خلد مقام پُوری بلند ہمتی اور ارجمندی کے ساتھ معروفِ انتقام ہے، اور یزیدیوں کے تتمہ اور بقیہ کو کیفرِ کردار تک پہنچا رہا ہے اور یہ دولت توفیقِ خداوندی سے ہاتھ آتی ہے عیون الرضا میں ایک روایت آئی ہے جس کا یہ مضمون اس امر کا شاہد ہے کہ مہدی آلِ محمد صلی اللہ علی النبی وعترتہ و ذریتہ قتلِ حسین کا بدلہ لیں گے۔ پس اس خُونِ ناحق کا انتقام ابھی باقی ہے یہاں تک کہ حضرت امام مہدی علیہ اسلام کا ظہور ہو جائے۔

اے عزیز! اس خُونِ ناحق کے خیال سے ہی لوگوں کے دلوں میں درد کی ایسی ٹیسیں اُٹھتی ہیں جس کا علاج سوائے آنسو بہانے کے نہیں ہے! اور شیدایانِ حسین کے سینے اِس واقعۂ ہائلہ کے تصوّر سے اِس طرح پھٹے پڑتے ہیں کہ اُن کے لئے سوائے نالہ و فریاد کے کوئی مرہم اور شفا کی صُورت نہیں،

این چہ زخم است کہ جز نالہ ندارد مرہم!
وین چہ درد است کہ جز گریہ ندارد درماں

عظم اللہ اُجُورَنَا بِمصابِ الحُسَین وَرَزَقنَا یَومَ القِیامۃ شَفَاعَۃ جَدِّہ مُحَمّدٍ سَیّدِ الکَونَینِ عَلَیہِ صَلَوات رَبّ الثّقَلَین

بابِ دوم

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر قریش اور تمام کافروں کا ظلم

حضرت حمزہؓ اور حضرت جعفر طیارؓ کی شہادت

marfat.com

عظیم بلا عظیم جزا

حضورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے بے شک عظیم جزا عظیم بلا پر مرتب ہوتی ہے[1] جس شخص کی آزمائش عظیم تر ہو گی اُس کی جزا جسیم تر ہو گی، جس کا جگر مصیبتوں کی تلوار سے جتنا زیادہ زخمی ہو گا اُس کے زخموں کے لئے عطا کے دارالشفاء سے اُتنا ہی زیادہ اُسے راحتوں کا مرہم عطا ہو گا۔

اے عزیز! اللہ تعالیٰ کے نظراتِ عواطف اور اُس کی عطا کردہ فتوحات سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے بندے کو اپنی محبت کے شرف سے مشرف فرما دیتا ہے اور مطلعِ محبت سے اپنی توجہ کا پرتو اُس کے مطمئن قلب پر ڈال دیتا ہے، اُس بندے کی دوستی کی نشانی آزمائش و ابتلاء ہے جس میں طرح طرح کی مصیبتیں اور آفات و بلیات اُس پر ڈال دی جاتی ہیں اور اُسے رنج و محن اور اذیتوں سے مضروب کیا جاتا ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی قدس سرہُ العزیز نے اپنی دعا میں کہا!

---

[1] اعظم الجزاء مع عظم البلاء۔

marfat.com

الٰہی! دُنیا داروں میں سے اگر کوئی شخص کسی کو دوست بناتا ہے تو اُس پر نوازشات وانعامات اور راحتوں کے دروازے کھول دیتا ہے اور جس کو تُو دوست رکھتا ہے اُسے طرح طرح کی بلاؤں اور مصیبتوں میں ڈال کر رنج و آلام اور تکلیفوں کی آگ سے گذارتا ہے، اُس پر سختیوں کی بارش کر دیتا ہے اور اُس کے حالات کے سر پر حسرت وملال کا غبار ڈال دیتا ہے ؟

اس کے جواب میں ہاتف نے آواز دی کیا تُو نہیں جانتا! میرے دوستوں کے نصیب میں آتشِ جاں سوز ہے اور میرے محبّوں کا حصہ کمانِ قضا سے ناوکِ دلدوز ہے ہم جسے دوست بناتے ہیں اُس پر تکلیفوں اور مصیبتوں کے لشکر مسلّط کر دیتے ہیں یہاں تک کر اُس کی توجہ کا رُخ تمام مخلوق سے پھیر کر اپنی طرف کر لیتے ہیں اور جب وہ ہماری ذات کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے تو خلوت خانۂ اسرارِ کبریائی کا محرم ہو جاتا ہے اور جب اُس کی محنت کے ساغر سے اُسے ایک گھونٹ عطا کیا جاتا ہے تو اُسی وقت اُس پر ولایت کا نام صادق آجاتا ہے۔

ما بلا بر کسے عطا نکنیم ۔۔ تا کہ نامش ز اولیا نکنیم

ایں بلا گوہرِ خزانۂ ماست ۔۔ ما بہر کس گہر عطا نکنیم

پس جان لینا چاہیئے کہ مصیبت و ابتلاء اس صورت میں عین راحت اور نکبت و تکلیف اس وجہ سے عین فرحت و دولت ہے حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ۔

سخت گیری آمد کر راحت ہا در وجہ ۔۔ مغز تازہ شد چو بخراشید پوست

ظاہر اُکار تو ویراں می کند ۔۔ لیک خارے را گلستاں می کند

پس ریاضت را بجاں شو مشتری ۔۔ بر بلا ہا دل بنہ تا جاں بری

بعض آسمانی کتابوں میں آیا ہے :

marfat.com

اے انسان جب تجھ پر راہِ مصیبت کھل جائے اور رنج و کرب کے سامان تجھے مہیا ہو جائیں تو اپنی آنکھیں روشن کر کیونکہ تجھ پر کھلنے والا راستہ انبیاء کا راستہ ہے اور تجھ پر فتوح اولیاء کے دروازے کھولے گئے ہیں

سب سے بڑا امتحان حضورؐ کا ہے

اب جبکہ یہ امر متحقق ہو چکا ہے کہ راہِ بلا کا سلوک صفتِ انبیاء اور کارِ اولیاء ہے اور جس قدر آزمائش بڑی ہوگی اُسی قدر عطا بھی بڑی ہوگی تو اس سے یہ نکتہ تحقیق ہوتا ہے کہ جس قدر جفائیں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برداشت کی ہیں تمام انبیاء میں سے کسی نبی کو بھی نہیں برداشت کرنا پڑیں اور زمرۂ اصفیاء میں سے کسی چنے ہوئے کو اُس قدر مصیبت اور بلا نہیں پہنچی جسقدر ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی ہے۔ اگر آپ خرقہ پہنتے تو اُس پر قہر کی بخیہ گری ہوتی اور اگر جرعہ پیتے تو اُس میں زہر کا تعب ہوتا، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زبانِ حال سے اِس امر کی طرف اشارا فرماتے ہیں کہ جس طرح کی اذیتیں ہمیں پہنچی ہیں کسی کو نہیں پہنچیں۔

کاں چہ ما دیدیم از جور و جفا ہا کس ندید
وانچہ ما خوردیم از زہر و بلا ہا کس نخورد

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! حضرت زکریا علیہ السلام کے جسم کا دو ٹکڑے ہونا اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کا تیغ جفا برداشت کرنا دہ مصیبت و ابتلا نہیں مصیبت تو وہ ہے جو مجھ پر آئی ہے مجھے زمین و آسمان کی تمام مخلوق سے پہلے بنایا گیا اور پھر ان سب کی مشکلات اور مصیبتوں کی زمام میرے ہاتھ میں دے دی گئی

marfat.com

میری اُمت کے گناہوں کو میری شفاعت کے دامن سے باندھ دیا گیا، مجھے مفلسانِ اُمت کی معروضات سننے اور رات کو غفلت کی نیند سونے والوں کے بدلے میں راتوں کو جاگنے کا حکم دیا گیا، مجھے فرمایا گیا! عشرت خانۂ راحت کے غافلوں کی جگہ تو اشک ریزی کر، ایسے ہی کاہلوں کی سُستی اور مجرموں کی مُعذرخواہی میرے ذمے لگا دی گئی، ایک طرف مجھے دوستوں کے کام سونپ دیئے گئے اور ایک طرف مجھے دشمنوں کے آزار کھینچ رہے ہیں،

کبھی مجھے قابَ قوسین کی مسند پر بٹھایا جاتا ہے اور کبھی ابُوجہل کی جفاؤں کے آستانہ پر بھیجا جاتا ہے، کبھی مجھے بشیر و نذیر اور سراجِ منیر کا لقب دیا جاتا ہے اور کبھی شاعر و ساحر اور مجنون کے نام سے پکارا جاتا ہے، کبھی میرے خاندان کے ایک فرد سے خیبر کا قلعہ فتح کروایا جاتا ہے اور کبھی میرے دانتوں کو پتھروں سے مضروب کیا جاتا ہے، اور یہ سب کچھ اِس لئے ہے کہ تمام اہلِ جہان پر واضح ہو جائے کہ اِس راہ میں بلاؤں کے دریا موجزن ہیں اور مصیبت کی آگ شعلہ بار ہے۔ اگر کوئی شخص اِس راہ کا برگ رکھتا ہے اِس راہ میں اندر آجائے ورنہ زحمت نہ کرے،

راہِ عشق اُو کہ اکسیرِ بقاست ۔۔۔ درد بردر دو عنا اندر عناست
فانیٔ مُطلق شوَد از خویشتن ۔۔۔ ہر ولی کو طالب ایں کیمیاست

پہلی مصیبت

حضورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جو سب سے پہلی مصیبت نازل ہوئی وُہ یہ ہے کہ آپ کی تشریف آوری سے قبل ہی آپ کے والدِ گرامی کو اُٹھالیا گیا تاکہ آپ ناز نہ دیکھ سکیں اور باپ کی محبت بھری آغوش میں نہ بیٹھ سکیں چنانچہ ابھی آپ والدہ ماجدہ کے بطنِ اطہر میں تھے کہ آپ کے والدِ بزرگوار کا وصال ہو گیا اور یتیمی کا داغ آپ

marfat.com

کے قلبِ پاک پر لگ گیا۔ روایات میں آیا ہے کہ ملائکہ آپ کو یتیم کہہ کر پکارتے اور آپ کی گردِ یتیمی پر اشکوں کی بارش کرتے

گر یتیمی چہ شد کہ از تعظیم
بیش باشد بہائے دُرِ یتیم

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرشتوں کو خطاب فرمایا! اگرچہ میرا حبیبؐ یتیم ہے مگر میں اُس کا کارساز و مددگار اور حافظ و وکیل ہوں تم اُس پر درود بھیجو اور اُسے مبارک سمجھو۔

دُوسری مصیبت

جب آپؐ کی عمر مبارک چھ سال ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ کا وصال مبارک ہو گیا اور آپ کے سر مبارک پر یتیمی کی سمت دوبارہ کھینچ دی گئی۔

چوں دُرا گر یتیم شد بیش بود بہائے اُو
زانکہ خرد فزوں نہد دُرِ یتیم را بہا

روایات میں آیا ہے کہ جب حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک چھ سال کی ہوئی تو آپ کی والدہ مکرمہ آپکو مدینہ منورہ میں لے گئیں تاکہ آپ کے والدِ گرامی کی قبر کی زیارت کریں۔ کیونکہ آپ کے والدِ معظم حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ میں رحلت فرمائی تھی مدینہ منورہ سے واپسی پر مقام ابواء پر پہنچے تو آپؐ کی والدہ ماجدہ علیل ہوگئیں۔ ایک روز آپ اپنی والدہ کے سرہانے بیٹھے ہوئے والدہ کے چہرۂ اقدس کو دیکھ رہے تھے اور اپنی تنہائی و غربت اور بے کسی پر رو رہے تھے۔

سخت دشوار است تنہا ماندن از دلدار خود
باکہ گویم حال تنہا ماندن دشوار خود

سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا اُس وقت بے ہوش تھیں اچانک آپ کو ہوش آیا تو

marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور اور اشک آلودہ آنکھوں کو دیکھا اور آپ کی دردمیں ڈوبی ہوئی آہ کو سنا تو اپنے فرزندِ دلبند کی تسلّی کے لیے چند شعر ارشاد فرمائے جن میں سے یہ بھی ہیں۔"

بارک اللہ فیک من غلام ان صح ما بعثت فی المنام

فانت مبعوث الی الانام من عند ذی الجلال والاکرام

یعنی اے بیٹے خدا آپ کو برکت دے جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا ہے اور ہاتف غیبی سے سنا ہے اگر وہ درست ہے تو آپ کو خدائے ذوالجلال والاکرام کی طرف سے پیغمبر بنا کر مبعوث کیا گیا ہے۔"

پھر آپ نے فرمایا! اے بیٹے ہر زندہ کو مرنا ہے اور ہر نئے کو پرانا ہونا ہے جو شخص پردۂ عدم سے بساطِ وجود پر قدم رکھتا ہے بالآخر اس کے لئے یہی ہے کہ تیغِ اجل اُس کی گردنِ آرزو کو کاٹ دے، جو شخص بھی بزم زندگانی میں زندگی کا میٹھا شربت پیتا ہے اُس کی مشکلات کی انتہا یہ ہے کہ وہ موت کا تلخ زہر پئے۔

دراں سرائے مصیبت کہ غیر ماتم نیست
دلے کجاست کہ زیرِ شکنجۂ غم نیست
لباسِ عمر نکو تیست لیک چہ سُود
کہ آستینِ بقاش از دوام معلم نیست

مگر اے میرے بیٹے اگر میں مر بھی جاؤں گی تو میرا ذکر زندہ رہے گا اور میرا نام صحیفۂ روزگار سے مٹ نہ سکے گا اس لئے کہ میں نے آپ جیسے پاکیزہ بیٹے کو جنم دیا ہے اور آپ جیسی اچھی اور خوب یادگار چھوڑ رہی ہوں"

زندہ است کسے کہ از تبارش
ماند خلفے بیادگارش

marfat.com

روایت ہے کہ جب سیدہ آمنہ خاتون سلام اللہ علیہا نے رحلت فرمائی تو جنات کی نوحہ خوانی کی آوازیں آئیں جو روتے ہوئے کہہ رہے تھے۔

فبکی الفتاۃ المراۃ الامنۃ

ام رسول اللہ ذی السکینۃ

ما ہمہ گریئیم بہرِ ایں زنِ نیکو شعار

مادرِ پیغمبرِ دیں پرور صاحب وقار

بعثت و دعوت

جب حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک آٹھ سال ہوئی تو آپ کی کفالت فرمانے والے آپ کے جدِ امجد حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رحلت فرما گئے اور آپ کو آپ کے چچا حضرت ابوطالبؑ کے سپرد کر گئے۔

آپ کی عمر مبارک بیس سال ہوگئی تو آپ نے پانچ سال تک بکریاں چرائیں پچیس سال کی عمر مبارک میں آپ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا چالیس سال کی عمر شریف میں آپ کی بعثت مبارک ہوئی تینتالیس کی عمر شریف میں آپ نے آغازِ دعوت کیا اور مکہ معظمہ میں دس سال تک کفارِ مکہ کی طرح طرح کی بے ادبیاں اور حماقتیں دیکھنا پڑیں اور طرح طرح کی مصیبتیں اور ایذیتیں برداشت کرنا پڑیں

دو ہمسائے

پہلے پہلے آپ کے بیت الشرف کے دائیں بائیں جو دو شخص پڑوس میں تھے ان میں ایک طرف ابولہب تھا اور دوسری طرف عقبہ بن ابی معیط، زلال الصفا میں روایت آئی ہے

لہ زلال الصفا فی احوال المصطفٰے از ابن الفتح محمد بن ابی بکر رازی (کشف الظنون)

marfat.com

کہ پہلے آپ کے دو جفا کار ہمسائے تھے اور دونوں آپس میں ملے ہوئے فرزساں تھے، دونوں ہی خود غرض اور خودبین تھے اور دونوں ہی بدنام و سیہ نامہ تھے آپ کے دونوں ہمسائے بوجہل سائے والے تھے اور دونوں ہی بے سرمایہ و زیاں کار دونوں ہی دن کے وقت آپ کو ایذا دینے کی کوشش میں معروف رہتے اور دونوں ہی رات کو آپ پر جفائیں ڈھانا شروع کر دیتے، دونوں ہی غلاظت اور گندگی لاتے اور آپ کے پاک صاف راستے کو پراگندہ اور خراب کر دیتے تاکہ شائد آپ کا دامن آلودہ ہو جائے"

بعض تفسیروں میں آیا ہے کہ ابولہب کی بیوی اُم جمیل دن کے وقت خار دار جھاڑیاں اور گوگھرو[1] جمع کرتی رہتی اور رات کے وقت حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راہگذر پر بچھا دیتی تاکہ جب وہاں سے گذریں تو کانٹے آپ کے دامن سے اُلجھ جائیں اور گوگھرو وغیرہ آپ کے پاؤں مبارک میں چبھ جائیں۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کے لئے گھر سے باہر تشریف لاتے تو ان لوگوں کو راستے میں روک کر نہایت نرمی اور ملائمت سے فرماتے تم لوگ میرے ساتھ کیسا حق ہمسائیگی ادا کرتے ہو"

می ریختند در رہ تو خار و باہمہ
چوں گل شگفتہ بود رخ دلستان تو

ابولہب اور اُس کے ساتھیوں کا کردار

حضرت طارق بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں شروع اسلام میں حجاز کی طرف گیا عرب کے بازاروں میں ایک شخص کو دیکھا جس نے سُرخ پوشاک پہن

---

[1] بھکڑے کا بیج

marfat.com

رکھی تھی اور وہ نہایت ملیح انداز کے ساتھ فصیح زبان میں کہہ رہا تھا لا الٰہ الا اللہ کہو تمہیں فلاح و رستگاری حاصل ہو گی جبکہ میں نے ایک اور ایسے شخص کو دیکھا وہ اس کی طرف بڑھ رہا تھا اور لوگوں سے کہتا تھا اس کی بات نہ سنو یہ جھوٹا ہے اس کے ساتھ ہی اس نے پتھر مار کر اس کی ایڑی کو زخمی کر دیا۔"

میں نے لوگوں سے پوچھا یہ دونوں کون لوگ ہیں؟

ایک شخص نے مجھے بتایا جس شخص نے سرخ لباس پہن رکھا ہے یہ محمد قرشی ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو آسمان کے خدا کی طرف بلاتے ہیں اور جو ان کے پیچھے سنگ باری کر رہا ہے وہ ان کا چچا ابو لہب ہے اور اس معاملہ میں قریش کے اکثر سردار ابو لہب کے ہم نوا ہیں۔"

ایسے ہی جب بھی کوئی شخص حج کے دنوں میں یا آگے پیچھے مکہ میں آتا کفار اسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات سے ڈراتے اور آپ کے ساتھ گفتگو کرنے سے اظہار نفرت کرتے اور آپ کے بارے میں مختلف باتیں کرتے کبھی آپ کو شاعر و کاہن کہتے اور کبھی آپ کا نام مجنون رکھ دیتے اور جب حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اطہر پر ان کی باتوں سے غبار ملال آ جاتا تو اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کی تسلی کے لئے آیات نازل فرماتے جن میں سے بعض کا مضمون یہ ہے۔

ہم نے کوئی ایسا پیغمبر نہیں بھیجا جسے اس کی قوم کے معاندین نے ساحر اور دیوانہ نہ کہا ہو، ان سب پیغمبروں نے قوم کی جفاؤں کو برداشت کیا اور شدائد پر صبر کرنے کے راستے سعی و جہد کی طرف قدم بڑھایا۔"

پس آپ بھی صاحب عزیمت پیغمبروں کی طرح صبر و شکیبائی کا دامن تھام کر رکھیں چنانچہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قوم غدار کے اشرار سے اضرار و ایذا اٹھاتے رہے نیز ثبات قدم اور صبر کامل کے ساتھ ہر قسم کی سختیاں برداشت کرتے ہوئے

marfat.com

ہر حال میں سلسلۂ دعوت و ارشاد جاری رکھا۔

از ثباتِ خودم ایں نکتہ خوش آمد کہ بجور
بر سرِ کوئے تو از پائے طلب ننشستم

بڑی سختی کیا تھی؟

روضۃ الاحباب میں آیا ہے کہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا! حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کافروں کی طرف سے سب زیادہ کون سی تکلیف دی گئی تھی جو آپ نے دیکھی ہو!

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی تعالیٰ عنہما نے فرمایا! ایک روز صنادیدِ قریش حرم شریف میں جمع تھے اور میں بھی وہاں موجود تھا۔ اسی اثناء میں قریش کے سرداروں نے آپس میں کہنا شروع کر دیا! ہم لوگوں نے کبھی کسی ایسے امر پر صبر نہیں کیا جس پر اب کر رہے ہیں، یہ شخص یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہمارے داناؤں کو بے وقوف گردانتا ہے ہمارے آباؤ اجداد کو دشنام دیتا ہے۔ ہمیں عیب دار کہتا ہے اور جماعت میں تفرقہ ڈالتے ہوئے ہمارے خداؤں کو بُرا کہتا ہے با ایں ہمہ ہم نے اُسے چھوڑ رکھا ہے اور اُسے کچھ نہیں کہتے۔

قریش کے سردار یہ باتیں کر رہی رہے تھے کہ اچانک حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طوافِ کعبہ کے لئے حرم شریف میں تشریف لے آئے اور معروفِ طواف ہو گئے۔ دورانِ طواف میں جب آپ ان لوگوں کے قریب سے گذرے تو انہوں نے آپ کی شان میں ناجائز و نازیبا کلمات کہے۔ چنانچہ میں نے دیکھا کہ ان لوگوں کی اس ناروا گفتگو سے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ اقدس پر ناگواری کے اثرات نمایاں ہو گئے ہیں۔ بعد ازاں جب آپ دوسرے اور تیسرے طواف کے

marfat.com

دوران میں ان کے قریب سے گذرے تو اُن لوگوں نے پھر وہی باتیں جو پہلے کی تھیں دہرادیں۔

جب آپ چوتھے طواف میں اُن کے قریب سے گذرنے لگے تو آپؐ نے کھڑے ہو کر فرمایا اے گروہ قریش سنو قسم ہے اُس خدا کی جس کے قبضے میں محمدؐ کی جان ہے میں تمہیں ذبح کرنے کیلئے لایا گیا ہوں یعنی اگر تم نے میری بات نہ سُنی اور میری اتباع نہ کی تو میں تمہاری گردنوں پر اُسی طرح تلوار پھیر دوں گا جس طرح بکری کو ذبح کیا جاتا ہے اور فرمایا! درست کیا کرو تم میرے پنجے سے باہر نہیں نکل سکو گے۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ بات کی تو یہ معلوم ہوا کہ اُن تمام لوگوں کے حلقوم پکڑے گئے ہیں اور اُن کے ہر عضو بدن پر لرزہ طاری ہو گیا ہے۔

اس کے بعد وہ لوگ چاپلوسی اور نرمی سے گفتگو کرتے ہوئے مطاف میں آ گئے اور وہ شخص جو ان میں آپ کو سب سے زیادہ گالی گلوچ کر رہا تھا آپ کو تسلّی دیتا ہوا نہایت اچھے الفاظ اور نرم لہجہ میں کہنے لگا اے ابا القاسم آپ واپس جا کر طواف کریں آپ بہت سمجھدار ہیں اور عقلمندی کا کام کر رہے ہیں، حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں سے واپس آ کر طواف پورا کیا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں دوسرے روز وہ سب لوگ پھر جمع ہوئے اور میں بھی اُن کے ساتھ تھا، اُنہوں نے ایک دوسرے سے کہا! کل جب ہم جمع ہوئے تھے تو ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو سب وشتم کیا اور اُس نے ہم پر دشنام طرازی کی جس کا ہم جواب نہ دے سکے اور خاموش رہے اُس وقت ہماری زبانیں بند ہو چکی تھیں اُس وقت یہ ہم نے کیا کیا تھا؟ اگر اس مرتبہ ہم نے اُسے دیکھ لیا تو جانتے ہو اُس کے ساتھ ہم کیا کریں گے؟

marfat.com

ابھی وُہ لوگ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے اور خانہ کعبہ کا طواف کرنے لگے۔ جب اِن لوگوں نے آپ کو دیکھا تو شدید بُغض اور غصّہ کے ساتھ سب نے مل کر آپ پر حملہ کر دیا اور کہا! تووُہی ہے جو ہمارے اور ہمارے بُتوں کے بارے میں باتیں کرتا ہے؟

آپ نے فرمایا! ہاں میں وُہی ہُوں، جو بُتوں کو بُرا کہتا تھا اور اب بھی کہتا ہوں۔

اس پر اُن میں سے ایک شخص نے آپؐ کی چادر مبارک کا ایک گوشہ پکڑا اور آپ کی گردن مبارک میں ڈال کر بل دینا شروع کر دیئے۔ جس سے آپ کا سانس رُکنے لگا۔

وہاں پر صحابہ میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر تھے آپ چیختے ہوئے اور روتے ہوئے آگے بڑھے اور کافروں سے کہا! کیا تم ایسے شخص کو قتل کر دینا چاہتے ہو جو کہتا ہے میرا پروردگار اللہ ہے اور تمہیں روشن ترین معجزے دکھاتا ہے۔۔ اُس شخص نے یہ سُن کر حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ دیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ آور ہوگیا، اُن کی ڈاڑھی مبارک پکڑ کر اس قدر مارا کہ اُن کا سر پھٹ گیا۔

مصائب ہی مصائب

القصہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح کی جفائیں دیکھیں اور اس قسم کی مصیبتیں اُٹھائیں جاننا چاہیئے کہ مصیبت وابتلاء میں صبر و شکیبائی کا اظہار سبب کُل ہے اور رنج و الم اور سختیوں میں صبر کا اصل مُوجب وادیٔ جور و جفا میں صبر و ثبات کے ساتھ قدم رکھنا ہے، زُہد کے کشادہ راستے میں فوائدِ ثواب ہے وادیٔ بلایا ور میں ثابت قدمی سے چلنا ہی بارگاہِ رب الارباب کی قربت

marfat.com

سے شر کی طرف پھیرتا ہے

ولِلّٰہ فی ضمن البلایا لطائف

بزیر غصہ نہاں ذو قہاد شادیہاست

بسے مُراد کہ در زیر نامرادیہاست

جناب فاطمہ کی بے قراری

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ قریش نے اس امر پر اتفاق کر لیا کہ محمدؐ نظر آجائیں تو انہیں زندہ نہ چھوڑا جائے اور کسی بھی وجہ سے در گذر نہ کیا جائے، جناب سیدۃ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو اس بات کی خبر ہوئی تو آپ روتی ہوئیں اپنے والد گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئیں

برچہرۂ خویش اشکِ گلگوں می ریخت

خُون جگرش زدیدہ بیروں می ریخت

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو روتے ہوئے دیکھا تو فرمایا اے جان پدر کیوں روتی ہے؟

جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے عرض کی! اے پدر بزرگوار اس قوم نے آپ کو ہلاک کر دینے کا عزم صمیم کر رکھا ہے اور ہر شخص چاہتا کہ آپ کے خُون مبارک سے وُہ ہی اپنے ہاتھوں کو رنگے۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بیٹی نکرمت کرو اور پانی لاتا کہ میں وضو کر لوں کیونکہ مومن کا ہتھیار وضو اور زرہ نماز ہے، پھر آپ نے وضو فرمایا اور بیت اللہ شریف میں تشریف لے آئے۔"

marfat.com

یاشاہت الوجوہ

کافروں نے آپ کو دیکھا تو اُن پر ہیبت طاری ہو گئی اور وُہ اِس قدر مرعوب ہوتے کہ اُن کی آنکھیں اُوپر نہ اُٹھ سکیں،

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مُٹھی میں کنکریاں لیکر اُن کی طرف پھینکیں اور فرمایا یاشاہت الوُجوہ یعنی تمہارے چہرے بگڑ جائیں چنانچہ اُن میں سے ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جسے اُن کنکریوں میں سے کوئی ایک کنکر لگ گئی ہو اور وُہ بدر کے دن قتل ہو کر جہنم کا ایندھن نہ بنا ہو۔

حضور علیہ الصلواۃ والسلام نے ابُوجہل، عتبہ، شیبہ، ابی اُمیہ اور عمارہ کے لئے دُعائے ہلاکت مانگی تو آپ نے جس جس کا نام لیکر دُعا مانگی تھی وُہ بدر کے دن دین کے مددگاروں کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔

امام حسین سے لڑنے والوں کا انجام

اور کربلا میں لڑنے والوں کا قصہ بھی ایسے ہی ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں کے ساتھ لڑنے والے کوفیوں اور شامیوں کی تعداد بائیس ہزار تھی اور اِن بائیس ہزار میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا جو اُس سال عقوبتوں میں مبتلا ہو کر بلاؤں کا شکار نہ ہوا ہو اور جب سال پُورا ہو گیا اور عاشورے کا دن آیا تو اُسی پُورے لشکر کا ایک فرد بھی زندہ نہ رہا خواہ اُس نے جنگ میں حصہ لیا تھا یا ویسے ہی اُس لشکر کا سپاہی تھا اور یہ کیسے نہ ہوتا جبکہ امام حسین علیہ السلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کا نور تھے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے چہنے ہُوئے بیٹے تھے حضرت بتول عذرا سلام اللہ علیہا کے جگر کا ٹکڑا تھے اور جب امام حسن

marfat.com

علیہ السلام کے بھائی اور اُن کی جان تھے۔

اندھے کا خواب

کنز الغرایب میں ابو جعفر ہمدانی سے قاضی بصرہ ابو عبداللہ کی روایت نقل گئی ہے اُنہوں نے کہا کہ میں نے اپنے ایک اندھے واقف کار کو دیکھا تو اُس سے کہا! تیری آنکھیں تو بینا تھیں تجھے کیا ہوا ہے!

اندھے نے کہا! اے قاضی جب کربلا کا واقعۂ ہائلہ ہوا تو میں ابن زیاد کے لشکر میں تھا وہاں سے جب میں اپنے گھر واپس آیا تو ایک رات عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد میں لیٹ گیا تو مجھ پر نیند غالب آگئی، میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص نے آکر کہا! رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے حاجت بیان کریں اُس شخص کے پیچھے پیچھے ہو لیا یہاں تک کر ہم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئے آپؐ مسجدؐ کی محراب کے آگے تشریف فرما تھے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ مسجد نبوی تھی یا کوئی اور مسجد تھی آپ کے دائیں بائیں صحابہؓ بیٹھے ہوئے تھے اور اُن کے گرداگرد بے شمار لوگ کھڑے تھے میں نے امام حسین علیہ السلام کو دیکھا وہ آپ کے سامنے دو زانو بیٹھے ہوئے تھے اور اُنہوں نے خُون میں ڈوبی ہوئی پوشاک پہن رکھی تھی اور آپ کے ساتھ آہستہ آہستہ گفتگو کر رہے تھے، وہاں پر امام حسین اور اُن کے اقرباء و رُفقاء کے قاتلوں میں سے ایک ایک کو لایا جا رہا تھا اور حضُور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرما رہے تھے اسے تلوار سے کاٹ کر جہنم میں پھینک دو، پس ان پر تلوار چلنے لگی اور جس پر تلوار کی ضرب پڑتی اُسے آگ لپیٹ میں لے لیتی اور وہ جل جاتا، جلنے کے بعد وہ پھر زندہ ہو جاتا تو اُسے پھر قتل کر دیا جاتا، میں نے یہ حال دیکھا تو ڈر گیا اور اپنی جگہ سے اُٹھ کر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قریب چلا گیا اور کہا اے اللہ کے رسُول آپ پر سلام ہو، آپؐ نے مجھ پر نگاہ غضب ڈالی اور سلام کا جواب

marfat.com

نہ دیا، پھر ایک ساعت خاموش رہنے کے بعد آپ نے فرمایا اے دشمنِ خدا تو نے میرا احترام بھول کر اور میرے ادب کو پس پُشت ڈال کر میری اولاد و عترت کو قتل کر دیا، تجھے میری رسالت سے کچھ یاد نہ رہا اور میرے غضب کی تُو نے کچھ پرواہ نہ کی ؛

میں نے کہا، یارسُول اللہ خدا کی قسم میں نے امام حسین علیہ السلام اور آپ کے اقرباء و اصحاب میں سے کسی پر بھی تلوار نہیں چلائی اور نہ ہی میں نے ان پر نیزہ پھینکا ہے اور نہ ہی تیر چلایا ہے، میری خطا یہی ہے کہ میں دُشمنوں کے لشکر میں تھا اور سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا،

آپ نے فرمایا، یہ تو سچ ہے کہ تو نے تلوار نہیں چلائی، نیزہ اور تیر نہیں پھینکا مگر تو دُشمنوں کی لشکر کی سیاہی تھا اور اُس کی سیاہی کے اضافے کا باعث بنا تھا میرے قریب آ، میں آگے بڑھا تو آپ کے پاس خُون سے بھرا ہُوا طشت پڑا تھا آپ نے فرمایا، یہ میرے جگر گوشے کا خُون ہے پھر آپ نے اُس خُون سے ایک سلائی لگا کر میری آنکھوں میں پھیر دی، میں اِس خواب سے ڈر کر بیدار ہُوا تو اندھا ہو چُکا تھا،

قاضی بصرہ نے فرمایا، اے اندھے یہ تو دُنیا کی سزا ہے تجھے کیا معلوم قیامت کے دن تیرے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔

بروزِ واقعہ اُے ظالم خدا ناترس	بیا ببیں چہا کردہ ای بجائے حُسینؑ
خُدا است حاکم، دعویٰ گرست پیغمبر	چگونہ می دہی انصاف طرفِ حسین
روا بُود کہ بخاک و بخوں کنی غرقہ	رُخِ منوّر و گیسوئے مشکسائے حسین

کفار کا تشدّد

اب میں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بقیہ ابتلاء و مصائب کی طرف آتا ہُوں، محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سیرت ابن اسحٰق میں بیان فرماتے ہیں کہ کفار کو حمایت

marfat.com

حضرت ابو طالبؓ کی وجہ سے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دست اندازی نہ کر سکتے تھے اور آپ کے بڑے بڑے صحابہؓ کرام پر اُن کے قبیلوں اور قوم کی حمایت کی وجہ سے ہاتھ نہ اُٹھاتے تھے۔ اور جس صحابی کے قبیلہ اور اقربا کو کمزور پاتے اُسے طرح طرح کے عذاب میں مُبتلا کر دیتے۔ بعض کو بھوک اور پیاس سے مُعذب کرتے بعض کو ننگے بدن لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں ڈال دیتے اور مارتے تاکہ وہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کو چھوڑ دے،

ان میں سے ایک حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جنہیں اُمیہ بن خلف وادیٔ مکہ لے جاتا اور ننگے بدن گرم ریت پر لٹا کر سُورج کی شعاؤں سے تپتا ہُوا پتھر اُن کے سینے پر رکھ دیتا اور کہتا اے کالے دینِ محمدؐ سے نکل کر لات وعزیٰ پر ایمان لے آ،

حضرت بلال احد احد کہتے ہُوئے فرماتے میں خدائے واحد ویکتا کی پرستش کرنے والا ہُوں، ان لوگوں میں حضرت صہیب وخباب اور حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کی مثل دُوسرے صحابہ کرام طرح طرح کی مصیبتیں اور سزائیں برداشت کرتے تھے اور میدان دین کے یہ فارس اور راہِ یقین کے یہ مسافر پوری رضا و رغبت کے ساتھ ان سب بلاؤں اور مصیبتوں کا خیر مقدم اور استقبال کرتے ہُوئے کہتے بلا عطا ہے تو عطا سے رونا خطا ہے۔ جسموں کا مجاہدہ آئینہ قلب کا صیقل ہے اور پیکر آب وگل کی بربادی خانۂ جان ودل کی آبادی ہے۔

ہر رنج کہ از حضرت جاناں آید | زنگِ غم از آئینہ جاں بزداید
گر راہ سلامتش ببندد لیکن | صد در ز کرامت بُرخش کشاید

القصہ کفارِ مکہ کمزور اور مسکین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قتل کرنے پر اُتر آئے اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والدین یعنی حضرت یاسر اور اُن کی بیوی کو شہید کر دیا۔ ان حالات کے تحت حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے صحابہ کرام

marfat.com

سے کثیر لوگ مکہ معظمہ سے حبشہ کو ہجرت کر گئے۔"

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھیوں کی تعداد کم ہو گئی تو کفار مکہ نے آپؐ کو آزار و اضرار پہنچانے کی کوشش میں اضافہ کر دیا۔ ایک روز حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجون کے قبرستان کی طرف تشریف لے جاتے وقت قریش کے سرداروں کے پاس سے گذرے تو ان میں سے ابوجہل اور عدی بن حمیرا وغیرہ نے پہلے ہی آپ کا راستہ روک رکھا تھا۔ جب انہوں نے آپؐ کو دیکھا تو ایذا رسانی کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور کوئی ایسی بُری اور تکلیف دہ بات نہ چھوڑی جو آپ کو نہ کہی ہو۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمانِ خداوندی واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما یعنی جواب جاہلاں باشد خموشی کے پیش نظر انہیں بغیر جواب دینے اور جھگڑا کرنے کے سر جھکا کر آگے گذر گئے اور قبرستان میں ایک جگہ پر محزون و ملول خاطر بیٹھ گئے۔"

حضرت حمزہ کیسے مسلمان ہوئے

اسی اثناء میں ابوجہل بھی قبرستان میں آپہنچا اور آتے ہی آپ کی شان میں شدید گستاخی کرتے ہوئے آپ کو اذیت پہنچائی آپؐ اس سے سخت آزردہ خاطر ہو گئے یہ خبر مکہ کے متعدد مرد و عورتوں میں مشہور ہو گئی اُس روز آپ کے عم محترم حضرت حمزہ بن عبدالمطلب تین روز کے بعد شکار کی تلاش میں گئے ہوئے بھوکے پیاسے واپس آرہے تھے آپ کو آتے دیکھا تو عبداللہ بن جزعان کی کنیز نے انہیں کہا اے حمزہ تجھے شکار کی پڑی ہوئی ہے اور اس پر غیرت نہیں آتی کہ تیرے بھتیجے کے ساتھ کیا سلوک کیا جا رہا ہے۔"

حضرت حمزہؓ نے یہ گفتگو سنی تو سخت پریشان اور متغیر ہو گئے اور غصہ کی حالت میں اُس سے مزید پوچھ گچھ بھی نہ کر سکے، اسی حالت میں گھر کے اندر داخل ہو کر کھانا طلب کیا تو انکی بیوی نے دستر خوان بچھا کر کھانا چن دیا، جناب حمزہ نے اپنی بیوی کی طرف نگاہ اٹھا

marfat.com

کر دیکھا تو اُسے روتے پایا۔ بیوی سے رونے کا سبب پوچھا تو اُس نے کہا اے ابا عمارہ کیوں نہ روؤں جبکہ تمہارے کسی یتیم کسی دُفعہ شریکہ کسی نورِ دیدہ ہاشم اور کسی سرورِ سینۂ عبد المطلب پر اِس قدر جور و جفا روا نہیں رکھا گیا جو اب ہے۔

حضرت حمزہؓ نے فرمایا! کھول کر بیان کر! اُن کی بیوی اُمِ عمارہ نے کہا کیا بتاؤں جو کچھ ابُوجہل نے تیرے بھتیجے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ کیا ہے میں بتا نہیں سکتی۔"

حضرت حمزہ نے فرمایا! کیا واقعہ ظہور پذیر ہوا ہے؟

حضرت اُمِ عمارہ نے کہا اے سردار! ابُوجہل نے مکّے کے بیوقوفوں کو ساتھ لیکر اُن پر حملہ کیا اور اس قدر زدوکوب کیا کہ آپؐ کی پیشانی مبارک سے خون جاری ہو گیا اور اُن کے رشکِ آفتاب رخساروں کو زمین پر رگڑا گیا۔"

حمزہ نے فرمایا! شدید افسوس ہے اُن کے چچا ابُوطالب اُس وقت کہاں تھے؟

اُمِ عمارہ نے کہا! وہ شعب میں بکریاں چرا رہے تھے اور اُنہیں اِس واقعہ کی خبر نہیں۔

حمزہ نے فرمایا! کیا ابُولہب وہاں نہیں تھا؟

اُمِ عمارہ نے کہا! سنگدل اور بے شرم وہیں پر موجود تھا اور کہہ رہا تھا اس کو اور مارو اور قتل کر دو یہ جادوگر اور جھوٹا ہے۔

حمزہ نے پوچھا! عباس کہاں تھے؟

اُمِ عمارہ نے کہا! وہ پروانہ وار آپ کے گرد چکر کاٹتے ہوئے لوگوں کو مارنے سے روک رہے تھے اور رحم کی درخواست کر رہے تھے مگر اُن بدبختوں میں سے کسی نے بھی اُن کی بات پر دھیان نہیں دیا۔

حضرت حمزہ نے یہ سُنا تو زار زار رونے لگے باوجود اس کے کہ آپ تین روز سے بھوکے پیاسے تھے دسترخوان سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا جب تک اپنے بھائی کے بیٹے

marfat.com

کو تکلیف پہنچانے والے سے انتقام نہ لے تُوں مجھ پر کھانا پینا حرام ہے۔ اس کے ساتھ ہی حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے اور حرم شریف میں آ گئے، وہاں آ کر دیکھا تو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھٹنوں پر سر مبارک رکھے ہوئے کعبہ شریف کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں، حضرت حمزہ نے آپ کے قریب جا کر کہا اے میرے بھائی کے بیٹے آپ پر سلام ہو آپ کا چچا اس لئے آیا ہے کہ آپ کے دشمنوں سے آپ کا بدلہ وصول کرے!

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دل پُر درد سے آہِ سرد کھینچی اور آنکھوں کے صدف سے آنسوؤں کے موتی بہاتے ہوئے فرمایا اسے اُس کے حال پر چھوڑ دیں جس کا نہ باپ ہے نہ ماں نہ کوئی چچا ہے نہ کوئی دوست نہ کوئی مونس ہے نہ دلداری کرنے والا نہ کوئی محرم ہے نہ غمگسار نہ کوئی ناصر ہے اور نہ کوئی مددگار

آہ کاندر زمانہ محرم نیست — ہیچ کس راز حالِ من غم نیست
دم نیارم زدن ز سوزِ دروں — کر کسم غمگسار و ہمدم نیست
درد مندی و غصہ بسیار است — ہیچ چیز از بلا مرا کم نیست!!

حمزہ کا قبولِ اسلام اور ابوجہل سے انتقام

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی یہ گفتگو سُنی تو رونے لگے اور چیختے ہوئے کہا! اے بیٹے لات و عزیٰ کی قسم میں آپ کی مدد کے لئے آیا ہوں،

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اُس خدا کی قسم جس نے مجھے رسول بنا کر خلقت کی طرف بھیجا ہے اگر آپ شمشیر آبدار کے ساتھ مشرکوں کو ہلاک بھی کر دیں اور میری حمایت میں اُن کے ساتھ مقاتلہ کرتے ہوئے خون میں بھی رنگے جائیں جب بھی آپ کو اللہ تعالیٰ سے دُوری کے سوا کچھ حاصل نہ ہو گا اس محاربہ و کارزار سے آپ کو

marfat.com

کو اُس وقت ہی کچھ مل سکے گا جب آپ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور میری رسالت کا اقرار کریں گے۔ اے چچا! اگر آپ مجھے لطف و شفقت کا شربت پلانا چاہتے ہیں اور میرے دل کے زخموں پر آرام و راحت کا مرہم رکھنا چاہتے ہیں تو کہیں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں"

حضرت حمزہؓ نے عرض کی! اے جانِ عم اگر میں یہ کلمہ کہہ دوں تو آپ خوش ہو جائیں گے؟

آپؐ نے فرمایا! ہاں اسی کلمہ میں میری رضا اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی خوشنودی ہے

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کلمہ شہادت پڑھ کر توحید و رسالت کا اقرار کیا اور ابوجہل سے انتقام لینے کے لئے حرم شریف سے باہر آگئے، جب آپ ابوجہل کے گھر پہنچے تو وہ اُس وقت قریش کے سرداروں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا،

حضرت حمزہؓ کے ہاتھ میں کمان تھی آپ نے سرمروت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے پوری قوت سے کمان اُس کے سر پر دے ماری جس سے ابوجہل کا سر پھٹ گیا اور خون کا دھارا بہہ نکلا۔ کمان کا وار کرنے کے بعد حضرت حمزہ نے ابوجہل کو فرمایا! تونے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دی ہے اور انہیں گالی گلوچ کیا ہے۔

مشرکین میں سے ایک شخص نے اُٹھ کر کہا اے ابا عمارہ آپ اِس وقت غصے میں ہیں کچھ دیر صبر کریں تاکہ آپ کو بعد میں اس پر پشیمان نہ ہونا پڑے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! مجھے پشیمان ہونے کی ضرورت نہیں اِس لئے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے رسول ہیں، خدا کی قسم میں اس ملت کو نہیں چھوڑوں گا اور نہ ہی اس بات سے روگردانی کروں گا،

marfat.com

کشاد خویش خود در راہِ عشق می یابم
ہیچ حال ازایں راہ گرد نمی تابم

شعب ابُوطالب

قریش نے یہ بات سُنی تو وہ غمزدہ دلگیر و خاطر ہو گئے اور دینِ اسلام کو قوت و عزت حاصل ہوئی جبکہ انہیں ایام میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مشرف بہ اسلام ہو گئے اور ان سے بھی مسلمانوں کو قوت و امداد حاصل ہوئی ۔مگر جب کافروں نے دیکھا کہ مسلمان رفتہ رفتہ طاقتور ہو رہے ہیں اور حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام رونق پذیر ہو رہا ہے تو ان کے بغض و حسد میں اضافہ ہو گیا یہاں تک کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہلاک کر دینے کا مصمم ارادہ کر لیا ، چنانچہ انہوں نے اس سلسلہ میں حضرت ابوطالبؓ سے بہت زیادہ جھگڑا کیا اور انہیں مقاتلے اور محاربے کی وارننگ دے دی "

حضرت ابوطالب نے تمام بنی ہاشم اور بنو عبدالمطلب کو جمع کیا اور انہیں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت پر متفق کیا چنانچہ سوائے ابولہب کے تمام بنو ہاشم نے اس امر پر اتفاق کر لیا خواہ انہوں نے اس وقت اسلام قبول کر لیا تھا یا ابھی حلقہ بگوشِ اسلام نہیں ہوئے تھے "

دو ساتھی الگ ہو گئے

چونکہ بنو ہاشم قبیلہ کے لوگ پوری قوم قریش کے ساتھ نہیں لڑ سکتے تھے اس لئے گھروں کو چھوڑ کر درۂ کوہ میں آ گئے اور حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاسبانی اور محافظت پر کمر بستہ ہو گئے جبکہ کفارِ مکہ نے آپس میں یہ عہد کر لیا کہ ان

marfat.com

لوگوں کے ساتھ میل جول، شادی بیاہ اور بول چال بند کر کے مکمل بائیکاٹ کر دیا جائے، چنانچہ اُن لوگوں نے ایسا ہی کیا اور بنو ہاشم کے ساتھ خرید و فروخت بھی بند کر دی علاوہ ازیں بنو ہاشم کا کوئی شخص اگر شعب سے باہر آتا تو اُسے زد و کوب کرتے اور ایذا دیتے یہاں تک کہ حج کے دِنوں میں باہر آنے پر بھی بدبخت کافر انہیں نہ چھوڑتے اور کسی کو اُن کے ہاتھ کوئی چیز فروخت نہ کرنے دیتے۔"

بنو ہاشم کو شعب میں شدائد و ابتلاء کا مقابلہ کرتے ہوئے تین سال کا عرصہ گذر گیا تو ان لوگوں پر اضطراری کیفیت طاری ہوگئی راتوں کو شعب میں بچوں اور ضعیفوں کے گریہ و بکا کا یہ عالم ہوگیا کہ مکے والوں کی نیندیں حرام ہوگئیں۔"

تین سال بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے بنو ہاشم کو شعب سے خلاصی نصیب فرمائی اور شعب سے باہر آنے کے آٹھ ماہ اور اکیس دِن بعد حضرت ابُو طالب علیہ السلام کا انتقال پُرملال ہوگیا چنانچہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کی جدائی سے انتہائی غمزدہ اور ملول و محزون ہوگئے جناب ابُو طالب کے وصال کے تین روز یا ایک ماہ پانچ روز بعد اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کا بھی وصال مبارک ہوگیا

حضرت خدیجۃ الکُبریٰ کا آخری وقت

روایات میں آتا ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کی رحلت کے وقت حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے حُجرۂ پاک میں تشریف لائے تو جناب خدیجۃ الکبریٰ نے آپ کی خدمت میں شدتِ مرض کی شکایت پیش کی، خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آگئے، آپ نے اشکبار آنکھوں سے اُن کے لئے دُعائے خیر کرتے ہوئے فرمایا! اے خدیجہ جنت آپ کی زیارت کی مشتاق ہے۔

حضرت خدیجہ نے عرض کی یارسُول اللہ مجھے موت کا فکر نہیں میں تو آپ کی صحبت

marfat.com

سے مفارقت کی وجہ سے دوتی اور حسرت زدہ ہوں،

زمرگ ہیچ ندارم ولے ازآں ترسم
کہ من بمیرم و توجانِ دیگراں باشی

یارسول اللہ! میں اپنی بیٹیوں کی طرف سے آسودہ خاطر ہوں اور اُن میں سے ہر ایک کا سامان بنا ہوا ہے مگر میری بیٹی فاطمہؓ کی شادی ابھی باقی ہے اُس کی کفالت آپ کو خود فرمانا ہے اور اس کام کو کسی دُوسرے پر نہ چھوڑنا۔"

سیدہ فاطمۃ الزہراؑ کی آہ وزاری

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کو وہاں پر بلا لیا اور اُن کا سر مبارک اپنی آغوشِ رحمت میں لیکر فرمایا! فاطمہؓ میرے جگر کا ٹکڑا ہے، مگر جب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے اپنی والدہ مکرمہ کو بے ہوشی کی حالت میں دیکھا تو فریاد کرتی ہوئیں اپنی ماں سے لپٹ گئیں اور اپنا چہرۂ اقدس اُن کے چہرۂ انور سے ملنے لگیں اور اُن کی جدائی میں اس طرح زار زار رونے لگیں کہ کسی شخص نے کبھی اس طرح سے نالہ و فریاد اور آہ وزاری کی ہوگی اور نہ ہی اس جہانِ درد و غم میں کسی نے سوزِ ہجراں سے بے خود ہو کر اس طرح کا نعرۂ غم و الم لگایا ہوگا۔

جب دوستوں کی جدائی صبر کی بنیادوں کو گرا دیتی ہے تو پیچھے رہ جانے والوں کے دن سیاہ اور تاریک ہو جاتے ہیں

روزِ ما را ساخت چوں شب تیرہ آں ماہ از فراق
چند سوزیم از فراق آہ از فراق آہ از فراق
آگہند از ماہ تا ماہی کہ ہر شب می رود
آب چشم تا بماہی آہ تا ماہ از فراق

marfat.com

آرزوئے خدیجہ

کتاب مبکیات میں امام وقار رحمۃ اللہ علیہ سے مذکور ہے کہ جب خدیجہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رحلت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کی یارسول اللہ! کچھ دیر میرے سامنے تشریف رکھیں تاکہ میں آپؐ کا آخری دیدار کر لوں اور آپ کے دیدار کے ذوق سے توشۂ آخرت تیار کر لوں اور زبان نیاز سے آخری الوداعی باتیں عرض کر لوں، حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے سامنے بیٹھ گئے تو جناب خدیجہؓ نے عرض کی یارسول اللہ! میں نے اپنی زندگی آپؐ کی خدمتِ اقدس میں بسر کی ہے اور اب قاصدِ اجل آنے والا ہے اور میں جا رہی ہوں

میں التماس کرتی ہوں کہ قیامت میں مجھے اپنے ساتھ رکھنا اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور میں میری بات کرتے ہوئے میری بخشش کی درخواست کرنا اور اُس مشکل وقت میں میری سفارش و شفاعت فرمانا علاوہ ازیں اگر میری طرف سے آپ کی خدمت میں کوئی کوتاہی ہو گئی ہو تو مجھے معاف فرما دینا۔

نیز یہ کہ میری فاطمہ چھوٹی ہے اور بغیر ماں کے رہ جائے گی اُس پر دستِ رافت اور نگاہ شفقت رکھنا اِس کے ساتھ ہی حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے عرض کی یارسول اللہ! میں ایک بہت بڑی بات کہنا چاہتی ہوں مگر آپ کے سامنے عرض کرنے کی ہمت نہیں رکھتی، میں وہ بات فاطمہؑ کو بتا دیتی ہوں وہ آپ کی خدمت میں پیش کر دے گی۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روتے ہوئے اُن کے سرہانے سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور جناب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا اندر آ کر اپنی والدہ محترمہ کے سامنے بیٹھ گئیں، حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا نے انہیں فرمایا: بیٹی اپنے والد گرامی کی خدمت

marfat.com

میں عرض کر کہ میری ماں کی خواہش ہے کہ آپ اپنی چادر مبارک جو نزولِ وحی کے وقت زیبِ بدن فرمایا کرتے ہیں میرے کفن کے لئے عطا فرمادیں تاکہ اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کی برکت سے مجھ پر رحمت فرمائے۔

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنی والدہ مکرمہ کا پیغام آپ کی خدمت میں عرض کر دیا۔

حضور سیدِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے روتے ہوئے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کو چادر مبارک عطا فرمادی اور فرمایا بیٹی چادر اپنی ماں کو دکھادو تاکہ وہ خوش ہو جائے۔

پیغامِ خداوندی

اسی اثناء میں حضرت جبریلِ امین علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے آپ اپنی چادر مبارک سنبھال لیں۔ خدیجہ نے اپنا سب کچھ ہمارے رستے پر فدا کر دیا ہے اس لئے اُس کا کفن ہمارے ذمہ ہے ہم اُسے اپنے کرم کی پوشاک عطا کریں گے اور اُس کے لئے جنت سے پاکیزہ تر کفن بھیجتے ہیں۔ اگر یہ روایت صحت کو پہنچتی ہے تو جنت کا کفن حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خصوصیتوں میں سے ہوگا، اور خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جنابِ خدیجۃ الکبریٰ کی رحلت پر شدید غمزدہ اور ملول خاطر تھے۔

جان در عنا بماند کہ آرام دل نماند
دل از الم بسوخت کہ مطلوبِ جاں برفت
اکنوں چہ حاصل از قفسِ تنگِ روزگار
کاں طوطئ شکر شکن از بوستاں برفت

marfat.com

قریشِ مکہ کی شدت

روایات میں آیا ہے کہ حضرت ابو طالب اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے رحلت فرما جانے کے بعد قریش مکہ نے سرکشی کے ہاتھ دشمنی کی آستینوں سے باہر نکال لئے اور ہر وُہ جفا جو وُہ کر سکتے تھے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے روا رکھتے اور اُن کی یہ مُہم اس حد تک پہنچ گئی کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ سے نکل کر طائف میں تشریف لے گئے وہاں پر طائف کے بے وقوفوں نے آپ کو شدید تکلیفیں پہنچائیں تو آپ دوبارہ مکہ معظمہ میں تشریف لے آئے۔

الغرض ! اعلیٰ ترین بادشاہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ معظمہ میں دس سال تک گُم کردہ راہ لوگوں کی جفائیں اور ایذیتیں برداشت کیں یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم آگیا کہ آپ مدینہ منوّرہ کی طرف متوجہ ہو جائیں۔

خاندانِ نبوّت کا پہلا شہید

جب آپ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو یہودی آپ کی دُشمنی پر کمر بستہ ہو گئے، منافقین مکر و حیلہ کی کمین گاہوں میں بیٹھ گئے اور مشرکین اہلِ اسلام کے ساتھ محاربہ و مقاتلہ کے لئے میدان کارزار میں آ گئے۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنفسِ نفیس جس پہلی جنگ میں شرکت فرمائی وُہ غزوہ بدر ہے اِس غزوہ میں آپ کے اہل بیت سے آپ کے چچازاد حضرت عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جام شہادت نوش فرمایا جناب عبیدہ بن حارثؓ کو عُمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے شیخ المہاجرین کہتے تھے، حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِن سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے اور یہ وُہ پہلے شخص ہیں جن کے لئے آپؐ نے اپنے ہاتھ

marfat.com

مبارک سے لوا باندھا، اُن کی شہادت کا واقعہ اِس طرح ہے کہ جب دونوں لشکروں نے چاہ بدر پر صف آرا ہو کر اپنا اپنا علم بلند کیا تو کافروں کے جنگجو افراد کی تعداد نو صد پچاس تھی اور اُن کے پاس ایک صد گھوڑے اور سات سو اُونٹ تھے نیز یہ کہ کافروں کی کثیر تعداد مسلح تھی جبکہ لشکر اِسلام کی تعداد تین سو پچاس افراد پر مشتمل تھی اور اِن میں سے اکثر لوگوں کے پاس ہتھیار نہیں تھے، بلکہ اِس پورے لشکر کے پاس ستر اُونٹ دو گھوڑے چھ زرہیں اور آٹھ شمشیریں تھیں،

جب دونوں لشکروں کی صفیں درست ہو کر آمنے سامنے آئیں تو کافروں سے تین جنگجو عتبہ بن ربیعہ اُس کا بھائی شیبہ اور اُس کا بیٹا ولید بن عتبہ میدان کارزار میں نکلے اور اُنہوں نے مبارز طلبی کی، اُن کے مقابلہ میں تین انصاری جوان میدان میں آئے تو عتبہ وغیرہ نے پوچھا تم کون لوگ ہو؟

اُنہوں نے کہا! ہم انصار ہیں، عتبہ وغیرہ نے کہا! ہمیں تم سے کچھ کام نہیں ہم اپنے چچوں کے بیٹوں کو طلب کرتے ہیں اور اِن میں سے ایک نے کہا! اے محمدؐ ہمارے مقابلے کے لئے ہمارے کفو کے لوگ بھیجیں،

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس کے جواب میں فرمایا! اے عبیدہؓ اے حمزہؓ اے علیؑ آپ لوگ میدان میں جائیں، بحکم مصطفےٰ یہ تینوں بہادر اور مردِ میدان میدانِ کارزار میں کافروں کے مقابلے میں آ گئے، حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی عُمر کے تھے لہٰذا کافروں کے بڑی عُمر والے عتبہ کے مقابل آ گئے، حضرت حمزہؓ درمیانی عُمر کے تھے آپ شیبہ کے سامنے آ گئے حضرت علیؑ نوخیز نوجوان تھے آپ ولید بن عتبہ کے سامنے آ گئے جو کہ نوخیز نوجوان تھا، مقابلہ ہوا تو حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے اپنے حریفوں کو قتل کر دیا جبکہ حضرت عبیدہ اور عتبہ نے ایک دوسرے کو زخمی کر دیا عتبہ کا وار حضرت عبیدہؓ کی پنڈلی پر ہوا تھا جس سے

marfat.com

پنڈلی کی ہڈی کٹ گئی اور مغز باہر آگیا اور حضرت عبیدہ گر پڑے، حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ نے یہ صورت حال دیکھی تو عتبہ پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا اور حضرت عبیدہؓ کو اُٹھا کر حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں آگئے، اُن کی پنڈلی کی ہڈی کا مغز باہر بہہ رہا تھا اور وہ بے ہوش ہو گئے تھے، جب اُنہیں ہوش آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمالِ جہاں آرا کو دیکھتے ہی عرض کی یا رسول اللہ کیا میں شہید نہیں ہوں؟

آپ نے فرمایا! آپ شہید ہیں اور اس سعادت کے سرِ دفتر ہیں،

حضرت عبیدہؓ نے کہا! آج اگر ابوطالبؑ زندہ ہوتے تو تسلیم کرتے کہ میں اُس دعوے کا مستحق ہوں جو اُنہوں نے اپنی نظم میں کہا تھا کہ!

ونسلمہ حتیٰ نصرع حولہ

ونذھل عن ابنائنا والحلائل

اِس شعر کا مضمون یہ ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سلامتی اور حفاظت کے لئے تمام مصیبتوں کو برداشت کریں گے یہاں تک کہ اپنی عورتوں اور اپنے بچوں کو فراموش کر کے ان کے گرد اگرد ہلاک ہو جائیں گے یعنی آپ پر اپنے تمام گھر والوں کو قربان کر دیں گے،،

غزوۂ اُحد

روایت میں آیا ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اِس بات کی تصدیق فرماتے ہوئے اُن کے لئے دُعاِ خیر فرمائی چنانچہ حضرت عبیدہ بن حارث بدر سے واپسی پر مقام روحا پر دارالقرار کی طرف انتقال فرما گئے رضوان اللہ علیہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

marfat.com

کے اہلبیت میں سے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو غزوۂ اُحد میں مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے غزوۂ اُحد کا اجمالی قصہ یہ ہے کہ جنگ بدر کے بعد مشرکین مکہ مسلمانوں کی دشمنی پر کمر بستہ ہو گئے چنانچہ بدر میں ان کے جو سردار مارے گئے تھے اُن کا بدلہ لینے کے لئے انہوں نے تین ہزار افراد جن میں سات سو زرہ پوش تھے جمع کئے اور مدینہ منورہ پہنچ گئے اِس لشکر کے ساتھ دو سو گھوڑے اور تین ہزار اونٹ تھے یہ لشکر وادیٔ اُحد میں فروکش ہو گیا تو حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِس کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے سات سو مجاہدین اسلام کے ساتھ تشریف لے آئے ۔

نافرمانی کی سزا

قضا اور مدینہ کے سامنے اُحد کی بائیں طرف کوہ عنین واقع ہے کوہ عنین میں ایک درّہ ہے جہاں سے دشمن لشکرِ اسلام پر حملہ آور ہو سکتا تھا چنانچہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پچاس تیر انداز دل کے دستہ کے ساتھ اِس درّہ کی حفاظت کے لئے مقرّر کرتے ہوئے حکم فرمایا کہ تم لوگ اِس درّہ پر پوری طرح نگاہ رکھو تاکہ مشرکین میں سے کوئی شخص بھی اِس طرف سے حملہ آور نہ ہو سکے یہاں تک کہ تمہیں اِس جگہ سے جنبش بھی نہیں کرنا ہے خواہ ہمیں کافروں پر غلبہ حاصل ہو جائے اور خواہ کافر ہم پر غالب آجائیں ۔

بعد ازاں دونوں لشکر آمنے سامنے آ گئے تو قریش کے پرچم بردار طلحہ بن ابی طلحہ نے میدان میں آکر مبارز طلبی کی اُس کے مقابلہ میں حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم گئے اور اُس کے سر پر تلوار کی ایسی ضرب لگائی جو اُس کی کھوپڑی چیرتی ہوئی مغز تک جا پہنچی اور وہ اُسی وقت ہلاک ہو گیا اُس کے بعد اُس کا بھائی میدان میں آیا تو اُسے حضرت حمزہؓ کی تلوار نے واصلِ جہنم کر دیا یہاں تک کہ قریش مکہ کا ہر پرچم بردار قتل

marfat.com

ہو گیا اور اُن کا پرچم لگوں سار ہو گیا۔ مُسلمانوں نے اُن پر عام حملہ کر کے اُنہیں میدان چھوڑ کر بھاگ جانے پر مجبور کر دیا اور مالِ غنیمت جمع کرنے میں مصروف ہو گئے جب درّہ عینین کے نگہبانوں نے کافروں کو فرار ہوتے اور مُسلمانوں کو غنیمت جمع کرتے دیکھا تو اُس جگہ کو چھوڑ کر لشکر گاہ کی طرف بھاگ نکلے۔ اِس محافظ دستہ کے سردار حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہیں روکنے کی انتہائی کوشش کر ڈالی اور اُنہیں سمجھایا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کی خلاف ورزی نہ کریں مگر اُن لوگوں پر کچھ اثر نہ ہوا چنانچہ اُس مقام پر حضرت عبداللہ بن جبیر کے ساتھ چند افراد باقی رہ گئے"۔

کافروں نے جب اُس درّہ کو خالی دیکھا تو اُس طرف رُخ کر لیا اور حملہ آور ہو کر حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کو مع اُن کے چند ساتھیوں کے شہید کر دیا اور لشکرِ اسلام کے عقب سے اُن کی صفوں میں در آئے اور صفوں کو اُلٹ پلٹ دیا چنانچہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی وجہ سے مُسلمانوں کی جیتی ہوئی جنگ شکست میں تبدیل ہو گئی، کافروں کے جو لوگ فرار ہو چکے تھے اُنہوں نے بھی معرکہ کارزار کی طرف رُخ کر لیا اور مُسلمانوں کو گھیرے میں لے لیا۔

اِن حالات میں مُسلمانوں کا لشکر تین حصوں میں تقسیم ہو کر رہ گیا۔ ایک حصّہ ہزیمت اُٹھا کر مدینہ منوّرہ کی طرف بھاگ نکلا یہاں تک کہ شہر میں آ گیا،

ایک حصّہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہا اور اُس نے کسی بھی طرح آپ سے الگ ہونا گوارا نہ کیا جیسا کہ حضرت علی مرتضیٰ حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم،

ایک حصّہ میدان کارزار میں حیران و پریشان پھر رہا تھا جن میں سے کچھ لوگ تو مقامِ شہادت پر فائز ہو گئے اور کچھ لوگ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

marfat.com

کی خدمت میں پہنچ گئے ۔

ساتھیوں کے ساتھ کیوں نہیں گئے

روضۃ الاحباب میں روایت آئی ہے کہ اُحد کے دن جب مُسلمان ہزیمت سے دوچار ہوئے تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکیلے چھوڑ دیا آپ نے خشمناک نگاہوں سے چاروں طرف دیکھا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اپنے پہلو مبارک میں کھڑے دیکھا، آپ نے فرمایا: اے علیؑ تم نے دوسروں کے ساتھ الحاق کیوں نہیں کیا ؛

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کی یا رسُول اللہ میں نے آپ کی اقتدا کی ہے مقتدی اپنے مقتدا کو چھوڑ کر کہاں جا سکتا ہے ۔

جاں دہد عاشق واز کوچۂ جاناں نرود
بُلبلِ سوختہ ہرگز زگلستاں نرود
صفتِ عاشقِ صادق بحقیقت آں ست
کہ گرش سر بُرد واز سر پیماں نرود

اسی اثناء میں اچانک کافروں کا ایک گروہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ آور ہونے کے لئے بڑھا تو آپ نے فرمایا اے علی اس گروہ سے میری حفاظت کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اُسی وقت اُن لوگوں کی طرف متوجہ ہو گئے اور اُن پر ہلاکت اور تباہی مُسلط کر دی اور اُن میں سے بعض کو الگ الگ کر دیا اور بعض کو قتل کر دیا بعد ازاں کافروں کا ایک اور دستہ آگے بڑھا تو نبیؐ نے ولی کو اشارا کیا چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اُسے بھی آپ سے دُور کر دیا ۔

لافتیٰ الاّ علی

اسی اثناء میں حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور رسالتمآب اللہ علیہ وآلہ وسلم

marfat.com

کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ علی نے اس وقت کمال بہادری اور شجاعت کے جوہر دکھائے ہیں"

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا یقیناً علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں"

جبریلؑ نے کہا میں آپ دونوں میں سے ہوں

اسی حال میں ہاتف غیبی کی یہ آواز سنائی دی لافتیٰ الا علی لاسیف الا ذوالفقار

اتباع رسول کا صدقہ ہے

دُرج الدرر فی میلاد سید البشر مولفہ سید اصیل الدین عبداللہ بن عبدالرحمٰن حسینی میں اس مقام پر بیان کیا گیا ہے کہ اس سے بلاشک دریب اس امر کی تصدیق ہو جاتی ہے سلطان اولیاء حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کو اس دولت عظمیٰ کا اکتساب اور اس سعادت کبریٰ کا ادراک اور اس مرتبہ بلند کی رفعت اور اس انتہائی مقصد کا عروج افضل اصفیاء واسطۂ انتماء اکمل اتقیا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدائے کاملہ کے صدقہ سے ہے"

جیسا کہ ناظم نے کہا ولقد اجاد فیما افاد

آں کو بسر مرتبۂ لافتیٰ رسید	از دولت متابعت مصطفےٰ رسید
آں پردلے کہ برسرِ اعدا بزد الفقار	ہمچوں کلیم بود کہ با اژدہا رسید
با مہر او زتفرقہ ہا دل خلاص یافت	زر گشت کار قلب چو با کیمیا رسید

روایات میں آیا ہے کہ کافروں میں سے ابن شہاب، ابن قمیہ، ابن حمید اور عتبہ بن ابی وقاص چار افراد نے ایک دوسرے کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنے کا معاہدہ کر رکھا تھا چنانچہ جب اشرار غالب اور ابرار مغلوب ہو گئے

marfat.com

تو یہ چاروں ایک گوشے سے نکل کر حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر حملہ آور ہونے کے لئے بڑھے، اُس وقت آپ گنتی کے چند افراد کے ساتھ کھڑے تھے چنانچہ ان سنگدلوں نے موقع غنیمت جانتے ہوئے دُشمنی کی آستین سے دست جرأت نکالا اور اُس معدنِ جواہر رسالت وجلالت پر سنگباری شروع کر دی، اُن میں سے ایک پتھر حرم صدق وصفا کی طرف متوجہ ہونے والے دِلوں کی محراب اور آئینہ نور جبینِ اقدس پر آکر لگا جس سے آپ شدید زخمی ہو گئے اور اُس کعبۂ علم و وفا کے طاقِ ابرو دِلجو بھی زخمی ہو گئے زخموں سے خُون کا دھارا بہنے لگا اور آپ کی ریش مبارک رنگین ہو گئی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خُون سے تر ڈاڑھی مبارک اور چہرۂ انور کو اپنی چادر مبارک سے صاف کیا اور خُون کا ہر قطرہ اپنی ردائے اقدس میں سمیٹ لیا تاکہ یہ خُون مقدس زمین پر نہ گرنے پائے اور اگر اِس سے ایک قطرہ بھی زمین پر گر جاتا تو اہلِ زمین پر آسمان سے عذاب نازل ہو جاتا۔"

ابن شہاب کا چلایا ہوا پتھر حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بازو مبارک پر لگا جس سے آپ کا بازو مبارک زخمی ہو گیا، ابن ابی وقاص نے لب و دندان مبارک پر پتھر مارا جس سے آپ کے ہونٹ مبارک پھٹ گئے بے شک اُس خارستانِ حسد کے بنیولانے کینے کے پتھروں سے جُوئبار قدس کے سرسبز و شاداب نخل کو زخمی کر دیا قیامت کے دِن اُس کے عمل کی شاخ دوزخیوں کی خوراک شجرِ زقوم یعنی تھوہڑ کے پھل سے بار آور ہو گی۔"

آں سخت دِل کہ سنگِ جفا بر لبت فگند

جُز خار، خار از آں لبش نیست حاصلے

اِس پتھر کی ضرب سے آپ کے چار زیریں دندان مبارک زخمی ہو گئے اور اُن میں سے ایک گوہرِ شب چراغ جس کی آتشِ محبت سے چاند کے سینے میں

marfat.com

داغ ہے دُرجِ یاقوت سے باہر آگیا[1] اِس مردود پتھر کی بے حیائی تختۂ زمین پر کہیں شمار نہ تھی مگر اُس نے اِس گرِدہ کو توڑنے کے لئے صحیح راستہ پایا

داشت اندر دُرہا دہانش دُرجِ پُر
وندراں دَر جست درسی دو دُر
بُود عقدِ صحیح لیک دراں
کسرے افگند سنگ بدگہراں

گویا اُس خشک دماغ پتھر کو اپنے دماغ کا سودا اور دیوانگی دُور کرنے کیلئے مفرح درکار تھا جو اُس نے کوششِ تمام کے ساتھ اُس دُرِ شاہوار کو توڑ کر یاقوتِ رمانی یعنی سُرخ انار حاصل کر لیا۔

کے شدے آں سنگ مُفرح گرائے
گر نشدے درشکن ولعل سائے

یا وُہ سخت دل سیاہ چہرہ پتھر یہ چاہتا تھا کہ جب عقیق یمنی درخشاں ہوتا ہے تو سہیل ستارے کی روشن شعاؤں سے اُس کی تابانی رنگین روشنی ظاہر کرتی ہے۔

بو د لعلش سہیل رخشندہ
سنگ را رنگِ لعل بخشندہ
چوں سہیلش رفیقِ سنگ آمد
سنگ در دم عقیق رنگ آمد

---

[1] اکثر طور پر یہ روایت بیان کی جاتی ہے کہ غزوۂ اُحد میں پتھر سے مضروب ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے دو دندان مبارک ٹوٹ گئے تھے حالانکہ محققین کے نزدیک درست نہیں بلکہ حقیقت الامر میں آپ کے دندان مبارک شدید زخمی ہو گئے تھے۔ دُور ٹوٹ کر باہر نہیں آئے تھے واللہ اعلم و رسولہٗ۔ مترجم

marfat.com

بہرکیف: جب حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زخمی ہو گئے تو ابن قمیہ نے آپ پر تلوار سے وار کیا آپ خود کو اس وار سے بچاتے ہوئے ایک گڑھے میں گر گئے اور آپ کا رُخِ آفتاب اچھوں اور بُروں کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا، چمکتا ہوا دن احباب کی نگاہوں میں شبِ تاریک بن گیا اور چشمِ روزگار مشاہدۂ آثارِ چشم زخم اغیار سے خیرہ ہو گئی۔

نالۂ دِہا بثریا رسید

از مژدہ ہا سیل بدریا رسید

ابن قمیہ کو جب یقین ہو گیا کہ مشرعِ یقین کا آفتاب غروبِ فنا کا لباس پہن چکا ہے اور اوجِ کمال کا چاند فوت و زوال کے مغرب میں غروب ہو گیا ہے تو اس نے اپنی قوم کو خوشخبری دیتے ہوئے کہا میں نے محمدؐ کا کام تمام کر دیا ہے اور میرا دل اس مہم کو سر کر لینے سے آراستہ ہو گیا ہے، شیطان نے اس کی اس بات کو اُچک لیا اور ندا دی کہ محمدؐ قتل ہو گئے ہیں۔ شیطان کی یہ آواز مدینہ منورہ میں پہنچی تو تمام دوست اور دشمن ایک لحظہ میں اس خبر سے آگاہ ہو گئے چنانچہ مشرکین اس خبر سے خوش ہو کر مالِ غنیمت جمع کرنے میں مشغول ہو گئے۔ جبکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھوڑی دیر بعد اس گڑھے سے نکلے اور ایک غار میں چلے گئے ور وہاں پر چند صحابہ بھی پہنچ گئے۔

خاندانِ نبوّت کے دُوسرے شہید

اس غزوہ میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جامِ شہادت نوش فرمایا اور یرزقون فرحین کے چمنستانِ درخشاں میں پہنچ گئے اُن کی شہادت کا واقعہ اس طرح ہے کہ مکہ کے ایک بڑے باپ کا بیٹا جبیر بن مطعم جو کہ عرب کے سرداروں میں سے تھا

marfat.com

اُس کے پاس وحشی نامی ایک حبشی غلام تھا جو بہادر اور جنگ جُو تھا وہ برچھے کے ساتھ جنگ کرتا تھا،

جب لشکرِ قریش نے مدینہ منورہ پر چڑھائی کی تو جبیر نے وحشی کو بلا کر کہا اے غلام تو جانتا ہے کہ مسلمانوں نے بدر میں میرے چچا طعمہ بن عدی کو کس قدر ذلت و خواری کے ساتھ قتل کیا تھا اور میرا صرف ایک چچا تھا جبکہ محمدؐ کے دو چچا عباس اور حمزہ ہیں، عباس تو مکہ ہی میں ہیں اور حمزہ مدینے میں ہیں اگر تو حمزہ کو قتل کر دے تو میں تجھے آزاد کر دوں گا اور اس قدر مال دوں گا کہ تو خوش ہو جائے چنانچہ وحشی نے اس کام کو پُورا کرنے کا وعدہ اُس کے ساتھ کر لیا،

علاوہ ازیں ابُوسفیان کی بیوی ہندہ جو کہ قبائل عرب میں اپنے حسن و جمال کی وجہ سے مشہور تھی اُس کا باپ عتبہ بدر کے دن ہلاکت کے کنوئیں میں گر گیا تھا اُس نے بھی وحشی کو بلا کر کہا! اگر تو محمدؐ کو میرے باپ کے قتل کے بدلہ میں قتل کر دے تو میں باقاعدہ طور پر تیری پرورش اور کفالت کروں گی۔

اس سلسلہ میں ایک روایت یہ بھی منقول ہے کہ عتبہ بن حارث بن عامر کی بیٹی نے بھی وحشی سے کہا تھا کہ میرے باپ کو مسلمانوں نے بدر میں قتل کر دیا تھا اور تو قریش کے لشکر کے ساتھ مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے جا رہا ہے۔ میں اپنے باپ کے بدلہ میں محمدؐ، علیؑ اور حمزہؓ تین افراد میں سے کسی ایک کے قتل کی خواہاں ہوں اگر تو ان تینوں میں سے کسی ایک کو قتل کر دے تو میں تجھے خوشیاں اور آزادی بہم پہنچاؤنگی،

وحشی نے کہا! میں محمدؐ کے قتل پر قدرت نہیں رکھتا کیونکہ اُن کے اصحاب اُن کی حفاظت کے لئے اُن کے پاس جمع رہتے ہیں۔ اور حمزہؓ کے بارے میں ربّ کعبہ کی قسم اُٹھا کر کہتا ہوں کہ اگر وُہ مجھے خواب میں بھی نظر آجائیں تو میں اُن کی ہیبت و سطوت سے بیدار ہونے کی جُرأت نہیں کر سکوں گا۔ البتہ علی نوخیز جوان ہیں اور جنگوں

marfat.com

میں کم معتبر لینے کی وجہ سے زیادہ تجربہ کار نہیں ہیں اس لئے اُن پر شائد میں اپنا حربہ استعمال کر سکوں، پس وحشی نے آزادی کی خوشی، ہندہ کے وعدے اور بنت حارث کی کفالت کے خیال سے ان تینوں برگزیدہ شخصیات میں سے کسی ایک کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا اور غزوۂ اُحد میں جب حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر حملے کی غرض سے نکلا تو آپؐ کو ہر جگہ پر سر فروش مہاجرین اور جاں باز انصار میں گھرا ہوا پایا، آپؐ کی طرف سے مایوس ہونے کے بعد وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی تلاش میں نکلا تو دیکھا کہ وہ میدان لا فتیٰ کا بہادر لڑاکا اور ایوان ہل اتیٰ کا سپاہی تمام تر جنگی مہارتوں سے واقفیت رکھتا ہے اور اپنے اطراف و جوانب سے پوری طرح باخبر ہے، چنانچہ آپ کے اندازِ حرب سے وحشی نے اندازہ کر لیا کہ میں ان پر بھی ہاتھ نہیں ڈال سکتا،

حضرت علیؓ کی طرف سے مایوس ہو کر واپسی پر وحشی نے حضرت حمزہؓ کی طرف توجہ دی تو دیکھا کہ جناب حمزہ شیر مست کی طرح لوگوں میں دَر آتے ہیں اور قریش کی صفوں کو درہم برہم کئے جا رہے ہیں۔"

روایت آئی ہے کہ غزوۂ اُحد میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھوں میں شمشیریں لے رکھی تھیں اور میدان کارزار میں جو چیز بھی اُن کے سامنے آتی اُسے کاٹ کر رکھ دیتے اور آپ کی سطوت و شجاعت کا یہ عالم تھا کہ اگر سام نریمان زندہ ہوتا تو آپ کی شجاعت کو دیکھ کر آپ کے پاؤں میں گر پڑتا اور اگر رستم دستان یعنی زال کا بیٹا رستم آپ کی مضبوطی اور درست ضربوں کو دیکھتا تو آپ کی پاپوش چوم لیتا

سالہا لعب نماید فلک چوگاں قدر
تا چناں شہسوارے سوئے میداں آرد
از رہِ چستی و چالاکی اگر قصد کند
بدرے گوئے فلک در خمِ چوگاں آرد

marfat.com

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی طرح لڑائی کر رہے تھے کہ اتفاقاً آپ سباع بن عبد العزیٰ کے سر پر پہنچ گئے اور ایک ہی وار میں اُسے جہنم رسید کر دیا اور رجز خوان بہادروں کو للکارا مگر کوئی شخص بھی کفار قریش سے سامنے نہ آیا، جناب حمزہ غضبناک ہو کر کافروں کی صفوں میں گھس گئے اور شمشیر آبدار کے جوہر دکھاتے ہوئے اُن سب کو منتشر کر دیا، جناب حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس وقت اس قدر غصّے میں بھرے ہوئے تھے کہ آپ کو اپنی حفاظت اور گرد و پیش کے حملوں کی بھی کچھ پرواہ نہ تھی جبکہ وحشی اپنی کمین گاہ میں موقع کی تاک میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک جناب حمزہؓ گھوڑے پر سوار اُس کے سامنے آ گئے۔"

ایک روایت یہ ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس وقت پا پیادہ جنگ کرتے ہوئے واپس آئے تو آپ کا پاؤں ایک لاش سے اُلجھ گیا جس سے آپ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکے اور پُشت کے بل زمین پر گر گئے جس سے آپ کا شکم مبارک ننگا ہو گیا۔ اسی اثناء میں وحشی نے اپنی کمین گاہ سے برچھا تول کر آپ کی طرف پھینکا جو آپ کے جسم سے آر پار ہو گیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ دیکھنے کے لئے اُٹھے کہ اُن پر کس نے وار کیا ہے مگر زخم اس قدر کاری اور مہلک تھا کہ آپ وحشی کی کمینگاہ کی طرف بڑھنے کی بجائے لڑکھڑا کر منہ کے بل زمین پر گر گئے پھر سید الشہداء جناب حمزہ نے کلمہ شہادت پڑھا اور اُن کی جان عالم بالا کی طرف چلی گئی۔" انا للہ و انا الیہ راجعون۔

وحشی اور ہندہ

جناب حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دینے کے بعد وحشی اس انتظار میں بیٹھا رہا کہ کب لوگ وہاں سے دور جاتے ہیں، چنانچہ لوگ دور ہٹ گئے تو

marfat.com

وُہ اپنا حربہ لیکر آیا اور حضرت حمزہ کا پیٹ چاک کرکے کلیجہ باہر نکالا اور ہندہ کے پاس آگیا اور کہا کہ یہ تیرے باپ کے قاتل حمزہ کا کلیجہ ہے، ہندہ نے جناب حمزہ کا کلیجہ مُنہ میں ڈال کر دانتوں سے چبایا اور پھر زمین پر پھینک دیا، بعد ازاں اُس نے وحشی کو اپنے گلے کا ہار، بازو بند اور پازیب وغیرہ تمام زیور دیتے ہوئے کہا کہ میں مکّے میں جاکر تمہیں دس ہزار دینار سُرخ مزید بھی دُوں گی، پھر اُس نے کہا مجھے وہاں پر لے چل جہاں تُونے حمزہ کو شہید کیا ہے، چنانچہ وحشی اُسے حضرت حمزہ کی قتل گاہ میں لایا تو ہندہ نے چھُری نکال کر آپ کے کان، ناک اور دیگر کئی اعضاء کاٹ لئے اور اُن کا ہار پرو کر گلے میں ڈال لیا اور آپ کا مُثلہ کرکے خاک و خُون میں ڈال دیا۔

در خاک و خُون فتادہ روانے بود تنے
کُو در عزا بدُشمن دیں کارزار کرد
جانہا فدائے عَمِّ محمّد کہ در اُحد
جاں را برائے دینِ الٰہی نثار کرد

شیطان کی آواز کے مدینے میں اثرات

روایات میں آیا ہے کہ جب حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل ہو جانے کی آواز مدینہ منورہ میں پہنچی تو ایک بھی قرشیہ اور ہاشمیہ خاتون ایسی نہ تھی جو گریہ کُناں نہ ہوئی ہو، جبکہ پردہ نشینانِ حجراتِ طہارت اُحد کی طرف روانہ ہوگئیں حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اپنے حجرۂ مبارک کے دروازہ میں کھڑی تھیں کہ اُحد میں شکست کھاکر آنے والا ایک شخص وہاں سے گذرا آپ نے چاہا کہ اُس سے اپنے والدِ گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال پُوچھیں مگر حیا مانع ہوگیا اسی اثناء میں

marfat.com

محلے کے ایک شخص نے اُس ہزیمت خوردہ سے پُوچھا کیا خبر ہے! اُس نے کہا کیا پُوچھتے ہے،

احوالِ دردِ دُرونِ خانہ گفتن نتواں
خُون بردرِ آستانہ می بین بپرس۔

سیّدہ فاطمہ ؑ کی حالت زار

جناب سیّدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے یہ بات سُنی تو آپ کے سینے مبارک سے دھواں اُٹھ کر دماغ تک پہنچ گیا اور آپ کی آنکھوں سے سیل اشک جاری و ساری ہو گیا، آپ کو دُور دراز کے اندیشوں نے گھیر لیا اسی اثنا میں اچانک ایک دُوسرا شخص وہاں پہنچ گیا اور اُس نے کہا اے مسلمانو! خدا تمہیں صبر دے تمہارے پیغمبر شہید ہو گئے "

جناب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے یہ خبر سُنی تو آپ بے ہوش ہو گئیں وہاں پر موجود خواتین نے آپ کے چہرہ مبارک پر پانی کے چھینٹے دیئے یہاں تک کہ آپ کو ہوش آیا تو فریاد کرتے ہوئے کہا! ہائے ابا جان ہائے میری محبت کے مرکز، پھر آپ نے چادر عصمت میں خود کو چھپایا اور باب مدینہ سے باہر تشریف لے آئیں وہاں پر اُم المومنین جناب عائشہ صدیقہؓ، حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب اور حضرت اُمِ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنھنّ سے ملاقات ہو گئی اور یہ سب خواتین اُحد کی طرف روانہ ہو گئیں "

راوی کہتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے ایسی آہ ماری کہ اُحد کا کوئی شخص اُس کی سماعت کی تاب نہ رکھتا تھا، اور ایسا نالہ کیا کہ کوئی شخص اُس کے سُننے کی طاقت نہ رکھتا تھا،

marfat.com

ایں چہ آہ است کہ تا اَوجِ ثریا بَرود
کوہ اگر بشنود ایں نالہ ام از جا بَرود

جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا دو قدم چلتیں اور گر پڑتیں آپ میں نہ چلنے کی قوّت تھی اور نہ ٹھہرنے کی طاقت "

ایک ذیبانی عورت

اچانک وہاں پر بنی ذیبان کی ایک خاتون وہاں پر پہنچی اور اُس نے کہا! اے بنتِ خیر البشر آپ کہاں تشریف سے جا رہی ہیں؟

آپ نے فرمایا! میں اپنے والدِ محترم کے پاس جانا چاہتی ہُوں مگر چلنے کی قوّت نہیں رکھتی "

اُس عورت نے کہا اے سیدۃُ النساء آپ اس جگہ تشریف رکھیں میں جا کر اُحد سے آپ کے لئے خبر لاتی ہُوں، کیونکہ اگر آپ کے والدِ محترم نے آپ کو اِس حال میں دیکھا تو برداشت نہیں کر سکیں گے، جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا دیوار کے سامنے میں ٹھہر گئیں مگر آپ کے دلِ بے قرار کو قرار نہیں تھا۔ اور آپ پر اِس قدر غم و آلام کی حالت طاری تھی کہ جانِ عزیز فراق کے ہاتھوں میں گرفتار ہو گئی تھی

آں را کہ غمے چوں غمِ من نیست چہ داند
کز دستِ غمش دلِ بچہ شان میگذارند

پس حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا! اے بی بی جب تو میرے والدِ گرامیؐ کے جمالِ جہاں آراء کو دیکھے تو اُن کے حضور میں میرا سلام و نیاز عرض کرنا۔ اور میرے جس حال کا تو مشاہدہ کر رہی ہے لمحاتِ فرصت میں آپ کو بتا دینا۔

marfat.com

اے آفتاب من کہ شدی غائب از نظر — آیا شب فراق ترا کے بود سحر
اے نور چشم عالم و چشم و چراغ دل — بکشائے چشم رحمت و بر حال من نظر
نالم چو نے زغصہ و بادم بود بدست — سوزم چو شمع در غم و دودم رود بسر

وہ عورت چلی گئی۔ اور جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے قطرات اشک چہرے پر بہنے لگے، اور آپ نے کمال درد سے کہا: اے میرے ابا جان آپ میرے لئے غریبی لے آئے اور میرے جگر پر یتیمی کا داغ لگا دیا، کاش میری والدہ خدیجہؓ زندہ ہوتیں تو میری بے کسی اور یتیمی کے درد کی دوا کرتیں اور میری غربت و تنہائی کے زخم پر مرہم رکھتیں۔

قاصدہ کا بے مثال ایثار

ادھر جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا گریہ کناں تھیں اور اُدھر ذبیانیہ عورت لشکر گاہ میں پہنچ گئی اور جس کسی کو دیکھتی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال پوچھتی اس بی بی کا باپ، بھائی اور بیٹا بھی حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں لشکر اسلام کے ساتھ اس غزوہ میں شریک تھے۔

اتفاقاً اُس بی بی نے لشکر گاہ میں قدم رکھا تو دیکھا کہ اُس کا بھائی شہید ہو چکا ہے اور اُس جگہ خاک و خون میں ڈوبا پڑا ہے، اُس بی بی نے بھائی کی طرف سے نگاہیں پھیر لیں اور اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: میں جب تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روئے اقدس کی زیارت نہ کر لوں اس کی طرف دیکھنا حرام ہے وہاں سے چند قدم آگے بڑھی تو اُس نے اپنے باپ کو خاک و خون میں غلطیدہ دیکھا جو جام شہادت نوش کر چکا تھا، مگر وہ وہاں بھی نہ رکی، کچھ آگے بڑھی تو اُس نے دیکھا کہ اُس کا زخمی بیٹا موت و حیات کی کشمکش میں ہے اور اُس میں زندگی

marfat.com

کی کچھ رمق ابھی باقی ہے، اُس کے بیٹے نے اُسے دیکھ کر کہا امی جان آپ کا آنا مبارک ہے مجھے آپ کو دیکھنے کی آرزو تھی کچھ دیر میرے پاس بیٹھ جائیں تاکہ میں آپ کی باتیں سنوں اور آپ کی زیارت کروں۔

دم جان داد نست و وعدۂ دیدار می باید،
اگرچہ بر تو دشوار است بارے برمن آسان کن

اُس خاتون نے کہا! اے ماں کے پیارے اور اے ماں کے شہید ماں تیری جدائی میں روتی ہے اور تیرے اشتیاق کی آگ میں جلتی ہوئی ہے مگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کو ایک جگہ بٹھا کر اُس کے باپ کے حال کی خبر لینے آئی ہوں میں ابھی حضور سیدِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات سے بے خبر ہوں اور جنابِ فاطمہؓ میرا انتظار کر رہی ہیں۔ بیٹے! ماں کو اِس وقت معذور جان کیونکہ میں اِس وقت تیرے پاس بیٹھنے کی قوت نہیں رکھتی پھر اُس بی بی نے بیٹے کو بھی اُس کے حالات پر چھوڑ دیا اور کوہِ اُحد پر اُس مقام تک پہنچ گئی جہاں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار سے باہر آکر کھڑے تھے اور صحابہ کرام آپ کے گرداگرد صف آرا تھے۔

وہ خاتون آگے بڑھی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں گر گئی اور کہا یا رسول اللہ میرا باپ، بھائی، بیٹا، جد و قبیلہ اور تمام اقربا آپ پر قربان ہیں آپ کی بیٹی فاطمہؓ کا سلام لیکر حاضر ہوئی ہوں اور اُس کا تمام حال آپ کے گوش گذار کرنا چاہتی ہوں۔

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری بیٹی اس وقت کہاں ہے؟ اُس بی بی نے جناب فاطمہ سیدۃ النساء سلام اللہ علیہا کا تمام حال بالوضاحت آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

marfat.com

حضورِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے فرمایا! فوراً واپس جا کر میری زندگی کی خوشخبری سُنا اور بلاتاخیر اُسے میرے پاس لے آ۔ اُس خاتون نے جنابِ بتولؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سلامتی کا مژدہ سُناتے ہوئے کہا! خدا کی قسم میں نے آپ کے والدِ گرامی کو کھڑے دیکھا اور آپ کے سر پر پرچمِ اسلام سایہ فگن تھا۔"

باپ بیٹی کی ملاقات ایثار کا انعام

جنابِ فاطمۃ الزہراؑ نے فرمایا مجھے ابھی میرے والدِ گرامی کے حضور میں پہنچا دے اور مجھے خوشخبری سُنانے کا صلہ وصول کر چنانچہ وہ خاتون جنابِ سیدہؑ کے آگے آگے چلتی ہوئی کوہِ اُحد پر پہنچ گئی۔

حضورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنابِ فاطمہؑ کو دیکھا تو جلدی سے اُن کے پاس آئے اور اُنہیں آغوش میں لے لیا، جنابِ سیدہؑ بہت زیادہ رو رہی تھیں حضور علیہ الصلواۃ والسلام اُنہیں تسلی دیتے ہوئے خود بھی اشکبار ہو گئے۔"

جنابِ سیدہ بتول علیہا السلام نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ میں نے اِس عورت سے خوشخبری سُنانے کے انعام کا وعدہ کر رکھا ہے! آپؐ نے اُس عورت سے پوچھا تو فاطمہؑ سے کس انعام کی توقع رکھتی ہے؟

اُس خاتون نے عرض کی! میں اِس بات پر نگاہ رکھتی ہوں کہ جنابِ بتولؑ قیامت کے دن میری دستگیری فرمائیں اور مجھے فراموش نہ کریں! جنابِ سیدہؑ نے اپنے والدِ گرامی کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہؐ! آپ گواہ ہو جائیں کہ میں قیامت کے دن بغیر اِس کے جنت میں نہیں جاؤں گی۔ اُس عورت نے یہ مژدہ سُنا

marfat.com

اُس کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو آ گئے اور اُس نے کہا یارسول اللہ مجھے اجازت عطا فرمائیں تاکہ اپنے شہیدوں کو ایک نظر دیکھ لوں، حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُسے اجازت مرحمت فرمادی

رسولِ رحمت جنابِ حمزہ کی لاش پر

بعدازاں آپ نے صحابہ کرامؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا! میرے چچا حمزہؓ اِس وقت کیا کر رہے ہیں اور اُن کا کیا حال ہے؟ آپ کا فرمان سُن کر حضرت حارث بن صمہ جناب حمزہؓ کی تلاش میں روانہ ہو گئے اُن کی واپسی میں دیر ہو گئی تو حضرت علی مرتضیٰؓ بھی اُن کے پیچھے چلے گئے اور جا کر دیکھا کہ حضرت حارث حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سرہانے کھڑے ہیں، جنابِ حیدرِ کرار نے جنابِ حمزہ کا حال دیکھا تو روتے ہوئے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اُن کے حال کی خبر دی

آہ ایں چہ خبر بُود کہ دِل ہا ہمہ خون شُد
جاں ہا ہمہ سوخت و دیدہ ہا جیحون شُد

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہاں سے اُٹھے اور بنفسِ نفیس اپنے بزرگ چچا حضرت حمزہ کے پاس تشریف لے گئے اور جب اُن کی لاشِ مبارک کو کٹا پھٹا اور مُثلہ کیا ہوا دیکھا تو آپ شدید غمزدہ اور اندوہناک ہو گئے اور آپ کی آنکھوں سے اشکوں کی برسات ہونے لگی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے اِس لئے کہ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے چچا بھی تھے اور رضاعی بھائی بھی"

marfat.com

حضرت صفیہ کی آمد

اسی اثنا میں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی اور جناب حمزہؓ کی ہمشیرہ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلبؓ بھی میدانِ اُحد میں تشریف لے آئیں آپ نے اُنہیں دُور سے دیکھا تو اُن کے بیٹے زبیرؓ کو فرمایا جاکر اپنی والدہ کو واپس کر دے تاکہ وُہ یہاں آکر اپنے بھائی کو اس حال میں نہ دیکھے ہو سکتا ہے وُہ اس صُورتِ حال کو برداشت نہ کر سکے اور بہت زیادہ بے صبری اور ناشکیبائی کا مظاہرہ کر بیٹھے۔

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی والدہ مکرمہ سلام اللہ علیہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی آپ کہاں آگئیں، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواہش ہے آپ واپس چلی جائیں۔

حضرت صفیہ بنت عبدالمطلبؓ نے فرمایا بیٹے میں سُن چکی ہوں کہ میرے بھائی حمزہؓ کو شہید کر دیا گیا ہے اور اُن کے اعضاء کاٹ دیئے گئے ہیں اور میں جانتی ہوں کہ میرے بھائی نے یہ بلائیں اور مصیبتیں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اُٹھائی ہیں، اور میں اُنہیں دیکھنے کے لئے آئی ہوں ہو سکتا ہے اُنہیں دیکھ لُوں تو خدا مجھے بھی صبر عطا فرما دے اور میں اُس کی رضا کی دولت حاصل کرُوں،

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واپس آکر اپنی والدہ کی گفتگو من وعن حضُور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دی تو آپؐ نے اُنہیں اجازت عطا فرما دی تاکہ بھائی کو دیکھ کر اناللہ وانا الیہ راجعون کا ورد کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ سے اُس کے لئے بخشش طلب کریں، مگر آپؐ کا اپنا یہ حال تھا کہ آنسوؤں کا سیلاب رُکتا ہی نہیں تھا چنانچہ آپ کے گریہ میں حضرت صفیہؓ اور حضرت فاطمہؓ

marfat.com

کا رونا بھی شامل ہوگیا۔

پہلی بڑی مصیبت

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب حمزہ کی لاش کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ما اصاب بشک ابدا میں نے تجھ جیسی مصیبت کبھی کسی کی نہیں دیکھی یعنی کسی شخص کی مصیبت اسکے برابر نہیں اور یہ لازمی امر ہے کہ مصیبت میں گریہ و بکا کا ظہور ہو۔

ہنگام چنیں مصیبت اے دل ، کو نالہ وآہ و بے قراری
اے دیدہ تو اشک ہائے خونیں از بہر کدام روز داری

بعد ازاں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمۃ و صفیہ سلام اللہ علیہا کو فرمایا! تہمیں بشارت ہو کہ مجھے جبریلؑ نے آکر بتایا ہے ! اہلِ آسمان کے درمیان حمزہ کا نام اللہ ورسول کا شیر لکھا گیا ہے۔

شہیدوں کی نماز جنازہ

بعض روایات میں آیا ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہدائے اُحد کی نماز جنازہ پڑھی، چنانچہ سب سے پہلے آپ نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نمازِ جنازہ پڑھی بعد ازاں ہر شہید کو وہاں لایا جاتا اور اس پر نماز پڑھتے

ستّر بار نماز جنازہ

نور الائمہ خوارزمی میں روایت آئی ہے کہ سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاندان اہلبیت کے دوسرے شہید ہیں اور امام حسین اس خاندان کے آخری

marfat.com

شہید ہیں جن کے لئے حضور رسالتمآب صلی اللہ وآلہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ ان کے ساتھ ستر افراد شہید ہونگے اور کوئی اُن بیکسوں کی نماز جنازہ پڑھنے والا نہیں ہوگا، اور خیر البشر صلوات اللہ وسلامہ علیہ نے ستر بار نماز جنازہ ادا کی ایک حضرت حمزہ کے لئے اور باقی شہداء کربلا کے لئے تاکہ اللہ جل شانہ، اس نماز کا ثواب شہدائے کربلا کی ارواح کو پہنچائے جبکہ شہداء کرام کی شہادت کا اجر و ثواب از خود حد و حساب سے باہر اور حصر و شمار سے افزوں ہے۔

روایت میں آیا ہے کہ جب کوئی شہید زمین پر گرنے لگتا ہے تو حُور العین اُس کا سر آغوش میں لینے کے لئے اُس کے سرہانے کھڑی ہوتی ہے۔

وقتِ غزا تیغ زنانِ غیور
جان کہ کنند از تنِ مردانہ دُور
نے زپے جاہ زیادت کنند
کز پے اعلائے شہادت کنند
لاجرم آن تیغ کہ بر سر خورند
شربتے از چشمۂ کوثر خورند

غریبوں پر رونے والا کوئی نہیں

راوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! حمزہؓ کو ایسے ہی اُن کے خون میں لباس میں دفن کیا جائے اور بعد ازاں آپ اُحد سے واپس مدینہ منورہ میں تشریف لے آئے۔ آپ نے مدینہ منورہ کے اکثر گھروں سے رونے کی آواز سُنی مگر حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر سے رونے کی آواز نہ آئی تو آپ نے فرمایا! اس شہر میں حمزہؓ پر رونے والی کوئی عورت نہیں، یعنی وہ غریب

marfat.com

ہیں اور غربت کے عالم میں ہونے والوں پر شفقت کرنے والے اور اُن پر رونے والے کم ہوتے ہیں، غریبوں کا حال عجیب ہے اور ہر جگہ غریب کے نصیب میں درد و الم ہے،

کہتے ہیں کہ دو افراد کے لیئے دو وقت حسرت کے ہوتے ہیں، اول یتیم کی صُبح کیونکہ جب وُہ جاگتا ہے تو اُسے باپ کی صُورت نظر نہیں آتی اور دوسرا حسرت کا وقت غریب کی شام ہے کہ وُہ جس طرف دیکھتا ہے اُسے کوئی آشنا نظر نہیں آتا

نماز شام غریباں چوں گریہ آغازم
بمویہ ہائے غریبانہ قصہ پردازم
بیاد یار و دیار آں چناں بگریم زار
کہ از جہاں رہ و رسم سفر براندازم

حضرت حمزہ پر رونے والیاں

القصہ جب انصارؓ نے سُنا کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اِس شہر میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رونے والے نہیں ہیں تو اُنہوں نے گھروں میں جا کر اپنی عورتوں سے کہا کہ پہلے جناب حمزہ کے گھر جا کر اُن کے لیئے روئیں اور بعد میں اپنے گھر آ کر اپنے شہیدوں کے لئے روئیں، چنانچہ انصار کی تمام عورتیں نصف شب تک حضرت حمزہ کے گھر جا کر اُن پر روتی رہیں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اچانک بیدار ہوئے تو آپ نے حضرت حمزہ کے گھر سے رونے آواز سُن کر پُوچھا یہ کیسی آواز ہے؟ عرض کی انصار کی عورتیں آپ کے چچا پر روتی ہیں، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم پر تمہاری اولاد پر اور تمہاری اولاد کی اولاد پر خوش ہو

marfat.com

آسمان کے سرخ آنسو

اے عزیزا واقعہ کربلا پر غور کر کہ حضرت امام حسین علیہ السلام، اُن کی اولاد اور اُن کے ساتھی غریب الدیار تھے اور اس صحرا میں کوئی اُن پر رونے والا نہیں تھا لہٰذا یقیناً آسمان اُن پر روتا ہوگا،

محی السنۃ امام بغویؒ حضرت سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے معالم التنزیل میں روایت نقل کرتے ہیں کہ جب امام حسین علیہ السلام شہید کئے گئے تو آسمان رو پڑا اور آسمان کا یہ گریہ اُس کے کناروں کی شفق بن گیا۔

ثعلبی نے محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے پہلے آسمان پر شفق کی سرخی ظاہر نہ ہوتی تھی اور یہ سرخی بعد از شہادت حسینؑ ظہور میں آئی ہے۔

اِس سرخی شفق کہ بریں چرخِ بے وفاست
ہر شام عکس خونِ شہیدانِ کربلاست

خونِ حسینؑ کے اثرات

شواہد النبوت میں روایت آئی ہے کہ جناب معمر اور زہری رحمہما اللہ عبدالملک بن مروان کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے اُن سے عبدالملک کے بیٹے ولید نے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ امام حسین علیہ السلام کے قتل کے روز بیت المقدس کے پتھروں کا کیا حال تھا؟

جناب زہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ بیت المقدس اور اُس کے نواح میں کوئی پتھر ایسا نہ تھا جس کے نیچے اُس روز تازہ خون نہ پایا گیا ہو

marfat.com

اور دوسرے کی روایت ہے کہ جب حضرت امام حسینؑ شہید ہوئے تو آسمان سے خون کی بارش ہوئی اور ہماری ہر چیز خون ہو گئی اور چند روز تک آسمان ہمیں ایسے نظر آتا رہا جیسے خون میں ڈوبا ہوا ہو،

فرشتوں کی امداد مسترد کر دی

عیون الرضا میں ریان بن شبیب سے روایت بیان کی گئی ہے کہ سلطان دامام علی بن موسیٰ رضا علیہ التحیۃ والسلام نے اُسے فرمایا اے ابن شبیب! جب میرے جدِّ امجد امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا گیا تو آسمان نے خون برسایا اور اُس کے کناروں سے سُرخ مٹی زمین کی طرف پہنچی، اے ابن شبیب! بے شک آسماں سے چار ہزار فرشتے اُن کی امداد کے لئے زمین پر آئے مگر اُنھوں نے فرشتوں کو اجازت نہ دی تو وہ فرشتے اُن کے روضۂ اقدس اور مزارِ اطہر پر قیام پذیر ہو گئے اور قیامت تک پریشان زُلفوں اور گرد آلود چہروں کے ساتھ اُن پر روتے رہیں گے

اندریں ماتم ملائک دم بدم بگریستہ — جن وانس علوی وسفلی زغم بگریستہ
کُرسی از جا رفتہ وسدرہ در اُفتادہ زپائے — عرش نالہ گشتہ ولوح وقلم بگریستہ
مہرِ عالمتاب با سوزِ جگر نالیدہ زار — پیرِ گردوں ہر زماں بالپشتہ خم بگریستہ
زین عزا بہرِ رضائے خواجۂ رکن ومقام — نالہ کردہ زمزم وبیت الحرام بگریستہ
حورِ عین بہرِ رضائے فاطمہؑ در باغِ خلد — بر شہیدِ بادیہ با صد الم بگریستہ

خاندانِ مصطفٰےؐ کے تیسرے شہید

خاندانِ اہلبیت کے تیسرے شہید حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بھائی حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، حضرت جعفر مسلمانوں کو پہلی ہجرت

marfat.com

کے موقعہ پر صحابہ کرام کو ساتھ لیکر حبش میں گئے تھے اور حبش کا بادشاہ نجاشی آپ کے ہاتھوں پر مسلمان ہوا تھا، آپ فتح خیبر کے روز حبشہ سے واپس تشریف لائے اور خیبر میں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی آپ نے انتہائی شادمانی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا ہم فیصلہ نہیں کر پاتے کہ ہمیں فتح خیبر کی زیادہ خوشی ہے یا جعفرؓ کے آنے کی، آپ حضرت جعفر سے بہت زیادہ محبت فرماتے تھے، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جعفر کو فرمایا تم خلق و خُلق میں ہمارے ساتھ مشابہ ہو اور یہ اُن کی شان میں انتہائی شرف ہے۔

روایات میں آتا ہے کہ ہجرت کے آٹھویں سال حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شرجیل غسانی کی طرف ایک لشکر بھیجا جس میں حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے، لشکر اسلام شام کے علاقہ میں بلقا کے قریب موتہ کے مقام پر پہنچا تو وہاں پر شرجیل غسانی پیادہ اور سواروں پر مشتمل ایک لاکھ سے بھی زیادہ سپاہیوں کا لشکر لے کر مقابلہ میں آگیا جبکہ لشکر اسلام تین ہزار مجاہدین پر مشتمل تھا، باوجود اس کے پاکیزہ فطرت اور راسخ العقیدہ مجاہدین اسلام کو دشمنوں کی کثرت کی کچھ پرواہ نہیں تھی چنانچہ انہوں نے دست اعتصام دامن توکل میں استوار کیا، ثبات قدم کو وقار کی رکاب میں ڈالا اور عنان اختیار مشیت پروردگار کے سپرد کر دی

در دست ما چو نیست عنان ارادتے
بگذاشتیم تا کرم اُو چہ می کند

پرچم اسلام کی حفاظت

بہرکیف! مجاہدین اسلام مردانہ وار میدان کارزار میں کافروں کے مقابلہ

marfat.com

میں آ گئے دورانِ جنگ پرچم بردارِ اسلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ شہید ہوگئے پرچم اسلام کو حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے تھام لیا اور پاپیادہ ہو کر گھوڑے کو نیچے کر دیا اسلام میں یہ پہلا گھوڑا ہے جسے پے کیا گیا، حضرت جعفر پوری شجاعت اور بہادری کے ساتھ جنگ کر رہے تھے کہ کسی نے آپ کے دائیں ہاتھ پر تلوار ماری جس سے آپ کا دایاں ہاتھ کٹ گیا آپ نے اسلام کا علم بائیں ہاتھ میں تھام لیا جب بایاں بھی کٹ گیا تو آپ نے علم کو کٹے ہوئے بازوؤں میں تھام لیا اور ایک رومی شخص نے آپ کو مزید زخمی کر دیا تو آپ زمین پر گر پڑے۔

دو پروں والے

اخبارِ صحاح میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ جلّ شانہٗ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اہلِ موتہ کے انکشافِ احوال کے لئے زمین کے حجاب رفع کر دیئے تاکہ آپ وہاں کے حالات حسب سے لوگوں کو آگاہ کریں چنانچہ آپ نے فرمایا: زید بن حارثہ نے علم اُٹھایا اور جامِ شہادت نوش کر لیا پھر جعفر بن ابی طالب نے پرچمِ اسلام اُٹھایا تو وہ بھی مرتبہ شہادت پر فائز ہوگیا، اُس سے ابن رواحہ نے علم لیا تو وہ بھی شہید ہوگیا آپ یہ بات ارشاد فرما کر رونے لگے اور آپ کا چہرۂ اقدس آنسوؤں سے تر ہوگیا۔

پھر فرمایا: جعفر بہشت میں پہنچا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُسے کٹے ہوئے بازوؤں کے صلہ میں یاقوتِ سُرخ کے دو پر عطا فرما دیئے تاکہ جہاں اُس کا جی چاہے اُڑ کر چلا جائے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضور رسالتمآب صلی

marfat.com

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہم نے جعفرؓ کو جنت میں فرشتوں کی طرح پرواز کرتے ہوئے دیکھا، ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ نے جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنت میں طائران جنت کی طرح اُڑتے ہوا دیکھا اسی وجہ سے انہیں جعفر طیار کہا جاتا ہے، حضرت علی علیہ السلام نے اپنے شعر میں فرمایا ہے

وجعفر الذی یضحی ویمسی

یطیر مع الملائکۃ ابن امی

یعنی حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرشتوں کے ساتھ صبح شام پرواز کرتے ہیں اور وہ میری ماں کے بیٹے ہیں"

بعض قصوں میں آیا ہے کہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس جنگ میں سامنے کی طرف کی پچاس زخم آئے تھے نیز دوران جنگ میں کافروں نے آپ کی جس سطوت وہیبت کا مشاہدہ کیا تھا اُس کے پیش نظر انہیں ہمت نہ پڑتی تھی کہ آپ کی لاش کے قریب جاکر اُن کا سر کاٹ لیں چنانچہ وہ لوگ جمع ہوکر آپ کی لاش کے پاس گئے اور دور سے اُن کے جسم کو نیزے میں پروکر اُٹھالیا، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں منبر پر بیٹھے ہوئے اس تمام حال کا مشاہدہ کر رہے ہے جب کافروں نے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسم اطہر نیزے میں پروکر اُوپر اُٹھایا تو آپ نے جانب فلک رخ اقدس اُٹھا کر کہا! الٰہی میرے چچا کے بیٹے کو رسوا نہ کرنا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت جعفر کو اُسی وقت دو پر عطا کر دیئے یہاں تک کہ آپ کافروں کے نیزہ کی نوک سے پرواز کرتے ہوئے بہشت بریں میں پہنچ گئے اسی وجہ سے آپ کو طیار کہتے ہیں اور صحابہ کرام جب بھی اُن کے بیٹے کو سلام کرتے تو کہتے السلام علیک یا ابن ذا الجناحین ، یعنی اے دو پروں والے کے بیٹے تجھ پر سلام ہو۔

marfat.com

غمِ جعفر طیارؓ میں اشکباری

منقول ہے کہ جب حضورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حال کا مشاہدہ کیا تو اُن کے گھر جا کر اُن کی بیوی حضرت اسماء بنت عیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا جعفر کے بچے کہاں ہیں اُنہیں میرے پاس لے آ، حضرت اسماء نے بچوں کو پیش کیا تو آپ نے اُنہیں گود میں لے کر چوما اور پیار کیا پھر آپ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، حضرت اسماءؓ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ تو جعفرؓ کے بیٹوں سے اِس طرح پیار کرتے ہیں جس طرح یتیموں کو نوازا جاتا ہے اور آپ نے ان سے وہ معاملہ کیا ہے جو باپ کا سایہ اُٹھ جانے والوں کے ساتھ کیا جاتا ہے، کیا جعفر کی کوئی خبر آئی ہے؟

آپ نے فرمایا! ہاں جعفر شہید ہو گئے ہیں،

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ سُنا تو بے خُود ہو کر فریاد و فغاں کرنے لگیں، اُن کی آواز سُن کر وہاں پر عورتیں جمع ہو گئیں اور سب نے مل کر رونا شروع کر دیا حضورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُنہیں تسلّی دی اور صبر کی تلقین فرمائی

روایت میں آیا ہے کہ حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہاں سے باچشمِ تر سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے گھر تشریف لے آئے اور دیکھا کہ جناب فاطمہؑ روتی ہوئی فریاد کر رہی ہیں ہائے چچا جان، حضورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے اگر رونا ہے تو رو مگر اُس طرح جبطرح جعفر پر رویا گیا تھا،

حیران شدہ ام کہ در غمت چوں گریم
از ابرِ بہار بارے افزوں گریم
گر دیدہ ز بہرِ دیگراں گرید آب
بہرِ تو من خستہ جگر خوں گریم

marfat.com

عبداللہ بن جعفر کے لئے دُعا

حضرت عبُداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور رسالتماٰب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میرے باپ کی تعزیت کے لئے تشریف لانا مجھے اچھی طرح یاد ہے آپ نے اُس وقت میرے اور میرے بھائی کے سر پر ہاتھ رکھ کر ہمیں بوسہ دیا تھا اور آپ کی آنکھوں سے اشکوں کا سیلاب جاری تھا جس سے آپ کی ریش مبارک بھیگ گئی تھی اور آپ نے خُداتعالیٰ سے دُعا کی تھی الٰہی جعفر کو بہترا جر عطا فرما اور اُس کی اولاد میں سے کسی ایک کو اُس کا بہترین خلیفہ بنا اس واقعہ کے تیسرے دن بعد حضور رسالتماٰب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوبارہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور اُس کے بیٹوں کو نوازتے ہوئے اُنہیں گود میں لیکر پیار کیا بعد ازاں حجام کو بلا کر اُن کے سروں کے بال اُتروائے اور فرمایا محمد بن جعفر میرے چچا ابو طالب کی شبیہ ہے اور عون بن جعفر صُورت وسیرت میں اپنے باپ سے مشابہ ہے اور عبداللہ بن جعفر کو دُعائے خیر میں مُقدم رکھا۔

میں اِن کا مددگار ہُوں

روایت میں آیا ہے کہ حضرت جعفر کے بچوں کی والدہ اُن کی یتیمی اور بیکسی پر رو رہی تھیں، حضور رسالتماٰب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے فرمایا کیا تو جعفر کے بیٹوں کے سلسلہ میں خوفزدہ اور پریشان ہے حالانکہ ان کے دنیا و آخرت کے اُمور میں مَیں اِن کا دوست و مددگار اور متوّلی ہوں''

حضرت جعفرؓ کے سات بیٹے تھے اِن سب سے چھوٹے عون اور محمد تھے جو اپنے چچا زاد بھائی حضرت امام حسینؑ کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے چنانچہ ان کے حالات کا تذکرہ اس کے بعد درد وغم میں ڈوبے ہوئے کربلا کے واقعہ میں کیا جائے گا

ہر جا کہ ذکرِ واقعۂ کربلا رَوَد — سوراخ می شود دلِ ما چوں گلِ عین

بر اہلِ بیت ایں ہمہ جور و جفا رود — آخر روا بوَد کہ ز سنگیں دلانِ شام

marfat.com

ابتلائے مصطفٰے بیٹے کی جدائی

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک آزمائش آپ کے بیٹے حضرت ابراہیم سلام اللہ علیہ کی وفات ہے۔ حضرت ابراہیمؑ ذی الحجہ ۸ ہجری کو مدینہ منورہ میں اُم المومنین حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطنِ اطہر سے پیدا ہوئے اُن کی ولادت کے وقت اُن کی والدہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آزاد کردہ کنیز حضرت سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں اُنہوں نے اپنے شوہر ابورافع کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ماریہ کے بطن سے بیٹا دیا ہے اُس کے شوہر نے یہ خوش خبری حضور علیہ الصلواۃ والسلام کو سنائی تو آپ نے اِس بشارت کے سنانے کے صلہ میں ابورافعؓ کو بھی آزاد کر دیا اور اُسی رات کو آپ نے اپنے بیٹے کا نام ابراہیمؑ رکھا۔

اِسی اثناء میں حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کی خدمت میں آکر کہا! یا اَبَا ابراہیم آپ پر سلام ہو۔ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت ابراہیمؑ کی ولادت پاک کی بے حد خوشی ہوئی اور آپ نے اُن کے لئے دایہ مقرر کر دی حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک سال چھ ماہ تک زندہ رہے اور ہجرت کے دسویں سال اُن کا وصال ہو گیا حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے فراق میں شدید غمزدہ اور اندوہناک ہو گئے۔

صحیح روایت کے مطابق جب آپ کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت ابراہیمؑ پر نزع کا عالم طاری ہے تو آپ اُن کی دایہ کے پاس تشریف لے گئے اُس وقت حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے حضرت ابراہیمؑ اپنی والدہ کی آغوش میں تھے آپ نے اُن سے اپنی گود میں لے کر بیٹے کی حالت دیکھی تو آپ

marfat.com

کی چشمان مبارک سے آنسو رواں ہو گئے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ آپ روتے ہیں؟ جبکہ آپ نے میت پر رونے سے منع فرمایا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا! اے ابن عوف ہم نے بال نوچنے، کپڑے پھاڑنے اور منہ پیٹنے سے منع کیا ہے آنسو تو رحمت ہیں اور جو شخص رحم نہیں کرتا اُس پر رحم نہیں کیا جاتا، اُسی وقت آپ نے بیٹے کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا! اے ابراہیم یہ نہ ہوتا مگر موت امر حق ہے اور آخرت کا وعدہ سچا ہے اور ہم عنقریب سب سے پہلے تجھ سے ملاقات کریں گے بے شک ہم تیری موت سے بہت زیادہ غمزدہ ہیں اُس وقت آپ نے مزید فرمایا! آنکھ تیرے فراق میں روتی ہے اور دل تیرے غم میں اندوہناک ہے مگر ہم وُہی بات کہتے ہیں جو ہمارا پروردگار پسند کرتا ہے،اور اے ابراہیم بے شک ہم تیرے فراق میں محزون و غمزدہ ہیں،

العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا ما یرضی ربنا وانا بفراقک یا ابراھیم لمحزونون

اور کیسے کوئی شخص اپنے جگر گوشہ کے فراق میں غمزدہ نہیں ہوگا جب کہ بیٹا اپنے والدین کا جزو ہے اور اگر جزو کٹے گا تو کل کو بہر حال تکلیف پہنچے گی

دل زپیوند کساں بر داشتن آساں نہ بُود
لیک از پیوند جاں خود بُریدن مشکل است

نواسے پر بیٹا فدا کر دیا

شواہد النبوۃ اور سیرت کی دوسری کتابوں میں مذکور ہے کہ ایک روز حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے امام حسین علیہ السلام کو دائیں زانو پر اور اپنے بیٹے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بائیں زانو پر بٹھا رکھا تھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر آپ کی خدمت میں عرض کی اے اللہ کے حبیب اللہ تعالےٰ نے

marfat.com

ان دونوں کو آپ کے لئے جمع نہیں کیا اور ان دونوں میں سے ایک کو واپس لے لے گا آپ کو اختیار ہے جسے چاہیں اُسے اللہ تعالیٰ اپنے جوارِ رحمت میں لے جائے، حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر حسینؑ کا انتقال ہو گیا تو میری جان بھی جلے گی، علیؑ کا دِل بھی ملول ہو گا اور فاطمہؑ کا جگر بھی زخمی ہو گا اور اس کے بھائی حسنؑ کو بھی غم واندوہ پہنچے گا اور اگر ابراہیمؑ خدا کے پاس جاتا ہے تو اس کا زیادہ غم والم میری جان پر ہو گا اور میں ان کے غم پر اپنا غم اختیار کرتا ہوں چنانچہ اس واقعہ کے تین دِن بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ کو داغِ مفارقت دے گئے"

بعد ازاں حضرت امام حسین علیہ السلام جب کبھی بھی آپ کے پاس آتے آپ انہیں چوم کر فرماتے اُس شخص کے لئے مرحبا جس پر میں نے اپنے بیٹے ابراہیم کو فدا کیا ہے پس ایسے شخص کے ساتھ کسی کا بُرا سلوک کرنا کس طرح جائز ہو گا۔

کنز الغرایب میں آیا ہے کہ ایک روز حضرت امام حسین علیہ السلام حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے اور گھر جانا چاہتے تھے کہ بارش آگئی آپ نے امام حسینؑ کی طرف دیکھا اور انہیں غمزدہ دیکھ کر فرمایا اے میری جان تو کیوں ملولِ خاطر ہے، امام حسین نے عرض کی! نانا جان میرا دِل امی جان اور بھائی جان کی طرف کھنچ رہا ہے میں انہیں دیکھنا چاہتا ہوں اور بارش مجھے جانے نہیں دیتی؛

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُعا فرمائی تو اُسی وقت بارش رُک گئی اور حسینؑ گھر کو چلے گئے، حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے جگر گوشہ کے لئے بارش کے قطرے برداشت نہیں کرتے تو اُس کے نازک جسم پر زہر آلود تیروں کی بارش کس طرح برداشت کر سکتے ہیں،

گُل برگ سینہ از دے آسیب خار تیز — مانند جیب غنچہ شدہ چاک اے دریغ
از خاک سرو ناز بر آید کشیدہ قد — سرو قدش فرو شدہ در خاک اے دریغ

marfat.com

دیدند غرقِ خونِ رخِ اُو را ملائکہ
گفتند در صوامعِ افلاک اے دریغ

ہائے افسوس و درد کہ یہ درد و غم تا قیام قیامت درمندانِ حسین میں باقی رہے گا ہر سال جب عاشورہ کا چاند آئے گا حسین کے عزاداروں کے درد پر درد بڑھتا رہے گا حق سبحانہ، تعالیٰ غم دوستاں کو آخرت کی خوشی گردانتا ہے یہاں تک کہ امام عالی مقام حضرت امام حسین کی روحِ مقدس اور تمام شہداء ہم پر خوش ہو جائیں

یارب نظرِ لطف عطا کن مارا
داریم دلِ خستہ دوا کن مارا
ہر چند گنہگار و پریشاں حالیم
در کارِ شہیدِ کربلا کن مارا

marfat.com

باب سوم

حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک

marfat.com

منزل ہے مقام نہیں

دُنیا کے عاقلوں کے نفیس طبائع اور بُزرگ انسانوں کے مُصفّا ضمائر پر یہ بات روشن اور واضح ہے کہ انسانوں کی زندگی مستعار اور ان کی اساس عمر انتہائی ناپائیدار ہے، راتیں اور دِن عُقبٰے کے طویل سفر کے مسافروں کی منزلیں ہیں، مہینے اور سال زندگی کے صحرائے عُمیں سے گذرنے والوں کے کوچ کرنے کے مقامات ہیں، آبادیٔ عالم کے میدان میں چشمے کی بنیاد دھوکا اور سراب ہے، آسمانِ نیلگوں کی حدُود محدُود منزلِ وداع ہے۔ زمانے کی بساطِ بسیط فریب گاہِ فنا ہے آرام گاہ بقا نہیں، غرُور فریب دینے والا ہے منزل نہیں، خوشی پُل کو پار کر لینے میں ہے، نظارۂ محلات میں نہیں، مقام خوف قرار کی جگہ ہے قرار کرنے کی نہیں، ہلاکت گھات لگانے کی جگہ میں ہے کھلی جگہیں ٹھہرنے سے نہیں، پاکیزگیاں اس جگہ سے گذرنے کے مرحلے اور نیکیاں اس مقام سے سفر کی منزلیں ہیں"

marfat.com

گنجِ اماں نیست دریں خاکداں
مغز و فانیست دریں استخواں
آنچہ دریں مائدہ خرگہی ست
کاسہ آلودہ و دست تہی ست
ہر کہ ازو دید دہانش بدوخت
وانکہ ازو گفت زبانش بسوخت

پھولوں کے ساتھ کانٹے بھی ہیں

اے عزیز اس جہان کا پھول کانٹے کا ساتھی ہے اس کا انگور خمار کے قریب ہے، اس کی خوشی رنج سے پیوستہ ہے اس کا عیش طیش سے بندھا ہوا ہے اس کی راحت زحمت کے ساتھ اور اس کی محبت مصیبت کے ساتھ ایک گھر میں رہتی ہیں، اس کی قربت کا کاشانہ کرب کے ساتھ ملا ہوا ہے اس کی مسرت مضرت کے ساتھ آتی ہے اس کی مہربانی کے پیالے ساتھ قہر کا نیش ہوتا ہے اس کے تریاق کا اثر زہر کے فر میں ملوث ہوتا ہے اس کا دفاق نفاق کے ہمراہ تحریر ہے اس کا اتفاق فراق کے ساتھ ہے اس کی عشرت عسرت کے بغیر وجود نہیں پاتی اور اس کی فرحت بغیر اندوہ و غم کے وقوع پذیر نہیں ہوتی "

جہاں را ہر گلے بر نوکِ خاریست | خزانے از پئے ہر نوبہاریست
وصالِ غنچہ بے خارِ جفا نیست | چراغِ لالہ بے بادِ فنا نیست
جہاں گر گنج دارد مار با اوست | وگر خرما نماید خار با اوست
گر از وے لطف جوئی قہر یابی | وگر تریاق خواہی زہر یابی

نہ سروے در چمن بینم نہ شمشاد
کہ آں از آرۂ دہر است آزاد

marfat.com

چمن میں کون سا سیدھا سروِ اونچا ہوا ہے جس کی چوٹی اور شاخوں کو موت کے آرے سے بغیر کر زمین ہلاکت میں نہیں ڈالا گیا اور کون سی سرسبز شاخ ہے جس نے گلشنِ حیات میں نشو ونما پائی اور اُسے موت کے تیشے نے جڑ سے کاٹ نہ دیا

کدامیں سرو را داد اُو بلندی
کہ بازش خم نکرد از دردمندی

جس کسی نے بھی دروازۂ عدم سے صحرائے وجود میں قدم رکھا یقیناً اُسے فنا کے راستے باہر جانا پڑا اور جس کسی نے کشورِ حیات سے ساتھ اُمیدوں اور آرزوؤں کا سامان کھینچا اُسے یقیناً جان کی بے بدل متاع موت کے محصول لینے کے حوالے کرنا پڑی۔۔

آں کیست کہ دل نہاد و فارغ بنشست — پنداشت کہ مہلتے و تاخیرے ہست
گو میخ مزن کہ خیمہ می باید کند — گو بار منہ کہ رخت می باید بست

ہر صبح بارگاہِ قضا کے منادی تمام مخلوق کی صدائیں اہلِ عالم کے کانوں تک پہنچاتے ہیں، ہر صبحدم بارگاہِ قدر کی طرف بلانے والے صدائے مصیبت و ابتلاء اور ہر رزق دیئے جانے والے کے مرنے کی خبر اہلِ جہان کی سماعت تک پہنچاتے ہیں یعنی ہر پیدا ہونے والا عنقریب مر جائے گا اور ہر روزی کھانے والا تھوڑے وقت تک فوت دفنا کی سمت چلا جائے گا۔

پس اے زمانہ کے سونے والو! جاگ جاؤ کہ موت تمہاری گھات میں ہے، اے مستانِ شبانہ ہوشیار ہو جاؤ کہ پروردگارِ عالمین کی طرف جانا ہے، اے ایامِ زندگانی کی خوشی پر مغرور ہونے والو اپنے کانوں میں یہ بات ڈال لو کہ ہر کمال کے عقب میں زوال ہے، اور اے حصولِ امید و آرزو کی مسرتوں میں سرشار رہنے والو اپنے چشم کو ہوش میں لاؤ کہ موت کا زمانہ زندگی کے دنوں کے پیچھے ہے۔

marfat.com

کہ می نہد قدم اندر سرائے کون وفساد
کہ باز روئے براہِ عدم نمی آرد

کوئی گھر ایسا نہیں دیکھا گیا جس میں موت کا دھواں آنے کا شور راخ نہ ہو۔
کوئی قصر و ایوان ایسا نہیں سُنا گیا جس کے کنگروں کو قہر اجل نے زمین بوس نہ کر دیا ہو۔
کوئی مجلسِ مُلاقات ایسی نہیں جس پر لَقَدۡ تَقَطَّعَ بَیۡنَکُمۡ کی آواز نہ پکاری گئی ہو۔
کیا تُو نے کوئی دوست دیکھا ہے جسے ہٰذَا فِرَاقُ بَیۡنِیۡ وَبَیۡنِکُمۡ کی آواز نہ پہنچائی گئی ہو؟
قریب و بعید کے چہرے پر کُلُّ شَیۡئٍ ہَالِکٌ کی تحریر مرقوم ہے۔
تمام اسفل و اعلیٰ کے سروں کی مانگ میں کُلُّ مَنۡ عَلَیۡہَا فَانٍ کی افشاں چُنی ہوئی ہے۔
ہر ایک موت کا بوجھ کھینچتا ہے اور سب کو شربت فنا پینا ہے۔
خاقان ہو یا امیر، سُلطان ہو یا وزیر، مُنشی ہو یا دبیر، غنی ہو یا فقیر، صغیر ہو یا کبیر، جوان ہو یا پیر سب کے سب بلائے اجل کے قبضہ میں ہیں۔
عاقل و غافل، ناقص و کامل، قائم و قاعد، ہابط و صاعد، خفتہ و بیدار، مست و ہشیار، قوی و ضعیف کمینہ و شریف موحد و ملحد، مُقرّ و جاحد فاسق و زاہد اور کامل و جاہل ہر ایک موت کی مصیبت کے پنجہ میں جکڑا ہُوا ہے

در بارگاہِ حشر چہ سُلطاں چہ بے نوا
بر آستانِ مرگ چہ درباں چہ پادشا

marfat.com

اگر یہاں رہنا ہوتا

اس جہانِ فنا میں اگر کسی کے لئے حیاتِ ابدی یا بقائے سرمدی میسّر و مقصود ہوتی تو یہ قیمتی لباس انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قامتِ استقامت پر سجا ہوتا کیونکہ یہ سید ھا راستہ دکھانے والے ہیں۔

اگر اس جہان میں اجل نے کسی شخص کو مہلت دے کر اس کے لئے بابِ بقا کھولا ہوتا تو یہ سید الانبیاء سند الاصفیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہوتا کیونکہ آپ کی لا انتہا بزرگی اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرمان لطف و کرم سے عبارت ہے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ[1] کے فرمان کا مہر شدہ زیور پہنا رکھا ہے اگر یہ امر لازم نہ ہوتا تو آپ جامِ اجل نہ پیتے اور نہ ہی لباسِ ممات پہنتے حق سبحانہٗ تعالیٰ نے اس عالی ہمت امت کی تسکین وتسلی کے لئے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحیفۂ حیات پر موت تحریر کر دی اور فرمایا، اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ[2]۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس فریب کار دنیا میں گمان بقا دور کرنے کے لئے آپ کے مبارک کانوں میں وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِکَ کا خطاب مستطاب پہنچا دیا۔

ہم نے آپ سے پہلے کسی انسان کے لئے بھی مرتبۂ ہمیشگی مقرر نہیں کیا یعنی انبیاء واذکیا اصفیاء واولیاء اور ان کے علاوہ جو لوگ بھی آپ سے پہلے اس دنیا میں تھے اُن سب کو ہم نے شربتِ مرگ چکھایا اور انہیں قل یتوفٰکم ملک الموت افان مت فھم الخالدون[3] کی آواز سنائی

---

1. احزاب آیت ۴۰

marfat.com

اے انسان اگر تو مر جائے گا تو یہ جو دوسرے لوگ ہیں کیا یہ باقی رہ جائیں گے نہیں نہیں ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے

کل نفس ذائقۃ الموت

گیرد قرار در رحم خاک عاقبت
ہر نطفہ ای کہ آمدہ از صلب آدم است
کاخ فلک پُر است ز دِ کر گزشتگاں
لیکن کسے کہ گوش کند ایں صدا کم است

موت کے غم کا علاج

اگر مصیبت کے مارے ہوئے اور بلاؤں میں گھرے ہوئے لوگ حضور سید المرسلین خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال وارتحال کے واقعۂ ہائلہ اور حادثۂ نازلہ پر غور کریں تو دولت صبر و رضا ان کے پُر درد دلوں اور غمناک روح کے قریب آجائے، تسکین و تسلی ان کی رفیق بن جائے اور مرگ و فنا کا اندیشہ و خوف ان پر آسان ہو جائے

ولو کان انسان یدوم بقاوہ
لما مات خیر المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اندیشہ ز مرگ مصطفےٰ باید کرد
شادی و طرب جملہ رہا باید کرد
چوں سید دو کون جاوید نماند
ما را طمع خام چرا باید کرد

ذکرِ وصالِ مصطفےٰ

اے عزیز! جس طرح ایامِ عاشورا غم انجام اور محلِ ماتم و بکا ہیں ایسے ہی اگر حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال وارتحالِ مبارک کی طرف دو تین کلمات زبانِ قلم سے صحیفۂ بیان پر رقم ہو جائیں تو بعید نہیں ہوگا۔

روایت میں آیا ہے کہ ہجرت کے دسویں سال آپ نے حجۃ الوداع ادا فرمایا تو عرفہ کے دن میدانِ عرفات میں آپ پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی — اس روز ہم نے آپ پر آپ کے دین کو مکمل کر دیا اور آپ پر اپنی نعمتوں کا اتمام کر دیا۔

اس آیتِ کریمہ کے نزول سے حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے مشامِ جان میں گلشنِ دارالوصال کی طرف منتقل ہونے کی خوشبو پہنچ گئی کیونکہ جس چیز پر خطِ کمال کشیدہ ہے آفتِ زوال اس کے پیچھے ہے۔

چوں آفتاب بنصف النہار یافت کمال
مقرر است کہ رو می نہد بصوبِ زوال

کیا گواہی دو گے

روایت ہے کہ آپ نے اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا! ہم سے اپنے مناسک سیکھ لو ممکن ہے آئندہ سال ہم تمہیں نہ دیکھیں۔

نیز یہ بھی منقول ہے کہ عرفہ کے روز آپ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا! قیامت

marfat.com

کے دن تم سے میرے بارے میں سوال ہوگا کہ محمدؐ نے تمہارے درمیان کیسے زندگی بسر کی تو تم کیا جواب دو گے؛

صحابہ کرام نے عرض کی! ہم کہیں گے کہ آپ نے حقِ رسالت و امانت ادا کر دیا تھا اور شرطِ ارشاد و نصیحت پوری کر دی تھی۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی انگشتِ شہادت آسمان کی طرف اٹھائی اور پھر زمین کی طرف کر کے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی۔ خدایا تو اس بات پر گواہ ہو جا۔

مومنوں کی جانوں کے مالک

ادائے حج کے بعد آپ نے واپسی فرمائی اور جحفہ کے نواح میں مقام غدیر خم پر نزولِ اجلال فرما کر اوّل وقت میں ظہر کی نماز ادا فرمائی بعد از ں صحابہ کی طرف چہرۂ انور کر کے فرمایا۔

الست اولی بالمومنین من انفسھم؟ کیا میں مومنوں کی جانوں کا ان سے زیادہ حق دار نہیں ہوں

تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ آپ ہماری جانوں کے زیادہ مالک ہیں۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! من کنت مولاہ فہٰذا علیٌ مولاہ یعنی جس کے ہم مولا ہیں اس کے یہ علی مولا ہیں

ایک روایت میں آیا ہے! آپ نے فرمایا! میرا مولا اللہ تعالیٰ ہے اور میں تمام مومنوں کا مولا ہوں اس کے بعد آپ نے حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ پتے

marfat.com

میں لیکر فرمایا! جس کا میں مولا ہوں اُس کا یہ علی مولا ہے، پھر آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں یہ پانچ دُعائیں کیں،

اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ الٰہی علی کے دوستوں سے دوستی رکھ

وعاد من عاداہ	علی کے دشمنوں سے دشمنی رکھ
وانصر من نصرہ	علی کے ناصر کی نصرت فرما
واخذل من خذلہ	علی کو رسوا کرنے والوں کو ذلیل کر
وادر الحق معہ حیث کان	علی جہاں کہیں بھی حق کو اس کے ساتھ رکھ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد مصطفیٰ سنا تو اُٹھ کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا دست اقدس تھام لیا اور کہا! اے ابن ابی طالب آپ کو مبارک ہو کہ آپ نے تمام مومنین و مومنات کے مولا بن کر صبح کی ہے۔

اس مقام پر موقعہ کی مناسبت سے روضۃ الاحباب شریف سے تین شعر نقل کئے جاتے ہیں۔

رُوا ز برائے سرِ دینِ خویش تاجے ساز — زخاکِ پائے جوانمرد وال من والاہ
زدلِ عداوت او دُور دار تا نخوری — زتیغ لفظ نبیؐ عاد من عاداہ
گواہ پاک اصلت ولائے شاہی داں
کہ بر کمال معانیش ھل اتیٰ است گواہ

دُرج الدُرر میں اس حدیث کو نقل کرتے وقت بیان کیا گیا ہے کہ اس مُعتبر خبر کے مطابق معلوم ہو جاتا ہے کہ مہر سپہر لافتیٰ یعنی حضرت علی مُرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت ایمان میں پُورا پُورا دخل رکھتی ہے، نیز اُن سے اور العیاذ باللہ ان کی اولاد سے بُغض انسان کو ہلاک ہونے والوں کے سلسلہ میں داخل کر دیتا ہے۔

marfat.com

ہر کرا ہست با علی کینہ — در سخن حاجت درازی نیست
نیست در دستش آستین پدر — دامن مادرش نمازی نیست

کیا سلوک کرتے ہو؟

اور اس موقع کی ایک روایت یہ ہے کہ آپ نے مقام غدیر خم پر صحابہ کرامؓ کو فرمایا گویا مجھے عالم بقا کی طرف پکارا گیا ہے، اور میں نے اسے قبول کر لیا ہے۔ جان لو کہ میں تمہارے درمیان دو عظیم امر چھوڑ رہا ہوں جن میں ایک دوسرے سے بڑا ہے اور وہ قرآن اور میرے اہلبیت ہیں اب مجھے دیکھنا ہے کہ میرے بعد تم ان کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو اور ان کے حقوق کو کس طرح بجا لاتے ہو اور یہ دونوں امر ایک دوسرے سے کبھی الگ نہیں ہونگے یہاں تک کہ حوض کوثر کے کنارے پر دونوں اکٹھے ہی مجھ سے ملاقات کریں گے۔"

ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی امت کے ساتھ حوض کوثر کا وعدہ فرما رکھا ہے اور اس امت کے بعض بے غیرتوں نے ان کے جگر گوشوں کو شربت زہر اور ضرب تہر سے بھوکے پیاسے شہید کر دیا،

اے بجائے تو من وفا کردہ — تو مکافات آں جفا کردہ
بودہ بیگانہ و ترا با حق — بہ نصیحت من آشنا کردہ
من ترا چوں بحشر تشنہ شوی — وعدۂ شربت صفا کردہ
در مکافات تو حسینؑ مرا — بغم آب مبتلا کردہ
آں حسینے کہ جبرئیل اورا — ہر کجا دیدہ مرحبا کردہ

فاطمہؑ از برائے تربیتش
صد سحر گاہ ربنا کردہ

marfat.com

محبوبِ مصطفٰے ؐ حسینؑ

خوارزمی کی مقتل نور الائمہ میں روایت آئی ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے بچپن کے زمانہ میں ایک روز گلی کے بچوں کے ساتھ مدینہ منورہ میں کھیل رہے تھے، حضور خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک گوشہ سے تشریف لائے اور حسین علیہ السلام کو گود میں لینے کے لئے آگے بڑھے۔

امام حسین علیہ السلام نے آپ کو دیکھا تو بھاگ کھڑے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں پکڑنے کے لئے دائیں بائیں سے گھیرنا شروع کر دیا اور فرمایا اے حسینؑ تو مجھ سے کیوں بھاگتا ہے؟ امام حسین نے عرض کی ناناجان میں آپ سے نہیں بھاگ رہا بلکہ آپ کا اشتیاق بڑھا رہا ہوں جیسا کہ معشوق اپنے چاہنے والے سے گریز و پرہیز نہیں کرتا بلکہ اُس کی شوقِ طلب کو تیز کرتا ہے،

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو پکڑ کر آغوش میں لے لیا اور دعا کی اللھم انی احبہ فاحبہ واحب من یحبہ الٰہی! میں حسین کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی اسے محبوب رکھ اور اس سے بھی محبت رکھ جو اس سے محبت رکھتا ہے۔

اسی اثناء عالمِ غیب سے پیغام آیا اے حبیب میں تیرے اس جگر گوشے کو کربلا کے گرم توے پر بھون ڈالوں گا اور اس ریحانِ گلشن نبوت سے پانی واپس لے لیا جائے گا کیونکہ ہماری بارگاہ میں تشنہ لبوں کو مقام محبوبیت حاصل ہوتا ہے اور ہمارے راستے میں خون آلود چہرے کی خواہش کی جاتی ہے ہمارے مقربین محبوبوں کے کٹے ہوئے سروں کی قسم کھاتے ہیں یقیناً حسینؑ اس کا باپ علی اور اس کا بھائی حسن شہادت حاصل کر کے ہمارے دربار میں آئیں گے علی ضرب

marfat.com

سے شہید ہوگا، حسن زہر پی کر شہید ہوگا اور حسین دوران جنگ میں شہید ہوگا۔

آں یکے را ضربتِ تیغ بلا بر فرقِ سر | واں دگر را شربتِ زہرِ عناد در کام دل
دیگرے با حلقِ تشنہ خوردہ تیغِ آبدار | خاکِ دشتِ کربلا از خونِ پاکش گشتہ گل

آپ تو بخشے ہوئے ہیں

روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ایام منیٰ میں سورۃ کریمہ اذا جاء نصر اللّٰہ نازل ہوئی تو حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو فرمایا! اے بھائی گویا مجھے خبردار کیا گیا ہے کہ میں اس دنیا سے جانے والا ہوں

جبریلؑ نے عرض کی یارسول اللہ! وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ! بے شک آپ کے لئے دارِ فنا سے دارِ بقا بہتر ہے۔

اس سورہ کے نزول کے بعد حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امورِ آخرت کے لئے مزید جدوجہد شروع فرمادی اور سبحانک اللّٰھم اغفرلی انک انت تواب الرحیم کا وظیفہ بار بار پڑھتے۔ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ! کیا بات ہے آپ ان کلمات کی بہت زیادہ تکرار کرتے ہیں؟

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جان لو اور آگاہ ہو جاؤ کہ ہمیں عالم بقا کی طرف بلایا گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی آپ رونے لگے۔

صحابہ کرام نے عرض کی! اے سید و سرور آپ موت کی وجہ سے روتے ہیں حالانکہ آپکو اللہ تعالیٰ نے ازل تا ابد بخشا ہوا ہے۔"

آپ نے فرمایا! تنگیٔ قبر تاریکی لحد، احوال آخرت اور ہولِ نزع ان سب

marfat.com

سے گذرنا پڑتا ہے، قطعی امر ہے کہ یہ جملے آپ نے سوال کرنے والوں کے لئے بطور ارشاد و انتباہ فرمائے ہیں ورنہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان تمام خطرات سے سلامتی اور امن میں ہیں"۔

منقول ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورہ فتح اور آیت کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی کے مضمون کے پیش نظر اس عالم بے ثبات و سریع الزوال سے اپنی رحلت مبارک کا اندازہ فرمالیا، رب الارباب کے شوق ملاقات کا آفتاب شعائیں بکھیرنے لگا، اصلی وطن اور خیر المآب کی طرف مراجعت کا شوق دامنگیر ہوگیا اور آپ کے نفس پر ارجعی الی ربک کا طلوع وقت وصال سے ایک ماہ پہلے ہوگیا، آپ نے خاص خاص صحابہ کرام کو اپنے بیت الشرف میں بلایا اور ان کی طرف دیکھ کر اشکبار ہوگئے کیونکہ ان یاروں پر آپ کی جو انتہائی شفقت اور رحمت تھی اس کے پیش نظر آپ کو خیال آگیا کہ یہ میری جدائی کے کس طرح متحمل ہوسکیں گے اور طاقت وداع کہاں سے لائیں گے"۔

وداعِ یار و دیارم چوں بگذرد بخیال
شود منازلم از آبِ دیدہ مالامال
میانِ آتشِ سوزندہ ممکن ست آرام
ولے در آتشِ ہجراں از قرار و صبر محال

صحابہ کرامؓ کے لئے دعائے رسول

چنانچہ آپ نے حاضرین مجلس کیلئے اہتمام دعا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا!

مرحبا بکم وحیکم اللہ بالسلام، جمعکم اللہ، رحمکم اللہ جبر کم اللہ "

حفظکم اللہ نصر کم اللہ، رفعکم اللہ، وفقکم اللہ، قبلکم اللہ ھداکم اللہ

marfat.com

ادا کم اللہ، وقا کم اللہ، سلمکم اللہ رزقکم اللہ

اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں جمعیتِ دوام اور نعمتِ کمال عطا فرمائے

اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں سلامتی سے نوازے کہ یہ وسیلۂ کرامت ہے،

اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں جمع رکھے اور تفرقہ سے محفوظ فرمائے،

اللہ تبارک وتعالیٰ تم پر رحمت کرے اور تم پر اپنی مہربانیوں کو پائندگی بخشے

اللہ تبارک وتعالیٰ تمہاری شکستگی کو مضبوطی میں تبدیل کر دے

اللہ تبارک وتعالیٰ ہر حال میں تمہاری نصرت و امداد فرمائے"

اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے مرتبے بلند فرمائے،

اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں شرفِ قبولیت سے مشرف فرمائے"

اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں راہ ہدایت پر رکھے"

اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں اپنے لطف و فضل کے گوشے میں جگہ دے اور اپنی پناہ میں رکھے

اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں اپنی حمایت ونگہبانی میں رکھے،

اللہ تبارک وتعالیٰ ہر معاملہ میں تمہیں سلامتی عطا فرمائے

اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں اپنے فضل کے خزانوں سے بے زوال رزق عطا فرمائے

بعد ازاں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں تمہیں تقوے اور پرہیز گاری کی وصیت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اور تمہیں اپنے پیچھے اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں دیتے ہوئے اس کے عقاب و عتاب سے ڈراتا ہوں۔ بے شک میں اس کی طرف سے ظاہر طور پر ڈرانے والا بن کر آیا ہوں تاکہ تم خدا کے بندوں پر تکبر و علو کے راستے غلو و مبالغہ نہ کرو اور مبتلائے

marfat.com

فتنہ ہو کر سرکشی نہ کرو، کیونکہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں: ہم نے سرائے آخرت یعنی باغ نعیم کو اُن لوگوں کے لئے آراستہ کیا ہے جنہوں نے نہ تو دنیا میں غرور و تکبر کیا اور نہ ہی طغیان و سرکشی کی اور پسندیدہ عاقبت پرہیز گاروں کے لئے ہے۔

صحابہؓ کی گذارشات

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جب یہ معلوم ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان بابرکت کلمات سے دوستوں کو وداع کر رہے ہیں اور یہ سب باتیں سفرِ آخرت کے قریبی وقت میں کی جا رہی ہیں تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ کی رحلت کا کونسا وقت مقرر ہوا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: تم سے جدائی کا وقت قریب آگیا ہے، رفیق اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی طرف واپسی اور سدرۃ المنتہیٰ اور جنت الماویٰ کی طرف مراجعت کا زمانہ آگیا ہے۔

صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ کو غسل دینے کی سعادت کون حاصل کرے گا؟

آپ نے فرمایا: میرے اہلبیت میں سے جو میرے سب سے قریب تر ہے

صحابہؓ نے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ کا کفن کن کپڑوں سے تیار کیا جائے؟

آپ نے فرمایا: جو کپڑے ہم نے پہنے ہوئے ہیں یہی کفن ہوگا اگر تم چاہو تو سفید مصری یا یمنی چادر کا اضافہ کر سکتے ہو۔

صحابہؓ نے عرض کی: یا رسول اللہ آپ کی نماز جنازہ کون پڑھائے گا؟ اور اس کے ساتھ ہی سب لوگ گریہ و بکا کرنے لگے۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے غلاموں کو روتے دیکھا تو اشکبار ہو کر فرمایا صبر کرو اور اظہارِ ناشکیبائی نہ کرو اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے اور تمہارے گناہوں کو معاف فرمائے اور تمہارے پیغمبر سے پہلے تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے

marfat.com

جب تم لوگ ہماری تغسیل و تکفین سے فارغ ہو چکو تو ہمیں قبر کے پاس چھوڑ کر باہر چلے جانا۔ سب سے پہلے ہمارا دوست جبریل ہم پر نماز پڑھے گا بعد ازاں میکائیل و اسرافیل اور اُن کے بعد ملک الموت انبوہِ کثیر کے ساتھ ہم پر نماز پڑھے گا۔"

ملائکہ کے بعد تم لوگ گروہ در گروہ آکر ہم پر نماز پڑھنا تم میں سب سے پہلے ہماری اہلبیت کے مرد ابتدائے نماز کریں گے اور پھر اہلبیت کی خواتین نماز ادا کریں گی

صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کو قبر میں کون اُتارے گا؟

آپ نے فرمایا، ہماری اہلبیت طیبین کے ساتھ ملائکہ مقربین شامل ہونگے جو تمہیں دیکھتے ہوں گے مگر تم اُنہیں نہیں دیکھ سکو گے۔ پھر آپ نے حاضرین مجلس کے لئے دُعائے خیر فرمائی اور فرمایا ہمارے اُن دوستوں کو ہمارا سلام پہنچے جو غایب ہیں اور قیامت تک آنے والے ہر اُس شخص کو ہمارا تحفہ تحیت و سلام پہنچے جو ہمارے دین کا پیرو ہو۔

روزے کہ ز تو سلام باشد مارا
آں روز فلک غلام باشد مارا

دُنیا میں رہنے کا اختیار تھا

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قواعد وصیت کی تمہید کے بعد انتظار فرمانے لگے کہ کب جہان فانی کے دن پُورے ہوں اور کب آپ کے نفس مطمئنہ کو رب العزت ذوالجلال والاکرام وحدہٗ لاشریک کی طرف سے مژدۂ فادخلی فی عبادی کا پیغام پہنچے، یہاں تک کہ ۲۸ صفر المظفر ۱۱ھ بروز بدھ آپ جنت البقیع میں تشریف لے گئے۔ ابو مُویہبہ کہتے ہیں کہ میں اُس رات حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا آپ نے تادیر بقیع میں قیام فرمایا اور اہل مقابر کے لئے دعائے مغفرت

marfat.com

کہتے رہے یہاں تک کہ میں آرزو کرنے لگا کاش میں بھی ان ... مقام میں ہوتا تاکہ مجھے بھی آپ کی دعا کا شرف حاصل ہوتا اسی اثناء میں اچانک آپ نے میری طرف چہرۂ اقدس کرتے ہوئے فرمایا اے ابو مویہبہ مجھ پر زمین کے خزانے پیش کئے گئے اور اختیار دیا گیا کہ میں ان کے درمیان ہمیشہ رہوں اور بعد ازاں بہشت میں جاؤں اور اپنے پروردگار سے ملاقات کروں اور پھر بہشت میں رہوں لیکن میں نے دنیا کو چھوڑتے ہوئے اپنے پروردگار کی ملاقات اور بہشت کو اختیار کر لیا۔

اُحد والوں کے لئے دُعاءِ مغفرت

منقول ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شب بقیع میں تشریف لے گئے اور اہل قبرستان کے لئے دعائے مغفرت فرماتے رہے پھر واپس آکر سو گئے تو آپ کو خواب میں کہا گیا! بقیع والوں کی مغفرت کے لئے جائیں، آپ دوبارہ بقیع میں گئے اور اہلِ مقابر کے لئے مغفرت کی دعا مانگی اور واپس تشریف لا کر استراحت پذیر ہو گئے، خواب میں پھر کہا گیا! اُحد والوں کے لئے استغفار کریں آپ اُحد میں تشریف لے گئے اور شہدائے اُحد کی شہادت کے آٹھ سال بعد اُن کی نماز پڑھی اور اُن کے لئے مغفرت کی دعا مانگی، مراد اس سے یہ ہے کہ اُن کی مغفرت طلب کی اور بخشش مانگی اُس وقت آپ نے احیاء و اموات کو وداع فرمایا۔

کل کس کی باری ہے

دوسرے دن آپ کو دردِ سر شروع ہو گیا آپ نے سر مبارک پر پٹی باندھ لی اُس روز آپ کی باری اُم المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تھی جب مرض شدت اختیار کر گیا تو آپ نے دیگر ازواجِ مطہرات کو بھی وہیں پر بلا لیا

marfat.com

اور فرمایا کل ہم کہاں ہوں گے؟ آپ نے بار بار یہ جملہ دہرایا تو سیدہ بتول سلام اللہ علیہا نے اُمہات المومنین سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر روز باری باری تمہارے گھروں میں جانے سے تکلیف ہوتی ہے، اس پر تمام اُمہات المومنین نے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کے بیت الشرف پر اتفاق کر لیا، چنانچہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت اُم میمونہؓ کے گھر سے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے گھر چل پڑے یہ فاصلہ آپؐ نے ایک ہاتھ مبارک حضرت علی مرتضیٰؓ کے کندھوں پر رکھ کر اور دوسرا دستِ اقدس حضرت فضل بن عباسؓ کے کندھوں پر رکھ کر طے کیا اور آپ کے پاؤں مبارک گھسٹ رہے تھے یہاں تک کہ آپ حضرت عائشہ صدیقہ کے گھر تشریف لے آئے وہاں پر آپ صاحبِ فراش ہو گئے اور آپ کی تمام ازواجِ مطہرات بھی آپ کی خدمت کے لئے وہیں پر مقیم ہو گئیں، بعد ازاں آپ کے مرض میں مزید شدت آ گئی اور آپ پر بخار کا شدید حملہ ہو گیا،

بخار کی شدت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا آپ کو اس قدر شدید بخار تھا کہ میں نے اپنا ہاتھ آپ پر رکھا تو میرا ہاتھ جلنے لگا اور میں اس حرارت کو برداشت کرنے کا متحمل نہ ہو سکا میں نے عرض کی یارسول اللہ آپ کا بخار انتہائی گرم ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں میرا بخار یقیناً ایسا ہی ہے کہ تم میں سے دو اشخاص کے لئے کافی ہوتا، میں نے عرض کی یارسول اللہ آپ کو دوہرا اجر ملے گا؟ آپ نے فرمایا! ہاں قسم ہے اُس خدا کی جس کے قبضے میں میرے جسم و جان ہیں روئے زمین پر کوئی ایسا شخص نہیں جسے بیماری اور دوسری تکلیفیں پہنچتی ہیں مگر اُس کے گناہوں کو اس طرح جھاڑ دیتی ہیں جس

marfat.com

طرح درخت اپنے پتوں کو جھاڑ دیتا ہے

درد کی قیمت

حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اپنی ردائے اقدس اوڑھ رکھی تھی جس سے آپ کے بخار کی گرمی باہر نکل رہی تھی اور مجھ میں ہمت نہ تھی کہ بغیر کسی واسطے کے آپ کے جسم اطہر پر ہاتھ رکھ سکتا، میں نے متعجب ہو کر سبحان اللہ کہا تو آپ نے فرمایا انبیاء کے ابتلاء سے بڑھ کر سخت ابتلاء کوئی نہیں ان میں سے بعض انبیاء کو اس حد تک فقر و درویشی میں مبتلا کر دیا جاتا ہے کہ وہ اپنا لباس پورا نہیں کر سکتے چنانچہ وہ صرف ایک گلیم میں اپنے شب و روز بسر کرتے اور انبیاء کو بلا اور مصیبت میں تمہاری اُس خوشی سے زیادہ خوشی حاصل ہوتی ہے جو تمہیں عطا میں ہوتی ہے۔ ہاں محبان راہ اور مقربانِ درگاہ کو دوست کی طرف سے جو زخم پہنچتا ہے وہ عین مرہم ہے اور وہ جو الم بھی دوست کے لئے اُٹھاتے ہیں عین عطا و کرم ہے

اے کز برائے دوست کشم — راحتِ جان مُبتلائے من ست

زخم اُو مرہم ست بر دلِ من — دردِ اُو شربت دوائے من ست

اور اِسی سلسلہ میں کہتے ہیں،

من خارِ غمش بعد گلستاں نہ دہم
خاکِ قدمش باآب حیواں نہ دہم
دردے کہ مرا در غمِ اُو حاصل شد
آں درد بعد ہزار درماں نہ دہم

marfat.com

امراضِ انبیاء ایسے نہیں ہوتے

حضرت بشر بن براء کی والدہ کہتی ہیں کہ میں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دورانِ مرض میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی، آپ کا بخار انتہائی گرم تھا میں نے عرض کی یارسول اللہ میں نے آپ کے بخار جیسا بخار کسی شخص کا نہیں دیکھا؟ آپ نے فرمایا یہ اس لئے ہے کہ ہمیں دوہرا اجر ملے پھر فرمایا! اے اُم البراء لوگ ہمارے مرض کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

میں نے عرض کی! لوگ کہتے ہیں کہ ذات الجنب کی بیماری ہے،

آپ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں کہ وہ ایسی بیماری اپنے پیغمبر پر مسلط کرے۔ کیونکہ یہ شیطانی بیماری ہے اور شیطان کو ہم پر غلبہ حاصل نہیں، بلکہ یہ بیماری اُس زہر آلود گوشت کا اثر ہے جو ہم نے تیرے بیٹے کے ساتھ خیبر میں کھایا تھا اُس کی تکلیف اِس وقت تازہ ہوگئی ہے اور یہ وقت انقطاعِ حیات کا ہے، گویا اِس میں اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت تھی کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مرتبۂ شہادت نصیب ہو۔

دو نسبتیں دو شہید

رُوح الارواح میں آیا ہے یہ عجیب راز ہے کہ معدنِ فتوت نبوت کے ٹکڑے کے قریب ہوا تو دو دُرِّ شاہوار ظاہر ہوئے یخرج منھما اللؤلؤ والمرجان یعنی حسنین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام، دونوں نے باپ کی میراث پائی ایک کے باپ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں انہوں نے زہر کے اثر رحلت فرمائی دوسرے کے باپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تھے اُنہوں نے تلوار کی ضرب سے سفر آخرت اختیار کیا، امام حسن علیہ السلام بڑے بیٹے تھے اُنہوں نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ

marfat.com

وآلہ وسلم کی نسبت سے شربتِ زہر نوش کیا دُوسرے بیٹے امام حسینؑ چھوٹے تھے
اُنہوں نے حضرت علی مرتضٰی کی موافقت میں تیغِ الم کا زخم کھایا، صدیاں بیت گئیں مگر
ابھی تک اِس زہر کو کوئی تریاق مندفع نہ کر سکا، زمانے گذر گئے مگر اُس تیغ کے زخم
کا کوئی مرہم نہ مِل سکا، دردمندوں کی آنکھیں اس زہر کے اثر سے اب بھی گریاں ہیں
اور غمزدوں کے سینے اُس تلوار کے شرر سے اب بھی بریاں ہیں۔

چوں چراغِ دیدۂ زہراؑ بکشتند کش بزہر
زہر رادل بر چراغِ دیدۂ زہراؑ بسوخت
جوئی روان کردند خوں از قرۃ العینِ رسولؐ
چشمِ عیسٰیؑ خوں بباریدہ و دلِ موسٰیؑ بسوخت

روایت میں آیا ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرض چودہ روز
رہا اور یہی متحقق امر ہے۔

روضۃ الاحباب و دیگر کتب میں اِس مقام پر جو لائے ہیں اُس میں اول یہ ہے
کہ صحیح روایت میں آیا ہے! اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا!
میں نے حضرت فاطمۃ الزہراؑ سے زیادہ کسی کو بھی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے سیرت وکردار سکینہ و وقار اور قیام وقعود میں مشابہ نہیں دیکھا، جب حضرت فاطمۃ الزہراؑ
رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لاتیں تو آپ اُٹھ کر اُن کا استقبال
کرتے اُن کی پیشانی کو بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے اور جب حضور رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے گھر تشریف لے جاتے تو ایسے ہی وہ بھی اُٹھ کر آپ کا
استقبال کرتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں

اشکوں بھری مسکراہٹ

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دورانِ مرض میں کسی کو

marfat.com

بھیج کر جناب فاطمۃ الزہرا کو بلایا جب آپ تشریف لائیں تو آپ نے فرمایا مرحبا اے میری بیٹی اور پھر اپنے پہلو میں بٹھا کر سرگوشی کے انداز میں کوئی بات کی جسے سُن کر جناب سیدہ رونے لگیں آپ نے دوبارہ سرگوشی کے انداز میں کوئی بات کی تو آپ مُسکرانے لگیں، حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جناب سیدۃ فاطمہؓ کی خدمت میں عرض کی اے بنتِ خیر البشر میں نے اس روز کی طرح غم اور خوشی کو نہ اس قدر قریب کبھی دیکھا ہے اور نہ سُنا ہے جس طرح آپ کے غم و راحت کو قریب تر دیکھا ہے سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے اُس وقت انہیں اس راز سے آگاہ نہ کیا مگر بعد میں بتایا کہ میرے ابا جان نے پہلی سرگوشی میں مجھے فرمایا تھا کہ گزشتہ برسوں میں حضرت جبریل علیہ السلام ہمارے ساتھ ایک مرتبہ قرآن دُہراتے تھے جبکہ اس سال اُنہوں نے ہمارے ساتھ دوبار دورۂ قرآن مکمل کیا ہے اس سے ہمارا خیال ہے کہ اِس جہان سے ہمارا وقتِ ارتحال قریب آگیا ہے چنانچہ عالمِ قدس کی طرف جانے کے لئے ہمارا شوق انتہا کو پہنچ گیا ہے اور عنقریب ہم اِس منزلِ فانی سے جوارِ رحمتِ سبحانی میں جانے والے ہیں اِس لئے ہمارے پاس رہنے کو غنیمت جان اور جہاں تک طاقت ہے ہم سے علیحدگی نہ کر۔

میں نے جب آپ کی یہ باتیں سُنیں تو مجھ سے صبر نہ ہو سکا اور میں بے تاب و بے قرار ہو کر رونے لگی جب میرے والدِ گرامی نے میری یہ حالت دیکھی تو دوسری مرتبہ اپنے قریب بلا کر سرگوشی کے انداز میں فرمایا اے میری آنکھوں کے نور اور میری برگزیدہ بیٹی غم نہ کر ہم تجھے دو خوشخبریاں سُناتے ہیں اول یہ کہ تم جنت میں مومن عورتوں کی سردار ہو اور دوسری یہ کہ ہمارے تمام اہل بیت میں سب سے پہلے تم ہمارے ساتھ ملاقات کرو گی، میں نے اِس خبر کے جُرعۂ تریاق سے جُدائی کے زہر کو میٹھا کر لیا اور یہ خبر سُننے کے شکرانہ کے طور پر مُسکرانے لگی۔

marfat.com

اولادِ فاطمہ کی بزرگی

دُوسری روایت میں ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہؑ مجھے جبریل نے خبر دی ہے کہ مُسلمان عورتوں میں سے کوئی خاتون ایسی نہیں جس کی اولاد تیری اولاد سے زیادہ شان و تکریم والی ہو اس لئے ضروری ہے کہ تیرا صبر بھی دیگر مومنات و مُسلمات سے کم نہ ہو اور اس بات میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ جنابِ فاطمہ سلام اللہ علیہا حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مفارقت کے وقت جزع فزع نہ کریں اور صبر کریں کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ آپ کی جُدائی میں آپ کی بیٹی کے لئے صبر و شکیبائی سے کام لینا دُشوار ترین ہوگا۔

روزے کہ چشم ماز جمالت جُدا بُود
چنداں کہ چشم کار کُند اشکِ ما بُود
گفتے دِلے کہ فارغ و صابر بود کجاست
در دوَر دلبرے چو تو ایں ہا کجا بُود

وصیتِ مصطفےٰ

ان واقعات میں ایک یہ بھی ہے کہ جب حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرض شدت اختیار کر گیا تو آپ نے فرمایا سات کنوؤں سے پانی کی سات مشکیں بھر لاؤ اور اُنہیں ہمارے سر پر انڈیل دو ہو سکتا ہے ہمیں سکون حاصل ہو جائے اور ہم باہر جا کر لوگوں کو وصیت کریں آپ کے ارشاد کی تعمیل میں پانی منگوا لیا گیا اور بڑا سا طشت سامنے رکھ کر آپ کے سر مبارک پر مشکیں اُنڈیلنا شروع کر دیں یہاں تک کہ آپ نے ہاتھ مبارک کے اشارے سے روک دیا۔

marfat.com

آپ کے فرمان کے مطابق ایسا کرنے سے آپ کو سکون حاصل ہو گیا اور آپ نے مسجد میں آکر نماز پڑھی اور خطبہ ارشاد فرمایا۔

آپ نے بعد از حمد و ثنائے خداوندی شہدائے اُحد کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کی اور فرمایا انصار ہمارے خاص لوگ ہیں اور ہمارے راز دار ہیں، ہم نے اِن کی طرف ہجرت کی تو انہوں نے ہمیں جگہ دی ہم ان کے نیکوں کو گرامی سمجھتے ہیں اور اِن کے بُروں سے اُس حد تک درگذر کرتے ہیں جہاں تک حدود اللہ کی اجازت ہے۔

انصارِ مدینہ کی پریشانی

ایک روایت میں آیا ہے کہ جب انصار نے آپ کے مرض میں دِن بدن اضافہ ہوتے دیکھا تو انہوں نے گھروں میں جانا چھوڑ دیا اور حیران و پریشان ہو کر مسجدِ نبوی کے گرد گھومتے رہتے، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انصار کی یہ حالت حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی اسی اثناء میں حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما آئے اور انہوں نے بھی آپ کی خدمت میں انصار کا حال بیان کیا بعد ازاں حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام حاضر ہوئے اور انہوں نے بھی ایسے ہی انصار کا حال بیان کیا، حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک اُٹھا کر فرمایا! ہمیں سہارا دو، حاضرین نے سہارا دے کر بٹھایا تو آپ نے پوچھا انصار کیا کہتے ہیں؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کی یا رسول اللہ وہ کہتے ہیں کہ ہم اِس امر سے ڈرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نہ جانے ہمارا کیا حال ہو؟ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سُن کر اُٹھے اور ایک ہاتھ مبارک

marfat.com

حضرت علی کے کاندھے پر رکھا اور دوسرا ہاتھ مبارک حضرت فضل بن عباس کے کاندھے پر رکھا اور مسجد میں تشریف لے آئے اور منبر شریف کے پہلے زینے پر بیٹھ گئے آپ کے سر مبارک پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور لوگ آپ کے گرد جمع تھے، آپ نے خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے بعد از حمد و ثنائے باری تعالیٰ انصار و مہاجرین کو ایک دوسرے کے ساتھ اچھے سلوک کی سفارش کی اور قریش کے بارے میں بھی گفتگو فرمائی جس کا سلسلہ طویل ہو گیا،

صحابہ رضؓ کو آخری وصیت

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ دورانِ مرض میں ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا ہاتھ پکڑ کر گھر سے باہر نکلے اور مسجد میں تشریف لاکر منبر پر بیٹھ گئے آپ نے دردِ سر کی وجہ سے سر پر رومال باندھ رکھا تھا پھر آپ نے حضرت بلال کو بلا کر فرمایا! لوگوں میں منادی کردے کہ وہ یہاں پر جمع ہو جائیں ہماری خواہش ہے کہ انہیں وصیت کریں اور لوگوں کو بتادے کہ ہماری تمہارے لئے یہ آخری وصیت ہے،،

حضرت بلالؓ نے آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے مدینہ منورہ کے بازاروں اور گلی کوچوں میں منادی کردی یہاں تک کہ ان کی آواز کو ہر بڑے چھوٹے نے سن لیا اور سب لوگ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت سننے کے لئے مسجد میں جمع ہو گئے۔

اپنا بدلہ لے لو

حضور سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات منبر پر تشریف

marfat.com

لائے اور خطبہ بلیغ ارشاد فرماتے ہوئے کہا اے لوگو! ہمارا وقت ارتحال قریب ہے گویا ہم دیکھ رہے ہیں کہ تم ہم سے اور ہم تم الگ ہو چکے ہیں"

جیساکہ ہم نے الگ ہوتے ہی دلوں کے ساتھ الگ ہو جائیں اے لوگو! خدا تعالیٰ کا ایک بھی پیغمبر ایسا نہیں جو ہمیشہ اس دنیا میں رہا ہو جو ہم رہتے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لئے ہمارا شوق بڑھ گیا ہے"

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا! اے میرے دوستو! ہم تمہارے کیسے پیغمبر ہیں؟ ہم تمہارے درمیان جہاد کرتے تھے ہمارے دانتوں کو زخمی کیا گیا ہم نے دُکھ اور تکلیف اٹھاتے ہوئے قوم کے جاہلوں کی سختیاں برداشت کیں اور بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھے؟

لوگوں نے کہا! یارسول اللہ یقیناً آپ راہ خدا میں صابر رہے، ہمیں حق کا راستہ دکھایا اور برائیوں سے منع کیا اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے بہت بڑی جزا۔ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں بھی جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کے ساتھ ہی فرمایا! ہمارے پروردگار نے قسم اٹھا کر ہمیں بتلایا ہے کہ ہر ظالم کو ظلم کا بدلہ مل کر رہے گا، ہم تمہیں قسم دیتے ہیں کہ جس شخص کو بھی ہم سے کوئی تکلیف پہنچی ہے وہ اٹھے اور ہم سے اُس کا قصاص لے لے اور اگر ہم سے کسی پر کوئی ظلم ہو گیا ہے اور وہ اُس سے آزردہ خاطر ہے تو وہ بھی ہم سے بدلہ طلب کرلے، اور اگر ہم نے کسی کا مال لیا ہے تو وہ بھی ابھی اور اسی وقت اپنا حق وصول کرلے اور یہ نہ خیال کرے کہ اگر میں نے اللہ کے رسول سے قصاص لیا تو ان کے دل میں میری طرف سے عداوت آجائے گی جان لو کہ ہماری طبیعت سے عداوت دور ہے اور ہم عداوت سے انتہائی نفرت کرتے ہیں، اور تم سے ہمارا کمال تر دوست وہ ہے جس کا ہم پر حق ہو اور وہ اپنا حق ہم سے وصول کرلے یا اُسے ہمارے لئے

marfat.com

جائز کر دے تاکہ ہم اپنے خدا سے طیب النفس اور پاک واصل ہوں۔ ہمارا خیال ہے کہ یہ اعلان ایک بار کر دینا کافی نہیں اس لئے ہم بار بار تمہارے لئے یہ اعلان کرتے ہیں کہ جس کسی کا بھی ہم پر کوئی حق ہے وہ اپنا حق وصول کر لے۔

تین درہم آپ کے ذمے ہیں

بعد ازاں آپ نے منبر شریف سے اُتر کر ظہر کی نماز ادا کی اور دوبارہ منبر پر تشریف لے گئے اور ان تمام باتوں کا مکرر اعادہ فرمایا تو ایک شخص نے اُٹھ کر کہا یا رسول اللہ میرے تین درہم آپ کے ذمہ ہیں۔

آپ نے فرمایا! ہم نہ تو کسی کے قول کو جھٹلائیں گے اور نہ ہی اُس سے قسم لیں گے مگر یہ تین درہم ہمارے ذمہ کیسے ہیں؟

اُس شخص نے کہا! یا رسول اللہ ایک روز ایک مسکین درویش نے آپ کی خدمت میں سوال کیا تھا تو آپ نے مجھے فرمایا تھا اسے تین درہم دے دے میں نے اُسے تین درہم دے دیئے مگر آپ نے مجھے نہیں دیئے، آپؐ نے حضرت فضل بن عباسؓ کی طرف چہرہ انور کر کے فرمایا! اسے تین درہم ادا کر دے۔

مجھے کوڑا مارا تھا

امام شہید کی سیرت میں امام اسمٰعیل خوارزمی نے اور رفضۃ الاسلام میں قاضی سدید الدین جیرفتی نے نقل کیا ہے کہ اُس مجلس میں عکاشہ بن محصن نے اُٹھ کر کہا! یا رسول اللہ اگر آپ نے اس سلسلہ میں مبالغہ نہ کیا ہوتا تو میں ہرگز یہ بات نہ کہتا اب چونکہ آپ نے بار بار تکرار فرماتے ہوئے بہت مبالغہ کیا ہے اس لئے اگر میں نے یہ بات نہ کی تو گنہگار ہو جاؤں گا آپ نے غزوۂ تبوک میں اپنی ناقہ مبارک

marfat.com

کو مارنے کے لئے تازیانہ چلایا تھا جو میری پُشت پر آلگا اور اُس سے مجھے بہت زیادہ تکلیف پہنچی تھی میں اِس وقت آپ سے اُس کا قصاص چاہتا ہوں ۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عکاشہ اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر عطا فرمائے اِس لئے کہ تو نے اِس جھگڑے کو قیامت پر نہیں اُٹھا رکھا ہمیں قیامت کے مقابلہ میں دُنیا میں قصاص دے دینا نہایت محبوب ہے کیونکہ قیامت کے روز انبیاء واصفیاء اور شہداء حاضر ہونگے اور ملائکہ و مقربانِ بارگاہ خدا دیکھ رہے ہونگے ، اے عکاشہ کیا تو جانتا ہے کہ وہ تازیانہ کون سا تھا ؛

عکاشہ نے عرض کی ! وہ تازیانہ بید کا تھا جس پر چمڑے کی بنائی کی گئی تھی اور آپ نے اُسے کوڑے کی طرح پکڑ رکھا تھا ۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے سلمانؓ وہ تازیانہ فاطمہؑ کے گھر میں ہے جا کر لے آ ۔

حضرت سلمانؓ فارسی نے جاتے ہوئے بلند آواز سے پکار کر کہا اے لوگو ! کون ہے جو قیامت میں پکڑے جانے سے پہلے اپنی جان کا انصاف پیش کرے ،

انصاف دہ امروز کہ فرصت داری
بدہی بہ ازاں بود کہ بستانند ت

جنابِ سیدہ کی بے قراری

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے حجرہ مبارک کے دروازہ پر پہنچے تو صدا دی یا اہل بیت نبوت آپ پر سلام ہو جناب سیدہ فاطمہ الزہرا نے سلمان کی آواز پہچان کر فرمایا ! اے سلمان کیسے آیا ہے ؟

marfat.com

حضرت سلمان نے عرض کی! اے سیدۃ النساء آپ کے والدِ گرامی نے تازیانۂ ممشوق طلب فرمایا ہے "

جناب سیدہ بتول سلام اللہ علیہا نے فرمایا اے سلمانؓ میرے والدِ گرامی بخار میں مبتلا ہیں اور سواری پر بیٹھنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں وہ تازیانے کا کیا کریں گے ؟

حضرت سلمانؓ نے عرض کی! آپ کے والدِ محترم نے منبر پر بیٹھ کر لوگوں کو وداع کیا اور لوگوں کے حقوق ادا کرتے ہوئے فرمایا جس کسی کا ہم پر کوئی حق ہے وصول کرلے، ایک روز آپ نے یہ تازیانہ اپنی ناقہ کو مارنے کے لئے اٹھایا تو ایک شخص اس کی زد میں آگیا تھا اب وہ شخص آپؐ سے اس کا قصاص مانگ رہا ہے "

جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی چیخ نکل گئی اور روتے ہوئے ارشاد فرمایا اے سلمانؓ میں تجھے خدا کی قسم دیتی ہوں تو اس شخص کو قسم دے کر میرے باپ پر رحم کرے کیونکہ وہ تکلیف اور ضعف کی حالت میں ہیں "

حضرت سلمان واپس چلے گئے تو جناب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے جناب حسنین کریمین کو بلا کر فرمایا اے جانانِ مادر! تمہارے نانا جان مسجد میں ہیں اور ایک شخص چاہتا ہے انہیں تازیانہ مارے تم دونوں جاؤ یہاں تک کہ وہ ایک تازیانہ کے بدلے میں تمہیں سو سو تازیانہ مارلے حضور رسالتمآبؐ بیمار ہیں اور وہ تازیانہ برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے "

والدہ محترمہ کا حکم سن کر جناب حسنین کریمین مسجد کو چل پڑے ادھر جب سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تازیانہ لے کر پہنچے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں فریاد و فغاں کا شور برپا ہو گیا،

marfat.com

قصاص ہم پر واجب ہے

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عکاشہ کو فرمایا اے عکاشہ اُٹھ کر تازیانہ اُٹھا لے اور جس طرح ہم نے تجھے مارا تھا اُسی طرح تُو بھی ہم پر تازیانے کی ضرب لگا لے۔

عکاشہؓ نے تازیانہ اُٹھایا تو اکابر صحابہ میں سے ہر ایک نے عکاشہ کے پاس آکر کہا تُو ہمیں ایک تازیانہ کے بدلے میں دس دس تازیانے مار لے اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قصاص نہ لے کیونکہ آپ کو بخار ہے تو آپ کو تکلیف پہنچا کر ہمارے اندوہ وغم میں اضافہ نہ کر اور اس ملال کے غبار کو ہمارے دلوں پر روا نہ رکھ۔

حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کی عُذر خواہی کو مُسترد کرتے ہُوئے فرمایا تازیانہ مارنے کا قصاص ہم پر واجب ہے تمہیں مار لینے سے ہمیں کیا فائدہ ہوگا۔

سبطینؑ کی گذارش

اسی اثناء میں جناب حسنین کریمین علیہما السلام روتے اور فریاد کرتے ہُوئے مجلس میں پہنچ گئے تو دوسری بار صحابہ کرام کی چیخیں نکل گئیں۔

سیدہ بتول سلام اللہ علیہا کے شہزادوں نے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: نانا جان ہم نے سُنا ہے کہ کوئی شخص آپ سے قصاص طلب کرتا ہے ہم اس لئے حاضر ہُوئے ہیں کہ ہم دونوں اُس سے ایک تازیانے کے بدلہ میں ایک ایک سو تازیانہ کھائیں۔

marfat.com

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ناناکی جان ٹکڑو تازیانہ ہم نے مارا ہے تم کیوں قصاص بھرتے ہو پھر آپ نے فرمایا اے عکاشہ اُٹھ اور اپنا بدلہ لے لے"

مُہرِ نبوّت چوم لی

حضرت عکاشہ نے عرض کی یارسول اللہ اُس روز میری پُشت برہنہ تھی میری خواہش ہے کہ آپ بھی اپنی پُشت مبارک برہنہ کریں"

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے قمیص مبارک کو پُشت مبارک سے اُٹھایا تو فرشتے چیخ اُٹھے، صحابہ کرام کی طرف سے فریاد و فغاں کی آوازیں آنے لگیں۔ مگر جب عکاشہ کی نگاہ آپ کی پُشتِ انور اور مُہرِ نبوّت پر پڑی تو چھلانگ لگا کر خاتمِ مشکیں کو چوم لیا اور آپ کے دونوں شانہ ہائے اقدس کے درمیان چہرہ رکھتے ہوئے کہا یارسول اللہ میری عرض قصاص لینا نہ تھی بلکہ میرا مقصد یہ تھا کہ مُہرِ نبوّت کی زیارت سے مشرف ہو جاؤں اور آپ کے بعض اعضائے مبارکہ سے مس کر لوں کیونکہ آپ کا ارشاد ہے مَن مَسَّ جِلدِی لَن تَمَسَّہُ النَّار یعنی جس نے ہمارے جسم کی جلد سے مس کر لیا اُسے آگ نہیں چھوئے گی۔

ہمیں مولا کی رضا منظور ہے

بعد ازاں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے نیچے تشریف لے آئے اور آپ نے جو آخری خطبہ ارشاد فرمایا وہ یہی تھا دیگر یہ کہ جب آپ کا مرض شدید ہو گیا اور اس مفہوم کی صدا آنے لگی۔

marfat.com

جانا بغریبستان چندیں بنماند کس
باز آئی کہ در غربت قدر تو نداند کس

بالآخر عالم قدس سے آپ کی سمع عالی میں دائرہ معالی کا یہ نقطہ پہنچا ایک روز حضرت جبریل علیہ السلام جلالت والے شہنشاہ کا فرمان لیکر حاضر ہوئے اور عرض کی اے سردار آپ کے پروردگار نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو آپ کو اس مرض سے خلاصی بخش کر شفا عطا کر دی جائے اگر چاہیں تو موت دے کر دریائے مغفرت میں مستغرق کر دیا جائے ؟

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس کے جواب میں فرمایا اے جبریل میں نے اپنے امور کو اپنے پروردگار پر چھوڑ دیا ہے وہ جس طرح چاہے کرے خواہ مجھے زندہ رکھے خواہ موت دے دے ،

اگرم خلاص جوئی وگرم ہلاک خواہی
سرِ بندگی بخدمت بنہم کہ پادشاہی
بکسے نمی توانم کہ حکایتِ تو گویم
ہمہ جانب تو خواہند و تو آں کُنی کہ خواہی

امام الانبیاء کی نماز

ایام مرض کا ایک واقعہ یہ ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر روز حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اوقاتِ نماز عرض کرتے اور آپ مسجد میں تشریف لا کر لوگوں کے ساتھ نماز ادا کرتے ، مرض کے آخری تین دنوں میں یہ بھی طاقت نہ رہی چنانچہ عشاء کی نماز کے وقت بلال رضی آپ کے بیت الشرف پر حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ نماز، آپ کی طبیعت اُس

marfat.com

وقت بوجھل تھی اور باہر جانے کی طاقت نہ رکھتے تھے لہٰذا آپ نے فرمایا بلال تو نے پہنچا دیا تیرا خدا تجھے اس کا صلہ دے، حضرت بلالؓ نے قدرے انتظار کیا اور پھر کہا! الصلوٰۃ یارسول اللہ، خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چہرۂ انور سے کپڑا اٹھا کر فرمایا اے بلال تو نے پہنچا دیا خدا تجھ پر رحمت فرمائے، قدرے توقف کرنے کے بعد حضرت بلال نے تیسری مرتبہ پھر عرض کی یارسول اللہ نماز، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس وقت استغراق طاری ہو چکا تھا چنانچہ آپ نے کوئی جواب نہ دیا، آپ کی طرف سے خاموشی دیکھ کر حضرت بلال نے کہا آہ آقا نے انتہائی تکلیف کی وجہ سے جماعت چھوڑ دی۔

بعد ازاں بلال روتے ہوئے مسجد میں داخل ہوئے اور کہا آہ میری فریاد کو پہنچیں کہ میری امید کا رشتہ منقطع ہو گیا اور میری آرزو کی پشت ٹوٹ گئی، کیا اچھا ہوتا کہ میری ماں مجھے نہ جنتی اور اگر جنا تھا تو کیا اچھا ہوتا کہ میں اس وقت سے پہلے مر جاتا اور حبیبِ ربِّ ذوالجلال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ حال نہ دیکھتا

با من فلک از جفا نہ کردی چہ شدی	وز یار مخدوم جدا نہ کردی چہ شدی
چوں آخر کار بے تو می باید زیست	اول بتو آشنا نہ کردی چہ شدی

ابوبکر صدیقؓ کی اشکباری

القصہ ایک شخص نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آکر پوچھا! حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق اب کون لوگوں کو نماز پڑھائے گا؛ حضرت بلالؓ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور ان کو اس صورتِ حال سے آگاہ کیا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور جب ان کی نظر محرابِ رسول پر پڑی اور قبلۂ اہلِ یقین کو خالی دیکھا تو

marfat.com

خود کو دیکھنے کی طاقت نہ رہی آپ پر گریہ و بکا کا اس قدر غلبہ ہوا کہ دیگر صحابہؓ بھی فریاد و فغاں کرنے لگے۔

زاں روز کہ قدِ تو بمحراب نہ دیدم
بر چہرہ بجز اشک چو خوناب نہ دیدم
بے موئے تو یک لحظہ قرارے نہ گرفتیم
بے روئے تو در دیدۂ خود خواب ندیدم

اسی اثناء میں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استغراقی کیفیت ختم ہو گئی تو آپ نے حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا سے استفسار فرمایا اے بیٹی یہ فریاد و فغاں کیسی ہے؟

حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کے صحابہ آپ کی جدائی کے غم میں نالہ و فریاد کرتے ہیں، حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلایا اور اُن کے کندھوں کا سہارا لیکر مسجد میں تشریف لائے اور نماز ادا کی۔

اہلبیت کے خواب

بعض کتابوں میں آیا ہے کہ ایام مرض میں ایک روز اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرہانے کھڑی تھیں کہ آپ کے ہونٹوں کو جنبش ہوئی، حضرت اُم سلمہؓ فرماتی ہیں! میں نے اپنا کان آپ کے ہونٹوں پر رکھا تاکہ آپ کی بات سنوں، آپ اُس وقت اللہ تعالیٰ کے حضور میں مناجات کر رہے تھے اور کہتے تھے الٰہی! میری اُمت کو جہنم سے آزادی نصیب فرما اور اُن پر قیامت کا حساب آسان فرما۔

marfat.com

میں نے عرض کی یارسُول اللہ آپ کا کیا حال ہے؟

آپ نے فرمایا! اُم سلمہ دُرود پڑھ تھوڑی دیر کے بعد تو ہماری آواز نہیں سُن سکے گی،

اِسی اثناء میں اچانک حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم دروازہ سے اندر آئے اور عرض کی یارسُول اللہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے زرہ پہنی ہوئی ہے اچانک وُہ زرہ میرے جسم سے الگ ہوگئی اور میں بے زرہ ہوگیا؛

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے علی وُہ زرہ جو تیری پناہ تھی ہم تھے اب وُہ وقت ہے کہ ہم جارہے ہیں اور تو اکیلا رہ جائے گا"

اے علی! ہمارے بعد تجھے کئی ناپسندیدہ امور پہنچیں گے مگر تو دل برداشتہ نہ ہونا اور صبر کی راہ سے اُن کا مقابلہ کرنا اور جب تو دیکھے کہ لوگوں نے دُنیا کو اختیار کر لیا ہے تو تُو آخرت کو اختیار کر لینا اور حوضِ کوثر پر سب سے پہلے جو شخص ہمارے ساتھ ملاقات کرے گا وُہ تُو ہوگا،

اچانک حضرت فاطمہ بتول سلام اللہ علیہا دروازہ سے اندر تشریف لے آئیں اور کہا یارسُول اللہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے پاس قرآن کا ورق ہے اور میں اُس پر تلاوت قرآن کر رہی ہُوں اچانک وُہ ورق میری نگاہوں سے اوجھل ہوگیا:

حضور رسالتمآب علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات نے فرمایا! اے بیٹی تو مجھ سے بچھڑ جائے گی،

اسی اثناء میں حضرات حسنین کریمین علیہما السلام حاضر ہونے اور کہا نانا جان! ہم دونوں نے ایک ہی قسم کا خواب دیکھا ہے کہ فضا میں ایک تخت اُڑتا جارہا ہے اور ہم اُس کے نیچے ننگے سر جارہے ہیں،

marfat.com

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے نانا کی جان کے ٹکڑو وہ تخت ہمارا تابوت ہے جس کے نیچے تم زُلفیں بکھیرے ننگے سر ہوگے۔

اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان تعبیروں کو سُن کر اہلبیت کی چیخیں نکل گئیں، جُدائی کے اثرات سے اُن کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور اُن کی جانیں محرومی کے شراروں سے جلنے لگیں۔

جانم در آتش است کہ جاناں ہمی رود — سیلاب خوں ز دیدۂ گریاں ہمی رود
یعقوب راز یوسف خود دور می کنند — خاتم مگر ز دست سلیمان ہمی رود
آدم وداعِ سایۂ طوبیٰ ہمی کند — خضر از کنار چشمۂ حیواں ہمی رود

دردا کہ گوہریست گراں مایہ مجتنش
دشوار دست دادہ وآساں ہمی رود

ملک الموت کی درخواست

دیگر یہ روایت ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال سے تین روز پہلے حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی! آپ کے پروردگار نے آپ کو سلام کہا ہے اور مجھے آپ کی خصوصی تکریم وفضیلت کی وجہ سے آپ کی خدمت میں بھیج کر آپ کا حال پوچھا ہے اور وہی اس پرسشِ حال کو بہتر جاننے والا ہے۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے اللہ کے امین میں خود کو درد وغم اور کرب میں مبتلا پاتا ہوں، دوسرے روز جبریل علیہ السلام نے آکر پھر یہی سوال کیا، آپ نے پھر وہی جواب دیا اور تیسرے دن بھی یہی واقعہ

marfat.com

رُونما ہُوا،

بعد ازاں تیسرے روز ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام حاضر ہُوئے اُن کے ساتھ ایک فرشتہ آیا جس کا نام اسمٰعیل ہے اور وہ اُن ایک لاکھ فرشتوں پر حاکم ہے جن میں سے ہر فرشتہ دُوسرے ایک لاکھ فرشتوں کا فرمانروا ہے ان کے ساتھ حضرت جبریل علیہ السلام بھی تھے اُنہوں نے آپ کی خدمت میں عرض کی عرض کی یارسُول اللہ یہ ملک الموت آپ کے دروازہ پر کھڑے ہیں اور آپ سے اجازت طلب کرتے ہیں حالانکہ آپ سے پہلے انہوں نے قبض رُوح کے سلسلہ میں کبھی کسی سے اجازت طلب نہیں کی؛

حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جبریل اُسے اندر آنے کی اجازت دے دے۔ اجازت ملنے کے بعد حضرت عزرائیل علیہ السلام اندر آئے اور آپ کو سلام پیش کرتے ہُوئے کہا، یارسُول اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ حکم فرما کر آپ کی خدمت میں بھیجا ہے کہ آپ کے فرمان کی تعمیل کروں "اگر آپ حکم فرمائیں تو آپ کی رُوح قبض کر کے عالمِ بالا کو لے جاؤں اور اگر آپ کا یہ حکم نہ ہو تو واپس چلا جاؤں،

حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل کی طرف نگاہ اُٹھائی تو جبریل نے عرض کی اُسے سردار بے شک حق سبحانہ وتعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عزرائیل کو فرمایا اے ملک الموت جو تیرا کام ہے اُس میں مشغول ہو جا کیونکہ میں بھی اللہ تبارک وتعالیٰ سے ملاقات کا اشتیاق رکھتا ہُوں، گویا سراپردۂ غیب کا ہاتف لاریب آپ کے گوش ہائے مبارک میں یہ آواز پہنچا رہا تھا،

تو بازِ ذروۂ نازے اسیرِ پردہ رازی — قرارگاہ چہ سازی دریں نشیمنِ فانی
تو مرغِ عالمِ قدسی حریفِ مجلسِ اُنسی — دریغ باشد اگر تو دریں مقام بمانی

marfat.com

عزرائیلؑ کا اجازت طلب کرنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ نے ملک الموت کو حکم فرمایا کہ زمین پر میرے حبیب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا اور اُن کی اجازت کے بغیر نہ اُن کے حجرہ میں قدم رکھنا اور نہ ہی اُن کی رُوح قبض کرنا، بحکم پروردگار حضرت عزرائیل علیہ السلام نے اپنے ساتھ ہزار ہزار مددگار فرشتوں کو لیا اور دُرّ دیوا قیت کی پوشاکیں پہنے ابلق گھوڑوں پر سوار ہو کر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیتُ الشرف کے دروازہ کے باہر کھڑے ہو گئے اور کہا اَے اہل بیتِ نبوّت اور معدنِ رسالت اور مختلف فرشتو! ہمیں اندر آنے کی اجازت دیں کیونکہ ہم دُور سے آئے ہیں "

سیدہ فاطمہؓ کا جواب

جنابِ سیدّہ بتول سلام اللہ علیہا حضور سرورکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرہانے کھڑی تھیں آپ نے جواب دیا ابھی ملاقات نہیں ہو سکتی کیونکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حال میں معروف ہیں، عزرائیل علیہ السلام نے دوسری بار اجازت طلب کی تو جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے پھر وہی جواب دیا، تیسری بار عزرائیل علیہ السلام نے بلند آواز سے اجازت طلب کی تو تمام اہلِ خانہ اُس کی ہیبت سے لرز کر رہ گئے "

اِسی اثناء میں سرکارِ دو عالم کیفیتِ استغراق سے باہر آ گئے اور آپ نے چشمانِ مبارک کھول کر پُوچھا تمہیں کیا ہُوا ہے ؟

marfat.com

جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا نے عرض کی ایک ہیبت ناک آواز اور عجیب شان کا غریب آدمی دروازے کے باہر کھڑا ہے اُس نے تین بار اندر آنے کی اجازت طلب کی ہے اور میں نے ہر مرتبہ عُذر پیش کیا مگر وُہ نہیں سُنتا"

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بیٹی تو جانتی ہے وُہ کون ہے؟

جنابِ سیدہ نے عرض کی خُدا اور اُس کا رسُول بہتر جانتے ہیں"

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ لذات کو توڑنے والا آرزُؤں اور مرادوں کو قطع کرنے والا۔ اولادوں کو یتیم کرنے والا، عورتوں کو بیوہ کرنے والا ایسا حریف ہے کہ بغیر چابی کے دروازہ کھول لیتا ہے اور بغیر ہتھیار کے جان نکال لیتا ہے۔ اگر دروازے بند ہوں تو یہ دیوار سے آجاتا ہے، اور جس گھر میں یہ آجائے اُس خاندان سے دُھواں اُٹھنے لگتا ہے۔ یہ ملک الموت ہے اور تیرے باپ کی رُوح قبض کرنے کے لئے آیا ہے۔ اور ہمارے آستانہ کے احترام کی وجہ سے وُہ پُوچھ رہا ہے ورنہ اجازت طلب کرنا اور رخصت مانگنا اس کی عادت نہیں، اُس کے لئے دروازہ کھولدیں،

باپ بیٹی کی گفتگو

جنابِ سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے یہ بات سُنی تو فریاد کرتے ہُوئے کہا افسوس مدینہ ویران ہو گیا کیونکہ صاحبِ سکینہ یہاں سے عزمِ سفر رکھتے ہیں۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنابِ فاطمۃ الزہرا کا ہاتھ مبارک پکڑ کر اپنے سینہ مبارک پر رکھ لیا اور کچھ دیر کے لئے چشمانِ مبارک برہم ہو گئیں

marfat.com

اور یوں معلوم ہوا کہ آپ کی رُوحِ معظمہ و مطہرہ آپ کے جسمِ مقدس و مطہر سے جُدا ہو گئی ہے، جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا نے آپ کے چہرۂ انور کی طرف جُھک کر آپ کو ابا جان کہہ کر پکارا مگر کوئی جواب نہ آیا تو آپ رونے لگیں اور روتے ہوئے فرمایا،"

اے پدر جانِ من فدائے تو باد
بسوئم بنگر و با من تو بگو یک سُخنے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنکھیں مبارک کھول کر فرمایا اے بیٹی نہ رو کیونکہ تیرے رونے سے حاملانِ عرش رونے لگتے ہیں پھر آپ نے اپنے دستِ اقدس سے جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا کے چہرۂ اقدس سے آنسو پونچھتے ہوئے بشارتیں اور تسلیاں دیں اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کی خُداوندا میری بیٹی کو جدائی میں صبر کی توفیق عطا کرنا اور پھر جنابِ فاطمہ سلام اللہ علیہا کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا جب میری رُوح قبض کر لی جائے تو انا اللہ وانا الیہ راجعُون کہنا، بیٹی، ہر مشکل کے لئے ہر مصیبت سے ایک اجر ہے،"

جنابِ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے عرض کی یا رسُول اللہ آپ سے کس شخص کو کیا عوض ملے گا، بعد ازاں جنابِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی چشمانِ مبارک برہم ہوئیں تو جنابِ سیدہ نے عرض کی ہائے میرے ابا جان کی تکلیف اور ان کا کرب"

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا بیٹی آج کے دن کے بعد تیرے باپ کے لئے کوئی کرب واندوہ نہیں یعنی علائقِ دُنیوی اور طبیعتِ بشری کے سلسلہ کی تکلیفیں قطع علائق کے بعد از خود ختم ہو جائیں گی اور جب شہنشاہِ عالی کے وصال باکمال کی طرف انتقال ہو جائے گا تو حسرت و ملال اور اندوہ و غم

marfat.com

کہاں باقی رہے گا"

مرگ ست کہ دوست را رسا ند بردوست
آں کیست کہ او بمرگ شاداں نہ بود

حسنین کریمین کی آمد

روایات میں آیا ہے کہ اس موقعہ پر اُمہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن بھی وہاں پر موجود تھیں اور آپ انہیں تقویٰ اور اطاعت خداوندی کی وصیت فرما رہے تھے اچانک آپؐ نے جناب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کو فرمایا! میرے بیٹوں کو میرے پاس لاؤ، جناب سیدہ نے کسی کو بھیجا کہ جلدی سے حسن وحسین کو لے آؤ، شہزادوں نے بُلا کر لانے والے کو فرمایا ہمیں اتنی جلدی آنے کے لئے کبھی نہیں کہا گیا آج کیا وجہ ہے؟ اس کے ساتھ ہی شاہزادے تیزی سے بھاگتے ہوئے آپ کی خدمت میں آئے تو اُن کے سروں سے پٹکے گر پڑے، وہاں پر موجود مردوں اور خواتین نے انہیں اس حال میں دیکھا تو سب کے سب فریاد وفغاں کرنے لگے، شاہزادگان رسولؐ نے آگے بڑھ کر سلام کہا اور نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر بیٹھ گئے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو اس حال میں دیکھا تو رونے لگے، آپ کو روتے دیکھا تو حضرات حسنین کریمین علیہما السلام نے بھی اس شدت سے رونا شروع کر دیا کہ اُن کے رونے پر وہاں پر موجود ہر شخص کو رونا آ گیا، بلکہ اہل زمین وآسمان، جنات اور فرشتے بھی پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غم میں گریہ کناں ہو گئے اور اُس محبوب جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وداع کرتے وقت آنکھوں سے اشکوں کی بارش ہونے لگی، وہ کون سا دل تھا جو اس فراق کا متحمل ہوتا اور وہ کون سے کان تھے جن میں

marfat.com

نام وداع سُننے کی طاقت ہوتی۔

دوستاں روزِ وداع است فغاں درگیرید
دِل بیکبارگی از جانِ جہاں! برگیرید
شمع خورشید باہ سحری بنشانید
وزتف سوزِ جگر بارِ دِگر درگیرید

میرے بیٹوں کی تکریم کرنا

روایت آئی ہے کہ امام حسن علیہ السلام نے اپنا چہرہ مبارک حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ اقدس واطہر پر رکھا ہوا تھا اور امام حسین علیہ السلام نے اپنا چہرۂ انور آپ کے سینہ مبارک پر رکھا ہوا تھا اور آپ چشمان مبارک کو کھول کر دونوں کی طرف نگاہ لُطف وشفقت سے دیکھ رہے تھے کبھی اُن کو چُومتے تھے اور کبھی اُن کو سونگھتے تھے، اسی حال میں آپ نے لوگوں کو وصیت فرمائی کہ ان کا اکرام واحترام کرنا ان کی تعظیم کرنا اور ان کے ساتھ دوستی اور مودّت رکھنا۔

ہم کس کی پناہ لیں گے

مقتل نورالائمہ میں مذکور ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے شہزادوں کی طرف دیکھ کر آہستگی سے فرمایا! افسوس تمہارے ان منوّر چہروں پر غبارِ یتیمی جم جائے گا اور تمہاری زُلفیں گردِ غریبی سے اٹ جائینگی خدا جانے میرے بعد تمہارا کیا حال ہو اور جفا کاران اُمت تمہارے ساتھ کیا سلوک کریں۔ شہزادوں نے عرض کی ناناجان! آپ ہمارے چہروں کو بار بار چومتے ہیں

marfat.com

اور ہمارے سینوں کو اپنے سینے مبارک سے بہت زیادہ چمٹاتے ہیں آپ کے بعد ہماری پناہ کون ہو گا اور کون ہماری غم گساری اور دلداری کرے گا ؟

جناب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے بھی ایسے ہی آپ کی خدمت میں عرض کی اباجان میں اپنا غم کسے سناؤں گی! اگر حسن و حسین کو کوئی ضرورت پڑی تو میں کس سے مانگوں گی، اے غریبوں کے مددگار، اے یتیموں کے نوازنے والے، اے بیکسوں کے ملجا اور بے چاروں کی دستگیری فرمانے والے میں آپ کے فراق میں کیسے صبر کروں گی؟

اباجان! میں آپ کی زیارت کئے بغیر کیسے زندہ رہ سکوں گی

در غم آبادِ جہاں بے یار بُودن مشکل است

غم ز حد بگذشت بے غم خوار بودن مشکل است

رفت دلدار و دِل خُوں گشتہ را با خود ببُرد

اے عزیزاں بے دِل و دلدار بُودن مشکل است

صحابہ کی اشکباری علیؑ کو وصیت

روای نے کہا ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرۂ مبارک کے دروازۂ اقدس پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے خواص اور مقرّب حضرات تشریف فرما تھے اُنھوں نے حضرات حسنین کریمین کے رونے کی آواز سُنی تو وُہ بھی رونے لگے حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کے رونے کی آواز سُنی تو آپ بھی رونے لگے اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یارسُول اللہؐ آپ تو ہر قسم کی خطاؤں سے پاک اور معصوم ہیں آپ کے رونے کا سبب کیا ہے ؟

marfat.com

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اپنے لئے نہیں روتا بلکہ میں اپنی اُمت کے لئے رحم اور شفقت کی بنا پر روتا ہوں خدا جانے میرے بعد اس کا حال ہو اسی اثناء میں آپ نے فرمایا میرے لئے میرے بھائی علی کو بلاؤ چنانچہ حضرت علی علیہ السلام آپ کے سرہانے آکر بیٹھ گئے آپ نے اپنا سر مبارک اُٹھایا اور حضرت علیؑ نے آپ کے سر مبارک کو اپنے بازو کا سہارا دیا تو آپ نے اُن کے لئے وصیتیں ارشاد فرمائیں "

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضور رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دینی علوم کے ہزار باب سکھائے اور ہر باب میں مجھ پر دوسرے ہزار باب کھولے۔

اب ہم خوش ہیں

روایت آئی ہے کہ جب ملک الموت نے اعرابی کی صورت میں آکر اجازت طلب کی تو آپ نے کچھ دیر توقف فرما کر اہلبیت کو فرمایا اُسے اندر آنے کی اجازت دے دو چنانچہ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے آپ کی بارگاہ میں شرف باریابی حاصل کرتے ہوئے کہا اے اللہ کے نبی آپ پر سلام ہو اور بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور مجھے آپ کی اجازت سے آپ کی رُوح قبض کرنے کا حکم فرمایا ہے"

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ جب تک جبریل نہ آجائے میری رُوح قبض نہ کرنا۔ عزرائیل علیہ السلام نے عرض کی میں آپ کا فرماں بردار ہوں۔ اُدھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے جہنم کے داروغے مالک کو حکم دیا کہ میرے محبوبؐ کی رُوحِ مقدس آسمان کی طرف لائی جانے والی ہے دوزخ

marfat.com

کی آگ کو ٹھنڈی کر دے اور رضوان داروغۂ بہشت کو وحی کی کہ میرے منفی کی رُوح مقدس کے لئے بہشت کو آراستہ کرے اور حُورعین کو پیغام پہنچا دے کہ وہ خود کو آراستہ کر لے میرے محبوبؐ کی رُوح اُس تک پہنچنے والی ہے، ملائکہ ملکوت اور جبروت کی عبادت گاہوں کے مکینوں کو حکم ہُوا اُٹھ کر صفیں آراستہ کریں رُوحِ محمد، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ تشریف لانے والی ہے، جبریلؑ کو حکم ہُوا: بہشت سے میرے محبوبؐ محمد، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، کے لئے دیبا کی پوشاک لے جا چنانچہ، جبریل علیہ السلام روتے ہُوئے حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو گئے،،

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں فرمایا اے دوست اِس حال میں ہمیں اکیلے چھوڑ کر کہاں چلے گئے تھے ؟

جبریل نے عرض کی یارسُول اللہؐ میں آپ ہی کے کام میں معروف تھا اور ایسی خبریں لایا ہُوں جو آپ کی پسندیدہ اور آپکی رضا کے مطابق ہیں،

آپؐ نے فرمایا جبریلؑ وہ کیا خبر ہے ؟ جبریل نے عرض کی!

النیران قد اخمدت، والجنان قد	آپ کے استقبال کیلئے جہنم کو ٹھنڈا کر دیا گیا ہے
زخفرت، والحُور العین قد تزینت ،	جنت کو آراستہ کر دیا گیا ہے، حُور العین کی تزئین کر
والملائکۃ قد صفقت لقدوم رُوحک	دی گئی ہے اور ملائکہ صف آرا ہو گئے ہیں،،
مُجلۂ قدس برائے تو بیاراستہ اند	خوش خراماں گذری کن تماشا کہ ناز
قدمے پیش نہ و قدر فلک رابفزای	برقع از رُخ فگن و مجملہ ملک رانبواز

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا اے دوست یہ خوشخبریاں اچھی ہیں مگر مجھے ایسی خبر سُنا جس سے میری آنکھیں روشن ہوں اور دِل شاد ہو ؟

marfat.com

حضرت جبریلِ امین علیہ السلام نے عرض کی! تمام انبیاء اور اُن کی اُمتوں پر بہشت اُس وقت تک جائز نہیں ہوگا جب تک آپ اور آپ کی اُمت بہشت میں داخل نہیں ہوگی "

حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے جبریل مجھے اس سے بھی کافی تر اور شافی تر خوشخبری سناؤ؟

حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ یہ طے شدہ امر ہے کہ کل قیامت کے دِن عرصہ گاہ حسرت وندامت میں جس کے فرقِ ہمایوں پر تاجِ شفاعت پہنایا جائے گا وُہ آپ ہونگے۔ اور سب سے پہلے شفاعت کا پروانہ جس کے ہاتھ میں ہوگا وُہ آپ ہونگے "

حضور رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اے سفیرِ وحی اور مُبلغ امر ونہی مجھے وُہ بشارت پہنچا جو میرے دِل سے ملال کی گرہ کھول دے اور میری لوحِ ضمیر سے اختلال کا زنگ اُتار دے "

حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی! اے مقتدائے انبیاء ورُسل اور اے پیشوائے مناہج سُبل آپ اپنے غم کا قصہ بیان فرمائیں آخر آپ کو وُہ کون سی ایسی فکر ہے کہ یہ سب خوشخبریاں آپ کے دِل سے غم واندوہ کو دُور نہ کر سکیں "

حضور پیکرِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا! اے بھائی ہمیں اپنی اُمت کا غم ہے اور ہم اِس وقت اپنی اُمت کے لئے بے حد مغموم اور مہموم ہیں کہ ہمارے بعد دُنیا میں اب اسرارِ قرآنی کے سمندروں سے حقائق کے درخشاں موتی نکالنے کے لئے دُرِ معانی کے طالب کس سے رجوع کریں گے، ماہِ رمضان مبارک میں روزہ رکھنے والے ہمارے بغیر کیسے روزہ افطار

marfat.com

گے، بیت الحرام کے حجاج ہمارے بغیر منیٰ کے منبروں پر کس طریقہ سے آئیں گے اور قیامت کے دن یہ اپنی مہمات وامور کے سلسلہ میں کہاں جائیں گے؛

حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا اے سید و سرور آپ خوش ہو جائیں کہ قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے اُمتیوں کو اپنی پناہ میں رکھیں گے اور اُس روز آپ کے اُمتیوں کی اِس قدر بخشش فرمائیں گے کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔

وصالِ محبوبؐ

حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اب ہمارا دل خوش اور آنکھیں روشن ہیں اے ملک الموت آگے بڑھ اور اُس کام کو پورا کر جس پر تو مامور ہے۔ چنانچہ ملک الموت حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رُوحِ اطہر کو قبض کرنے میں مصروف ہو گئے اور آپؐ نے اِس حالت میں چھت کی طرف دیکھتے ہوئے ہاتھ مبارک اُٹھایا اور فرمایا بالرفیق الاعلیٰ، اچانک آپ کا دستِ کرم واپس آیا اور آپ نے عالم وصال کی طرف رحلت فرمائی

رفت آں طاؤسِ عرشی سوئے عرش

چوں رسید اندر مشامش بوئے عرش

شاہبازے ابر قفس در ہم شکست

رفت و خوش بر ساعد سلطاں نشست

جناب سیدہؑ کی اشکباری

روایت میں آیا ہے کہ جناب ملک الموت نے حضرت جبریل علیہ السلام

marfat.com

کے سامنے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رُوح مبارک کو قبض کیا اور اعلیٰ علیین کو لے گیا اور کہا وامحمداہ یارسول رب العلمین،

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے انہوں نے فرمایا میں نے آسمان سے سُنا وامحمداہ اور صحت کے ساتھ روایت آئی ہے کہ جب حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال مکانی فرمایا جناب فاطمۃ الزہرا نے روتے ہوئے کہا!

یا ابتاہ اجاب ربا دعاہ، یا ابتاہ من	اے اباجان اے پدر بزرگوار آپ کے پروردگار نے آپکی
جنت الفردوس ماواہ	دعا قبول کرلی اے اباجان آپ کی آرام گاہ جنت الماوی ہے
یا ابتاہ الی جبرئیل ننعاہ،	اے اباجان میں آپکی تعزیت جبریل سے کرتی ہوں اور اس
	مصیبت کا اجر اللہ تعالیٰ سے طلب کرتی ہوں

روایت آئی ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد جناب سیدۃ فاطمہ سلام اللہ علیہا کو کسی نے مسکراتے نہیں دیکھا یہاں تک کہ آپ کا اپنا وصال ہوگیا آپ شب و روز روتی رہتیں آپ کا ایک سانس بھی بغیر گریہ وزاری کے نہیں گذرا۔

کار او فتاد بے تو مرا گریستن
عیبست در غم تو مرا ناگریستن
شب تا بروز کار من و روز تا بشب
نالیدنست در غم تو یا گریستن

جناب سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا اور بعض امہات المومنین و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے وہ مرثیئے جو انہوں نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعزیت میں کہے بہت زیادہ اوراق کا مطالبہ کرتے

marfat.com

ہیں تاہم ان سب کا مضمون افسوس سوز و غم اور اندوہ و ملال ہے۔

شعلۂ آتش ہجراں تو جاں می سوزد — وز فراق تو دلِ پیر و جواں می سوزد
ایں چہ دردست کزو خون جگرمی ریزد — ویں چہ سوزست کزو جانِ جہاں می سوزد
شرح ایں غم چہ نویسم کہ قلم می شکند — وصف ایں حال چہ گویم کہ زباں می سوزد

غمِ مصطفیٰ میں رونے کی قیمت

اکابر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ایک صحابی کا ارشاد ہے کہ جو آنکھ بھی حضور سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غم میں روئی وہ دوزخ کی آگ نہیں دیکھے گی، اور یہ امر محض حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ تک ہی مخصوص نہیں بلکہ تاقیام قیامت آپ کے وصال مبارک کے تصور سے متاثر و متحیر ہو کر رونے والے اس حکم میں شامل ہیں، اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحلت کا غم تمام امت کے لئے ہے اور سب کا اس غم میں گریہ کناں اور اندوہناک ہونا لازم و واجب ہوگا، بلکہ جن وملک، زمین و فلک، ثابت و سیار، اجبال و احجار، نبات و اشجار، وحوش وہوام[1]، سباع[2] و سوام، مرغانِ ہوا، ماہیانِ دریا، سب کے سب اس غم میں شریک اور محزون والم زدہ ہیں۔

اے ز ہجرانت زمین و آسماں بگریستہ — سینہ و دل خوں شدہ روح درداں بگریستہ
کُن فکاں چوں قابلند و تو چو جانے کاجرم — در عزائے تو تمامی کُن فکاں بگریستہ

---

[1] حشرات الارض [2] درندے

نہ ہمیں ما خاکیاں بہرِ تو ماتم داشتیم! بلکہ رضواں نیز در باغِ جناں بگریستہ

خوں گری اے دیدہ بہرِ سیدی کز ماتمش در عزائے سیدِ آخر زماں بگریستہ

اہلِ بیت آں دم کہ گریاں گشتہ از بہرِ رسول

سنگِ خارا بر دلِ پُر دردِ شاں بگریستہ

عظم اللہ اجورنا بمصابنا بحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورزقنا شفاعتہ الکبریٰ وادخلنا تحت لوائہ الاعظم

marfat.com

بابُ چہارم

سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا کے بعض حالاتِ زندگی

marfat.com

اولادِ رسُول

جاننا چاہئے کہ اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن اطہر سے حضورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اولادِ پاک میں دو بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں، آپ کے ایک صاحبزادے کا اسم گرامی قاسمؑ تھا جن کے باعث آپ نے اپنی کنیت ابوالقاسم رکھی آپؐ کے دُوسرے شہزادے کا اسم گرامی عبداللہ اور لقب طیب و طاہر ہے ان کی ولادت باسعادت آپؐ کی بعثت کے زمانہ میں ہُوئی تھی جبکہ آپ کی شہزادیوں کے اسمائے گرامی حضرت زینب حضرت اُم کلثوم، حضرت رقیہ اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہنؑ ہیں مشہُور قول کے مطابق آپ کی سب سے چھوٹی شہزادی سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا ہیں،

روایات میں آتا ہے کہ سیدہ فاطمۃ الزہرا صلواۃ اللہ علیٰ ابیہا و علیہا کے سوا آپ کی تمام اولادِ طاہرہ آپ کی حیاتِ ظاہری میں ہی رحلت فرما گئی تھی، جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی ولادت مبارکہ کے سن میں اختلاف بسیار پایا جاتا ہے،

marfat.com

بعض کہتے ہیں کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ معظمہ سے پانچ سال قبل آپ کی ولادت باسعادت ہوئی جبکہ بعض کے نزدیک آپ کی ولادت بعثت کے پہلے سال میں ہوئی

شیخ ابو محمد بن حسام کتاب موالید میں حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جناب سیدہ کی ولادتِ معظمہ بعثتِ مبارکہ کے پانچویں سال میں ہوئی جبکہ شیخ مفید نے روضۃ الواعظین میں لکھا ہے کہ جب جناب سیدہ اپنی والدہ مکرمہ جناب خدیجۃ الکبریٰ کے بطنِ اطہر میں تھیں تو حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ علیہا السلام کو فرمایا اے خدیجہ! جبریل نے ہمیں خبر دی ہے کہ تیرے ہاں بیٹی پیدا ہو گی اور اُس کا نام فاطمہ ہے اُس کی نسل طیب و طاہر اور برکت والی ہو گی۔

جناب سیدہ کی ولادت باسعادت

جب سیدہ فاطمۃ الزہرا کی ولادتِ مُعظمہ کا وقت قریب آیا تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کسی شخص کو اپنے قریبیوں کے ہاں بھیجا کہ اُن کی عورتیں میری کفایت کے لئے آئیں، قریش کی عورتوں نے جواب بھیجا کہ اے خدیجہ تو ہمارے نزدیک گنہگار ہے تو نے ہماری بات نہ مانی اور عبداللہ کے یتیم کی زوجہ بن گئی تُو نے فقیری کو امیری پر ترجیح دی ہے اس لئے ہم تیرے پاس نہیں آئیں گی اور نہ ہی تیری کفایت کریں گی۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ اُن کے جواب سے غمزدہ ومحزون ہو گئیں تو اچانک گندمی رنگ اور لانبے قد کی چار خواتین آپ کے سامنے ظاہر ہو گئیں اور بنی ہاشم کی عورتوں کی طرح گفتگو کرنے لگیں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ انہیں دیکھ کر ڈر گئیں

marfat.com

تو اُن میں سے ایک نے کہا اے خدیجہؓ! غم نہ کر اور نہ ہی تجھے ڈرنے کی ضرورت ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں تیرے لئے بھیجا ہے اور ہم تیری بہنیں ہیں میں سارہؓ ہوں دوسری مریمؑ ہیں۔ تیسری حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ کلثومؓ ہیں اور چوتھی فرعون کی بیوی آسیہؑ ہیں اور یہ سب بہشت میں تیری ساتھی ہیں۔ بعد ازاں اُن میں سے ایک خاتون آپ کے دائیں ایک بائیں ایک سامنے اور ایک پیچھے بیٹھ گئیں تو جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام علیہا کی ولادت باسعادت ہوگئی

گلشنِ عصمت وطہارت کا پھول

جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا طاہرہ مطہرہ اور پاکیزہ جب زمین پر تشریف لائیں تو آپ کا نورِ مبارک درخشاں ہوگیا چنانچہ آپ کے نور نے مکہ معظمہ کے مکانوں کو گھیر لیا اور زمین کے شرق وغرب میں کوئی ایسی جگہ نہ تھی جسے اس نور نے روشن نہ کیا ہو،

برآسمانِ رسالت ہلالے از نو تافت
بہ بوستانِ نبوت گلِ ز نو بشگفت

گلستانِ احمدی کے اقبال کا شجر ثمر بار ہوگیا۔ چمنستانِ سعادت محمدی صلوات اللہ وسلامہ علیہ غنچۂ دلپسند سے آراستہ ہوگیا۔ گلشنِ عصمت کا پھول تقدس وطہارت کے باغ میں نسیمِ جمال اور شمیمِ کمال سے پیراستہ ہوگیا،

تبارک اللہ ازیں اخترِ خجستہ کہ گشت
ز نورِ طلعت او برجِ فضل نورانی

marfat.com

پہلا غسل آبِ کوثر سے دیا

روایت میں آیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حجرۂ پاک میں جنت کی دس حوروں کو بھیجا ان میں سے ہر ایک کے پاس ایک طشت اور ٹپکتی ہوئی چھاگل تھی اور ان چھاگلوں میں کوثر کا پانی تھا، چنانچہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے بیٹھی ہوئی خاتون نے جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو لیکر کوثر کے پانی سے نہلایا اور ایک سفید کپڑا نکال کر اعلیٰ قسم کی خوشبوؤں میں بسا کر آپ کو پہنایا اور ایسے ہی ایک اور پاکیزہ خوشبوؤں میں بسا ہوا کپڑے کا رومال آپ کے فرقِ طاہر پر باندھ کر کہا! اے خدیجہؓ اب اس پاک اور پاکیزہ کو لے لیں اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کی اولاد پر برکت کرے اور دوسری خواتین نے بھی جناب خدیجۃ الکبریٰ کو مبارک باد پیش کی"

جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا نے خوشی خوشی بیٹی کو گود میں لیا حضورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ کا نام فاطمہ رکھا آپ کی کنیت اُم محمدؐ لقب راضیہ، مرضیہ، میمونہ، زکیہ، بتول اور زہرا ہیں آپ کے فضائل ومناقب بے شمار اور لاحصر ہیں"

سب سے زیادہ محبت

روضۃ الاحباب میں آیا ہے کہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا گیا کہ حضورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عورتوں میں سب سے زیادہ محبوب کون تھا؟ فرمایا حضرت فاطمہؓ، پوچھا مردوں میں سب سے زیادہ

marfat.com

محبوب کون تھا؟ فرمایا فاطمہ کا شوہر"

عورت کے لئے بہتر چیز

یہ روایت بھی پایۂ ثبوت کو پہنچی ہوئی ہے کہ ایک روز حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے پوچھا کہ عورتوں کے لئے بہتر چیز کیا ہے؟

صحابہ نہیں جانتے تھے کہ اس کا کیا جواب دیا جائے چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اپنے گھر تشریف لائے اور مجلس میں ہونے والا واقعہ جناب سیدہ کے گوش گذار کیا!

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے کہا آپ نے یہ کیوں نہ بتایا کہ عورتوں کے لئے سب سے بہتر چیز یہ ہے کہ غیر مردوں کو نہ دیکھیں"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم دوبارہ مسجد میں تشریف لائے اور حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور میں یہی جواب دہرا دیا۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پوچھا اے علی! تو نے یہ جواب کہاں سے معلوم کیا؟

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کی! آپ کی بیٹی فاطمہؑ سے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا! کیوں نہ ہو فاطمہ میرا ٹکڑا ہے؟

کیا سیدہ بیٹوں کے قاتلوں سے خوش ہیں؟

صحت کے ساتھ روایت آئی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت فاطمہ کی ناراضگی سے ناراض اور خوشی سے خوش ہوتا ہے، اب دیکھنا یہ ہے کیا

marfat.com

جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا اپنے بیٹوں کے قاتلوں سے خوش ہیں یقیناً آپ اُن سے ناراض ہیں اور جناب فاطمہؑ کی ناراضگی خدا کے غضب کا سبب ہے پس وُہ ستمگار ظالم اور بدبخت غدار خدا تعالیٰ جلّ مجدہ الکریم کے غضب میں گرفتار ہیں اور اُن کے سلسلہ میں جو عُذر پیش کیا جاتا ہے اُسے کوئی نہیں سُنے گا

قتل اولادِ نبیؐ آں گاہ عُذر
بیشک آں عذریست بدتراز گناہ

گمشدگی امام حسینؑ

روایات میں آیا ہے کہ ایک روز حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک غزوہ میں تشریف لے گئے اور حضرت علی مُرتضیٰ علیہ السلام آپ کے ساتھ تھے۔ حضرات امامین حسنین کریمین علیہما السلام اُس وقت بچے تھے۔ جناب امام حسین علیہ السلام گھر سے نکلے اور مدینہ منورہ کے نخلستانوں کی طرف چلے گئے آپ لہلاتے درختوں کو دیکھ کر خوش ہو رہے تھے کہ اچانک صالح بن رفعہ یہودی نے آپ کو اکیلے دیکھا تو اٹھا کر لے گیا اور اپنے گھر میں جا کر چھُپا دیا۔ یہاں تک کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا جناب حسینؑ گھر میں نہ پہنچے تو جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا بے قرار و مضطرب ہو گئیں۔

راوی فرماتے ہیں کہ جناب سیدہؑ اُس روز ستّر بار اپنے گھر کے دروازہ میں آئیں تاکہ کسی کو تلاشِ حسینؑ میں روانہ کریں مگر باہر کسی کو موجود نہ پا کر واپس چلی جاتیں۔

بالآخر آپ نے امام حسن علیہ السلام کو فرمایا! اے جانِ مادر جا کر اپنے بھائی کو تلاش کر کیونکہ میرا زخمی دل اُس کے فراق میں جل رہا ہے اور میرے

marfat.com

سینے کی بھٹی سے غم کے شعلے اُٹھ رہے ہیں۔

جناب امام حسن علیہ السلام والدہ محترمہ کا حکم سن کر اُٹھے اور بھائی کی تلاش میں مدینہ منورہ کے باہر نخلستانوں میں جا کر کہنے لگے اے حسین ابن علی اے نبی کی آنکھوں کی ٹھنڈک تو کہاں ہے اور تو کیوں اپنے بھائی کو اپنا دیدار نہیں کراتا۔

دل ماتمام بُردی رُخ خود نمی نمائی
بکجاست جویم اے جان نکر پرسمت کجائی

گفتگوئے آہو

جناب امام حسن علیہ السلام صدا پر صدا دے رہے تھے مگر ان صداؤں کو جواب نہیں مل رہا تھا اچانک وہاں پر ہرن ظاہر ہوا اور امام حسین علیہ السلام کی زبان سے بے ساختہ نکل گیا اے ہرن تو نے میرے بھائی حسین کو دیکھا ہے؟ اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرمان اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تیمن وبرکت سے اس ہرن کو قوت گویائی حاصل ہو گئی اور اس نے کہا اے نور دیدۂ پیغمبر اور سرور سینۂ زہرا حسینؑ نہیں صالح بن رفعہ یہودی اُٹھا کر لے گیا ہے اور اس نے انہیں اپنے گھر میں چھپا رکھا ہے آپ اس خزانہ کو اس کے ویرانہ میں اور اس موتی کو اس کے خزانہ میں تلاش کریں۔

امامِ حسنؑ کی یہودی سے گفتگو

جناب سیدنا امام حسن علیہ السلام خراماں خراماں صالح کے گھر تشریف لائے اور اس کے دروازہ پر آ کر اسے آواز دی، صالح باہر آیا تو امام حسن

marfat.com

علیہ السلام نے فرمایا! میرے بھائی حسینؑ کو باہر لا کر میرے حوالے کر دے ورنہ میں اپنی والدہ ماجدہ سے کہہ دوں گا اور اُن کی آہِ سحر گاہی اور یارب کی صدا دربارِ الٰہی میں پہنچ جائے گی اور رُوئے زمین کا ایک یہودی بھی زندہ نہیں رہے گا، اور میں اپنے والد گرامی کو بتا دوں گا تو اُن کی تیغِ آبدار یہودیوں کو چیر کر رکھ دے گی۔"

اور میں اپنے نانا سے درخواست کروں گا تو اُن کے ترکشِ اخلاص کا تیرِ دُعا یقین کی کمان سے نکل کر قابَ قوسین کے ہدف پر پہنچا تو اللہ تبارک و تعالٰی اُسے قبول فرمالے گا اور تمام یہودی بے جان ہو جائیں گے

امام حسن علیہ السلام کی یہ گفتگو سن کر صالح حیران رہ گیا اور اس تلاش و جستجو پر متعجب ہو کر کہنے لگا اے بیٹے تمہاری والدہ محترمہ کون ہیں؟

تعارف اور گفتگو کا اثر

حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا! میری والدہ محترمہ زہرہٗ زہرا ہیں روضۂ خضرا ہیں صفوتِ خاندانِ رسالت ہیں واسطۂ قلادۂ عزت و جلالت ہیں درۂ صدفِ عصمت ہیں غرۂ چہرۂ علم و حکمت ہیں نقطۂ دائرہ مناقب و مفاخر ہیں لمعۂ ناصیۂ محامد ہیں اُن کے وجودِ مبارک کا نشان بہشت بریں کے سیب کے خمیر سے اُٹھایا گیا ہے ان کے ضمانت نامہ میں گنہگاروں کی آزادی تحریر ہے، وہ سادات کی ماں اور سعادتوں کا مجمع ہیں اُن کے لئے اہلِ محشر کی نگاہیں جھک جائیں گی اور اُن کا اسمِ گرامی بتول عذرا فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہے۔"

صالح نے کہا! مجھے آپ کی والدہ محترمہ کے بارے میں معلوم ہو گیا اب آپ اپنے والدِ گرامی کا تعارف بھی کرا دیں کہ وہ کون ہیں؟

marfat.com

امام حسن علیہ السلام نے فرمایا! میرے والد گرامی شیرِ یزدان اور شاہِ مردان ہیں وُہ میدانِ حرب میں تلوار چلانے والے ہیں، وُہ منکرین اور سرکشوں پر نیزہ برسانے والے ہیں، وُہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ قبلہ کی طرف نماز پڑھنے والے ہیں اور اپنی جان کو سیدِ انس وجان پر فدا کرنے والے ہیں، جبریلؑ آسمان سے اُن کی شجاعت وبہادری کی منادی کرتے ہیں، اُن کے اللہ تعالیٰ نے اُن کا نام علی رکھا ہے، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! اُن کی تکریم وتعظیم کا اہتمام کرتے ہیں، وُہ غالب آنے والے سردار ہیں اور اُن کا نام محورِ فلکِ مواہب علی ابن ابی طالب ہے"۔

صالح نے کہا میں نے آپ کے والدِ گرامی کو بھی جان لیا اب آپ مجھے اپنے جدِّ امجد کے بارے میں بھی بتائیں کہ وُہ کون ہیں؟

حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا وُہ شرفِ خلیلؑ کے صدف کے موتی ہیں، وُہ مُقدرِ اسماعیلؑ کے شجر کا ثمر ہیں۔ وُہ قندیلِ بزرگی کا درخشندہ نوُر ہیں جو بادشاہِ جلیل کے عرش کی بلندیوں سے مکہ معظمہ میں لٹکائی ہوئی ہے اُنہوں نے عشاء کی نماز مسجد اقصٰے میں گذاری سُنتیں عرش مجید کے نیچے پڑھیں اور مقامِ قابَ قوسین پر پہنچ گئے، وُہ جنوں اور انسانوں کے رسُول ہیں، وُہ دونوں جہانوں کے امام ہیں، وُہ کونین کے سردار اور نظامِ دارین ہیں" وُہ مُقتدائے حرمین اور مشرقین ومغربین والوں کے پیشوا ہیں وُہ جدِ سبطین سندین ہیں میں حسنؑ ہوں اور حسینؑ میرے بھائی ہیں، جناب امام حسن علیہ السلام نے یہ مناقب بیان فرمائے تو آپ کے اِس کلام کے صَیقل نے صالح کے دل کا آئینہ غبارِ کُفر سے صاف کر دیا اور اُس کی آنکھوں سے ندامت کے آنسو بہنے لگے چنانچہ اُس نے حیرت زدہ نگاہوں سے امام حسن علیہ السلام کی

marfat.com

طرف دیکھ کر کہا

اَے آفتابِ عالم جاں نُورِ رُوئے تو
صد دِل اسیرِ سلسلۂ مشکبوئے تو
کردی سُخن ادا و صدف وار گوشِ من
پُر دُرِ شاہوار شُد از گفتگوئے تو

صالح کا اسلام اور امام حسین کی واپسی

پس صالح نے کہا اے جگر گوشۂ رسُول خُدا، اور اَے نُور دیدۂ علی المرتضٰے اور اَے سرورِ دِل فاطمۃ الزہرا! اس سے پہلے کہ میں آپ کو آپ کے بھائی سے ملاؤں آپ اپنے جدِ بزرگوار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مُحبّت کی مُہر میرے دل کے نگینے پر ثبت فرمائیں تاکہ میں احکام اسلام کے سامنے گردن جُھکاؤں اور فرامین قرآن کا مطیع و فرمانبردار بن جاؤں، امام حسن علیہ السلام نے اُس پر اسلام پیش کیا تو صالح خلوص دل سے مُسلمان ہو کر اپنے گھر کے اندر گیا اور امام حسین علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر باہر آیا اور اُن کا ہاتھ امام حسن علیہ السلام کے ہاتھ میں دے دیا بعد ازاں سونے اور چاندی کا ایک تھال بھر کر اِن دونوں پر نچھاور کیا، امام حسن علیہ السلام اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ کر گھر میں آئے تو جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے قلبِ اطہر کو چین مل گیا"

رُخ نمودی وِدلم را فرحے رُوئے نمود
آمدی وز قدمت جاں بتنم باز آمد

آستانۂ بتُول پر

دوسرے دن صالح اپنی قوم کے نستّر افراد کے ساتھ مسلمان ہو کر جناب

marfat.com

سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے بیت الشرف پر حاضر ہوا اور کلمۂ شہادت کی آواز دیتے ہوئے اپنی سفید ڈاڑھی کو جناب سیدہ زہرا سلام اللہ علیھا کی چوکھٹ سے ملنے لگا پھر اُس نے سوزِ سینہ اور کمال نیازمندی سے روتے ہوئے کہا۔ اے بنتِ مصطفٰے میں نے بہت بُرا کیا کہ آپ کو آپ کے بیٹے کی جدائی میں پریشان کیا، میں اپنی اِس حرکت سے سخت پریشان ہوں میری اِس خطا کو معاف فرمائیں،

جناب سیدۃ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے اُسے پیغام بھیجا کہ میں نے اپنا حصہ تجھے معاف کیا مگر یہ علی المرتضٰے کے بیٹے ہیں تو اُن سے عُذر خواہی کر اور معافی مانگ۔

دربارِ علی میں

صالح حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی واپسی کا انتظار کرتا رہا۔ یہاں تک کہ آپ غزدہ سے تشریف لائے تو اُس نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر صورتِ حال بیان کی، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ارشاد فرمایا اے صالح میں تجھ پر خوش ہوں اور تیرے اِس گناہ سے درگذر کرتا ہوں مگر یہ دونوں باغِ رسالت کے پھول، درِ چمنستانِ جلالت کے شجر ہیں یہ دونوں سیدِ عالم کے جگر گوشے اور تاجدارِ اولادِ آدم کے نورِ نظر ہیں تو حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں جا کر عُذر خواہی کر،

بارگاہ رسُول میں

صالح روتا ہوا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ... مزار

marfat.com

میں حاضر ہوا اور عرض کی اے رسولوں کے سردار اور سارے جہانوں کی رحمت صالح خطا کار ہے اس نے آپ کے جگر گوشہ پر ظلم و جفا کیا اور انہیں اُن کی والدہ اور بھائی کی اجازت کے بغیر اپنے گھر لے گیا اور جب واقف حال ہوا تو اُسی وقت اُنہیں اُن کے بھائی کے سپرد کر دیا۔ اب اس نے یعنی میں نے اسلام پر کمر باندھ لی ہے اور شریعت و سُنّت کی اِتباع پر قائم ہو گیا ہوں اور جو کچھ میں نے کیا ہے اُس پر تائب ہو کر رجوع کو سامنے لایا ہوں مجھے اپنے کئے پر بے حد افسوس ہے آپ مجھ پر رحم فرمائیں اور میرے گناہ سے درگذر فرمائیں۔"

دربارِ خُداوندی میں

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے صالح میں نے اپنا حصہ تجھے معاف کر دیا مگر حسن و حسین دونوں ہی خدا کے برگزیدہ ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ تجھے معاف کر دے اور تجھ سے خوش ہو جائے تو تیرا ہر نقصان نفع بن جائے گا صالح بے چارہ صحرا کی طرف نکل گیا اور تضرع و زاری کرتے ہوئے بارگاہِ خُداوندی میں عرض کرنے لگا الٰہی میں نے گناہ کیا ہے اور اپنے حال کو تباہ کر لیا ہے اور اس بے ادبی سے اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کر لیا ہے"

یارب بدرِ تو عذر خواہ آمدہ اُم
بگریختہ بُودہ اُم براہ آمدہ ام
اکنوں زپئے عُذرِ گناہ آمدہ ام
بپذیر کہ باحال تباہ آمدہ اِم

marfat.com

اب معافی ہوتی ہے

عالم اس طرح سترہ دن شب و روز روتا ہوا، صحراؤں میں پھرتا رہا بالآخر اُس کا نالۂ شب منزلِ ثریا سے گذر گیا چنانچہ اٹھارہویں روز حضرت جبریل امین خالقِ کائنات کے حضور سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے سردار آپ کے خدا نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ اُس بوڑھے مجروح کو واپس بلا لیں میں نے اُس کی توبہ قبول کر لی ہے اور اُس کے گناہوں پر قلم عفو پھیر دیا ہے اور اُس کا نام اپنے دوستوں کے جریدہ میں لکھ لیا ہے"

غور کیجئے

میرے عزیز اس بات پر نظر کر کہ ایک کافر نے اتنی سی خطا کی کہ امام حسین علیہ السلام کو اپنے گھر میں لے جا کر چھپا لیا۔ نہ انہیں طمانچہ مارا اور نہ انہیں کوئی سخت بات کہی اس کے بعد وہ اپنے کئے پر پشیمان ہوا تو کفر کو چھوڑ کر مسلمان ہو گیا اور اس قدر تضرع و زاری کی کہ اللہ تعالیٰ اُس سے خوش ہو گیا، اور وہ ستم گار اور ظالم جنہوں نے جگر گوشۂ مصطفیٰ نورِ دیدۂ زہرا کے زہر قہر سے بہتر ٹکڑے کر دیئے اور علی المرتضیٰ کے پسندیدہ بیٹے کو کرب و بلا میں تیغ بے دیں کے ساتھ بہتر ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا۔ اُن کا حال کیا ہے کہ ہوگا۔

خوں ریزئی اولادِ رسول	ہیبت آخر خداوند جہاں شرم نہ بود
ہیچ اندیشہ نہ کردی کہ رسول ثقلین	از پئے حرمتِ ایشاں چہ وصیت فرمود
آہ از آں دم کہ کند ظلم از جور تو داد	مصطفیٰ بر تو غضبناک و علی خشم آلود

marfat.com

مناقب بتولؑ

اب ہم جناب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے مناقب میں سے چند ایک کا ذکر کرتے ہیں جو کتابوں میں مذکور ہیں۔ حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری ماں نے مجھ سے پوچھا! تو نے کب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نہیں کی میں نے کہا تھوڑا ہی وقت گذرا ہے۔ میری ماں نے مجھے ڈانٹا اور گالیاں دیں میں نے کہا کہ آپ مجھے معاف کر دیں تاکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز ادا کر دوں اور پھر آپ کی اور اپنی بخشش کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے التماس کر دوں۔ میری والدہ نے مجھے اجازت دے دی اور میں نے مغرب اور عشاء کی نماز حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں ادا کی۔ آپ جب نماز سے فارغ ہوئے تو اپنے حجرہ کی طرف چل دیئے میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص راستے میں آپ کو ملا اور اس نے آپ کے ساتھ سرگوشی کے انداز میں کوئی بات کی اور غائب ہو گیا۔ آپ پھر چلنے لگے تو میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ آپ نے میرے پاؤں کی آواز سنی تو آپ نے فرمایا کیا یہ حذیفہ ہے؟ میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ آپ نے پوچھا تیری کیا حاجت ہے؟ میں نے عرض کی آپ میری اور میری ماں کی بخشش طلب فرمائیں، آپ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ تیری اور تیری والدہ کی مغفرت فرمائے۔ پھر فرمایا جس شخص نے راستے میں ہمارے ساتھ ملاقات کی تھی تو نے اسے دیکھا؟ میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ!

marfat.com

آپ نے فرمایا، وہ ایک فرشتہ تھا جو اس سے پہلے کبھی زمین پر نہیں آیا، اُس نے اپنے پروردگار سے اجازت طلب کی تھی کہ مجھ پر سلام کہے اور مجھے یہ خوشخبری سنائے کہ فاطمہ جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہے، اور حسن وحسین جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تیرے لیئے دونوں جہان کی عورتوں سے یہ کافی ہیں یعنی اُن میں سے جو مناقب و علو مرتبت کی جہت سے آراستہ ہیں وہ مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمدؐ اور آسیہ بنت مزاحم فرعون کی بیوی ہیں۔

شانِ زہراؑ اکب سے ہے

ابن بابویہ کتاب آل میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ جب حق سُبحانہٗ وتعالیٰ نے حضرت آدمؑ اور جناب حوّا کو بہشت میں متمکن فرمایا تو یہ دونوں باغ فردوس میں چلتے ہوئے خود کو انتہائی عزت و احتشام کے مقام پر دیکھتے۔ ایک روز حضرت آدم علیہ السلام نے جناب حوا کو فرمایا اللہ تبارک تعالیٰ نے تجھے نہایت خوبصورت بنایا ہے۔ اور لوح وجود پر تجھ سے خوبصورت تر کوئی نقش تحریر نہیں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے جبرئیل کو حکم دیا کہ ان کو فردوسِ اعلیٰ پر لے جا جب حضرت آدم اور جناب حوّا علیہما السلام فردوسِ اعلیٰ میں آئے تو انہوں نے بہشت کے ایک انتہائی خوبصورت تخت پر ایک لڑکی کو دیکھا اُس کے سر پر نور کا تاج تھا اور نور ہی کے دو گوشوارے اُس کے کانوں میں تھے اور اُس کے چہرۂ انور کے

marfat.com

نور سے بہشت اس طرح روشن تھا جیسے آفتاب چمک رہا ہو،

تُو رخ نمودی و عالم تمام نور گرفت

حضرت آدم علیہ السلام نے کہا اے جبریل! یہ کس شخص کی بیٹی ہے جس کے چہرے کے نُور سے ریاضِ جنّت نورانی ہو گیا ہے؟

حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا یہ آپ کی اولاد سے پیغمبرِ آخر الزمان حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی جنابِ فاطمہ سلام اللہ علیہا ہیں،

حضرت آدم علیہ السلام نے کہا وُہ تاج کیا ہے جو انہوں نے سر پہ پہن رکھا ہے؟

حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا یہ اُن کے شوہر حضرت علی علیہ السلام ہیں،

حضرت آدم علیہ السلام نے کہا وُہ گوشوارے کیا ہیں جو انہوں نے کانوں میں پہن رکھے ہیں؟

جبریل علیہ السلام نے کہا یہ اُن کے بیٹے حضرت حسن اور حضرت حسین علیہما السلام ہیں"

حضرت آدم علیہ السلام نے کہا اے جبرئیل کیا یہ لوگ مجھ سے پہلے پیدا کیے گئے ہیں؟

جبریل علیہ السلام نے کہا اے آدمؑ یہ آپ کی پیدائش سے چار ہزار سال قبل خُداوند عالم کے پوشیدہ علم میں موجود تھے

آں دم کہ خانہ بر سر کُوئے تو ساختم
آدم ہنوز محرمِ خلدِ بریں نہ بُود

marfat.com

آں دم کہ بارِ امانت در آمدیم
جبریلؑ در خزانۂ رحمت امین بود

حدیثِ کسا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صحت کے ساتھ روایت پہنچی ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اون کا کمبل اوڑھے ہوئے باہر نکلے تو اُن کے سامنے امام حسن علیہ السلام آ گئے آپ نے اُنہیں کمبل میں چھپا لیا پھر حسین علیہ السلام آ گئے تو اُن کو بھی کمبل میں چھپا لیا اُن کے بعد حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ علیہا السلام آئے اور آپ نے اُن کو بھی کملی میں چھپا لیا تو جبریل علیہ السلام یہ آیت لے کر نازل ہو گئے

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اھلَ البیتِ ویُطھِّرکم تطھیراً (القرآن) — یعنی سوائے اس کے نہیں کہ اللہ چاہتا ہے اے اہلبیت تم سے رجس کو دور کر کے خوب خوب پاکیزہ فرما دے

اور ان چاروں افراد کے حق میں آپ نے فرمایا

انا حربٌ لمن حاربکم وسلمٌ لمن سالمکم یعنی جو اِن سے جنگ کرے گا میں اُس سے جنگ کروں گا جو اِن سے صلح رکھے گا میں اُس سے صلح رکھوں گا۔

جنابِ سیّدہ کو شادی کا بلاوا

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا مکہ معظمہ میں آٹھ سال تک اپنے والدِ گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں رہیں اور حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُن کی بہت ... وہ تکریم منقول ہے اُن میں سے بعض کتابوں میں آنے والی ایک یہ روایت ہے کہ ایک روز حضور رسالتمآب صلی

marfat.com

اللہ علیہ وآلہ وسلم دیوارِ کعبہ سے پُشت مبارک لگائے مسجد الحرام میں تشریف فرما تھے کہ قریش کی عورتوں کی ایک جماعت لباسِ فاخرہ پہنے ہوئے آپ کے پاس آئی۔ اور اُن عورتوں نے آپ سے کہا اے محمدؐ! اگرچہ ہم آپ کی ملّت سے بیگانہ ہیں مگر نسبت و قرابت کے لحاظ سے آپ سے الگ نہیں ہیں ہم سب ایک شہر کے رہنے والے اور ہم خانہ ہیں اس لئے ہم نہیں چاہتے کہ آپ سے کُلّی طور پر رشتۂ رحم کو منقطع کرلیں آج آپ کی فلاں رشتہ دار لڑکی کی فلاں لڑکے کے ساتھ شادی ہے جس کے جشنِ عروسی میں ہم لوگ حصّہ لے رہے ہیں آپ بھی اپنی صاحبزادی فاطمہؑ کو وہاں پر بھیج دیں تاکہ یہ بھی جشنِ عروسی کو دیکھے اور رسم اپنائیت کو بجالائے۔

نیز یہ کہ! اپنی تشریف آوری سے ہمارے گھر کو رونق اور ہماری مجلس کو زینت بخشئے"

حضورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ دیر توقف کرنے کے بعد فرمایا اچھی بات ہے۔ تم جاؤ ہم فاطمہؑ کو بھیج دیں گے۔ وہ عورتیں چلی گئیں تو حضورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے پاس تشریف لائے اور کہا اے جان پدر! مجھے حکم دیا گیا ہے کہ خلقت کے ساتھ خلق سے پیش آؤں اور دُشمن کے آزار و جفا کو تحمل سے برداشت کروں اور ان کے زہرِ نفاق کا مقابلہ شکر کی شکرّ سے کروں!

جنگ باید دید و پنداریہ صلح
زہر باید خورد و پنداریہ قند

آج عرب کی عورتیں تیرے باپ کے پاس یہ درخواست لے کر آئی تھیں کہ تو ان کے گھر جائے اور ان کے عقد و عروسی کے موقعہ پر ان کے ہاں موجود رہ کر

marfat.com

شادی میں شرکت کرے میں نے اُن کی یہ بات قبول کرلی کہ تجھے وہاں بھیج دوں گا تیرا اس امر میں کیا مشورہ ہے؟

جناب سیدہ زہرا سلام اللہ علیہا نے عرض کی کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسُول کا حُکم درست اور کافی ہے میں حُکم کی بندی ہوں اور آپ کے حُکم سے سرتابی کی طاقت نہیں رکھتی۔

مرا تو جان عزیزی و شاہ محترمی
بہر چہ حُکم کنی بر وجودِ من حکمی

پریشانی یہ ہے

بعدازاں جناب سیدہ نے کہا ابا جان! میں آپ کے حُکم کے مطابق اُن کی مجلس میں ضرور جاؤں گی مگر حیران ہوں کہ کون سے کپڑے پہنوں اور کس لباس میں وہاں جاؤں اُن عورتوں نے نہایت خوبصورت کپڑے پہنے ہوں گے اور نہایت قیمتی لباس سے آراستہ ہوں گی، ہو سکتا ہے کہ وہ مجھے پرانی چادر اور پرانے کپڑوں میں دیکھ کر طعنہ زنی کریں اور میری حالت پر افسوس کرتے ہوئے میرا مذاق اڑائیں وہاں پر عتبہ کی بیوی شیبہ کی بیٹی اور ابو جہل کی بہن فضول گو کج فہم اور رعونت بھری بے ادبوں کے ساتھ وہاں پر موجود ہونگی اور سب مجھے اِس حال میں دیکھیں گی۔

ابا جان! آپ عرب کی لڑکیوں کی لاف و گزاف کو اچھی طرح جانتے ہیں حمالۃ الحطب جو کہ آپ کے راستے میں کانٹے بچھایا کرتی ہے اور ابو سفیان کی بیوی ہندہ جسے آپ کی غیبت کے سوا کام ہی نہیں یہ دونوں بھی اُس مجلس میں موجود ہوں گی۔

marfat.com

اباجان آپ کے ضمیرِ منیر پر اچھی طرح روشن ہے کہ یہ سب میری والدہ محترمہ خدیجہ کے پاس آیا کرتی تھیں اور ہر روز اُن کے حضور میں حاضری دیتی تھیں آج یہ سب دیبائے رومی، خزِ مصری، بُردِ یمنی اور حُلّۂ عراقی پہنے قیمتی زیورات سے آراستہ ہو کر بیٹھی ہوں گی علاوہ ازیں وُہ زروجواہر سے مُزیّن تاج سروں پر رکھے ہُوئے زربفت کے تکیوں سے ٹیک لگائے بیٹھی ہوں گی جبکہ میرے سر پر وہ چادر ہو گی جس میں کہیں پر تو کھجور کی چھال کی اور کہیں اُون کے دھاگے کی پیوندکاری کی گئی ہے ،

اباجان! جب میں اِن حالات میں اُن کی مجلس میں جاؤنگی تو وُہ مجھے دیکھ کر یہ نہیں کہیں گی کہ اِس لڑکی کا حال دیکھو! جب اِس کی والدہ کا عقد ہُوا تھا تو اُس کی گردن میں خراج مملکت کا ہار تھا اور اب یہ لڑکی ٹاٹ کا لباس پہنے ہُوئے ہے اِس کی وجہ کیا ہے؟

اَے پدرِ بزرگوار اگرچہ ان عورتوں سے یہ راز پوشیدہ نہیں اور وُہ اچھی طرح جانتی ہیں کہ گلستانِ نبوت میں نشوونما پانے والا اور جُوئبارِ رسالت سے بُلند ہونے والا درخت ریشمیں ملبوسات اور خُوبصورت زیورات کا طالب نہیں ہوتا بلکہ وُہ دنیا کی کسی متاعِ غرور پر فریفتہ نہیں ہوتا مگر یہ ان تمام صورتوں کو نگاہِ ظاہری سے دیکھتی ہیں اور نگاہِ بصیرت سے اِس کا مشاہدہ نہیں کرتیں

دِے کہ آں صورت پرست از حالِ ما آگاہ نیست
آرے آرے اہلِ صُورت را بمعنی راہ نیست

اگر آج میری ماں زندہ ہوتی

اباجان! اگر آج میری والدہ ماجدہ جنابِ خدیجہ موجود ہوتیں تو اِن

marfat.com

عورتوں میں یہ داعیہ نہ پیدا ہوتا اور نہ ہی ان کے ذہنوں میں کبھی خیال پیدا ہوتا اب جب کہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے جوارِ رحمت میں چلی گئی ہیں تو میں اُن کے فراق کی خزاں میں بلبلِ بے قرار کی طرح خوشبوئے گلزار پر گریہ کناں ہوں اور عرب کی عورتوں کے خارِ طعن سے شرمندگی کے باعث ماں کو یاد کر کے زار و قطار رو رہی ہوں

ہر گاہ کہ دلم از غمِ دلدار بنالد
از نالۂ زارم در و دیوار بنالد
مپسند مکن اے دوست اگر زار بنالم
کاں را کہ فراقت بنا چار بنالد

بیٹی غم نہ کر

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے یہ کہا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، بیٹی کا یہ حال دیکھا تو حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اشکبار ہو گئے اور روتے ہوئے فرمایا! اے جانِ پدر غمزدہ نہ ہو لباسِ فاخرہ اور قیمتی زیورات ہمارے نزدیک کچھ قدر و قیمت نہیں رکھتے،

گو ہُد ہُد کے سر پر تاج ہوتا ہے مگر اُس کی بد بُو مشام کی تکلیف کا باعث ہے، اگرچہ مور کا لباس نہایت خوبصورت اور چمکدار ہوتا ہے مگر اُس کے سیاہ پاؤں اُسے رُسوا کر دیتے ہیں۔ آج جو پھول کی طرح زرد و سرخ لباس پہن کر تکبر کے باغ میں جلوہ گری دکھاتا ہے کل بے قیمت کانٹے کی طرح جہنم کی آگ کا ایندھن بنے گا،

ابو جہل کی بہن اگر آج جہالت سے طوقِ زرّیں گردن میں پہنتی ہے

marfat.com

تو کل قیامت کے دن اُس کی گردن میں طوقِ آتش ہوگا، عتبہ کی بیٹی اگر آج عیش و عشرت کے گاؤ تکیئے پر ٹیک لگا کر بیٹھتی ہے تو آخرت میں اُس کا عتاب اُس کے پیچھے ہوگا، اے میری بیٹی! باعثِ فخر گلیم فقر ہے۔ کیونکہ کلیم اللہ گلیم پہن کر طور کی بلندیوں کے محرم اور قبۂ نور کے مقرب بنے تھے۔

ماؤ گلیم فقر کہ تارے ازاں بہ است
از حلۂ یمانی و دیبائے ششتری
ما و پلاس عجز کہ در دیدۂ خرد
زیبا تر از ملابسِ خز است و عبقری

انعام و پیغام خداوندی

حضور رسالتمآب اور جناب فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علی ابیہا وعلیہا یہ گفتگو فرما رہے تھے کہ ربِ جلیل کی طرف سے حضرت جبریل علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوگئے اور عرض کی!

یا رسول اللہ! اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ فاطمہؑ سے شادی میں شرکت کے لئے کہیں، کیونکہ ان کے وہاں جانے سے عجیب و غریب اسرار و احوال کا ظہور ہوگا اور اُن لوگوں میں سے بعض عورتیں اِن کے قدوم کی برکت سے اِن کا شکار ہو کر کفر کی قید سے نجات حاصل کرلیں گی۔"

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ پیغام سُن کر جناب سیدۃ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو فرمایا اے میرے جگر کے ٹکڑے! ابھی ابھی اللہ تعالیٰ کی وحی اور قواعدِ امر و نہی لانے والا طاؤسِ ملائکہ آشیانہ سدرۃ المنتہیٰ

marfat.com

سے میرے پاس آیا تھا اور اُس نے اللہ ربّ العزت کا پیغام دیا ہے کہ فاطمہ کو قریشیہ عورتوں کی مجلسِ عروسی میں جانے کے لئے کہوں"

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے عرض کی اے میرے ابا جان! اے سید البشر اور شفیعِ محشر میں آپ کی فرمانبردار ہوں، میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ دنیا سراسر ماتم ہے اور ماتم کدہ میں نظارۂ عروسی عجیب سا لگے گا مگر اب جبکہ حکمِ خدا وندی آگیا ہے تو مجھ میں مجالِ توقف نہیں"پس جناب بتول عذرا سلام اللہ علیہا فقر کا آنچل اوڑھے اور خود کو ردائے عصمت میں چھپا کر باپ کے گھر سے بغیر کسی خادمہ اور صاحبہ کے اِس طرح روانہ ہوگئیں جس طرح آفتابِ عالمتاب اکیلا سفر کرتا ہے۔

چہ غم خورشید تاباں را اگر تنہا رود در رہ
چہ غم سروِ خراماں را اگر یکتا برون آید

پوشاکِ زہرا کی شان

روایت میں آیا ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ کے پھٹے پُرانے لباس کی حفاظت کے لئے اُسے لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ کر دیا، دخترانِ قریش اور خواتینِ عرب آنکھیں کھولے اور کان لگائے جمع تھیں جب حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عالی قدر صاحبزادی پُرانی قمیص اوڑھنی کا آنچل زیبِ بدن کیے تشریف لائیں تو اُن عورتوں کو آپ کا یہ پھٹا پرانا لباس اِس طرح معلوم ہوا جس طرح سونے کی تاروں کے لباس پر لعل و جواہر سے نقش و نگار بنائے گئے ہوں آپ کے لباس کی زیب و زینت دیکھ کر قریشیہ عورتوں کی آنکھوں سے اندوہِ رشک کے آنسو ٹپکنے لگے اور حسرت کی آگ اُن کے سینوں میں شعلہ زن ہوگئی، وہ انھی

marfat.com

اندیشوں میں گم تھیں کہ آواز آئی جناب فاطمہ آگئی ہیں، پھر جب جناب زہرا سلام اللہ علیہا نے اُن کے گھر میں قدم مبارک رکھا تو اُس گھر کی دیواریں آپ کے نور کی شعاؤں سے اِس طرح جگمگانے لگیں جیسے آفتاب طلوع ہو جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے اُنہیں رسم جاہلیت کی بجائے اِسلام کے طریقہ پر سلام کیا۔

کردی سلام و ذوق سلامت بدل رسید

وِیں خانہ از سلام تو دار السلام شد

حاضرین مجلس اِس قدر متحیر تھے کہ مجال جواب نہ رہی تاہم وہ دیکھ رہے تھے کہ بنت خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خراماں خراماں تشریف لے آئی ہیں اور آپ کا حلۂ نور جس کی مثال چشم زمانہ نے کوئی لباس نہیں دیکھا تھا آپ کے پاؤں مبارک میں گھسٹ رہا ہے، دُر شہوار، یاقوت آبدار، لعل درخشندہ فیروزہ رخشندہ اور تابندہ زمرد جیسے جواہر پارے جن کے دیکھنے سے آنکھیں خیرہ ہو جائیں آپ کے تاج مبارک میں جڑے ہُوئے تھے، ہاتھوں میں ایسے سونے کے بازو بند تھے جس کی مثال دُنیا کی کسی کان کے زرِ خالص میں نہیں پائی جاتی اور نہ ہی کسی سُنار کا ہاتھ اُن تک پہنچا تھا مروارید کی لڑیاں آپ کے لباس مبارک کے چاروں طرف لٹک رہی تھیں بہر حال! آپ کے لباس اور زیورات کی چمک دمک بہت سے انوکھی اور خیرہ کُن تھی علاوہ ازیں بہشت کی حوریں اور پاکیزہ کنیزیں آپ کی خدمت گاری کے لئے آپ کے ساتھ ساتھ چل رہی تھیں کسی نے آپ کی ردائے اقدس کا پلّو تھام رکھا تھا تاکہ زمین پر گھسٹنے سے غبار آلود نہ ہو جائے کسی نے آپ کے آنچل مبارک کو احترام و اکرام سے پکڑ رکھا تھا تاکہ اُسے مٹی نہ لگ جائے، کوئی آپ کو مُصفّا پنکھے سے ہوا دے رہی تھی، کوئی خوشبودان میں عود سلگائے آپ کی خدمت میں حاضر تھی تاکہ آپ کے صدقے سے اہل عالم کے

marfat.com

مشام معطر ہو جائیں۔

ایک طرف آپ کے دشمنوں کی بدنظری کو دفع کرنے کے لئے حوران بہشتی کالا دانہ جلا رہی تھیں اور دوسری طرف آپ کے محبان کے لئے دعا کر رہی تھیں جناب سیدہ سلام اللہ علیہا اس رعب و داب اور شکوہ و سطوت کے ساتھ ان کے گھر میں داخل ہوئیں تو وہ عورتیں زبان حال سے پکار اٹھیں!

تو از ہر در کہ باز آئی بدیں خوبی و رعنائی
درے باشد کہ از رحمت بروئے خلق بکشائی
بزیور ہا بیارایند وقتے خوبرویاں را
تو سیمیں تن چناں خوبی کہ زیور ہا بیارائی
ملامت گوئی بے حاصل ترنج از دست نشناسد
دراں ساعت کہ چوں یوسف جمال از پردہ بنمائی

غرور والیوں کے سر جھک گئے

جب اس گوہر صدف خلق و ادب پر خواتین عرب کی نظر پڑی تو ان کی نگاہیں خیرہ ہو گئیں اور ان کے فہم و ادراک کا شیشہ سیاہ ہو گیا وہ بے اختیار ہو کر اپنی نشستوں سے اٹھ کھڑی ہوئیں اور کہنے لگیں یہ کس سلطان کی بیٹی اور کس خاقان کی حرم ہیں

ایں کیست ایں، ایں کیست ایں، در حلقہ ناگاہ آمدہ
ایں نور اللہ است ایں، از نزد اللہ آمدہ
ایں بخت و دولت رانگر، ایں لطف و رحمت رانگر
در حارۂ بد اختراں بارو ئے چوں ماہ آمدہ

یہ کون خاتون ہیں جن کے چہرۂ انور کا نور آفتاب و ماہتاب پر غالب آگیا ہے

marfat.com

اوران کا یہ لباس کہاں سے آیا ہے کہ ایسا لباس شاہانِ عرب کے خزانوں میں بھی نہیں شاید یہ کپڑے معر و اسکندریہ کے دستکاروں کے مرہونِ فن ہیں اور اس کا دھاگہ روم و فرنگ کے ہنرمندوں نے تیار کیا ہے؟ ۔

انہیں کیا معلوم کہ یہ لباس خانۂ غیب سے ظاہر کیا گیا ہے اور جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی پوشاک انہیں اطلس و دیبا کی صورت میں دکھائی گئی ہے۔

بہر حال! جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ فاطمہ بنتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں تو اُن کے تمام اعضاء پر لرزہ طاری ہو گیا اور انہوں نے کانپتے ہوئے تخت کی مسند جناب سیدہؑ کے لئے خالی کر دی اور سب نے شرمندہ و منفعل ہو کر اپنے سر آپ کے حضور میں جھکا دیئے۔

ہر نازنیں کہ بر مہ و خور حسن می فروخت
چوں تو در آمدی پئے کارِ دگر گرفت

دولتِ ایمان مل گئی

جمع شدہ کافروں کی مدد و توفیق جب اُن عورتوں سے منقطع ہو گئی تو وہ اُس مجلس سے فرار ہو گئے اور اس صورت کو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سحر پر محمول کرنے لگے اور جو لوگ وہاں پر موجود رہے انہوں نے عذر خواہی کرتے ہوئے کہا اے بنتِ مصطفٰے ہم نے آپ کو تکلیف دی ہے ہو سکتا ہے کہ آپ کی طبیعت پر کوئی بات ناگوار گذری ہو اس لئے ہمیں حکم فرمائیں تاکہ آپ کی خوشنودئی خاطر کا سامان مہیا کیا جائے آپ بتائیں کہ آپ کون سا کھانا اور کون سا مشروب پسند فرمائیں گی؟

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا میری خوشی کا باعث نہ طعام ہے

marfat.com

نہ مشروب اِس لئے کہ میری اور میرے والدِ محترم کی صفت بھوک ہے میرے ابا جان کا فرمان ہے اَجُوعُ یَوْمَیْنِ وَاَشْبَعُ یَوْمًا یعنی میں دو روز بھوکا رہتا ہوں اور ایک دن سیر ہوتا ہوں اگر تم لوگ میری اور میرے والدِ گرامی کی خوشی بلکہ رضائے خدا کے طالب ہو تو اپنے پاؤں ظلمت کدۂ کفر سے باہر نکال کر روشنی اور ایمان کی فضا میں آجاؤ، اللہ تبارک وتعالیٰ کی یگانگت سے آشنائی حاصل کرلو اور شرک سے بیگانہ ہوجاؤ۔

حاضرین نے آپ کی گفتگو سنی اور آپ کی کرامت وبزرگی کا مشاہدہ کیا تو کپڑے پھاڑ لئے اور سروں سے آنچل کھینچتے ہوئے کلمہ طیبہ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنا شروع کردیا اور جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے قدوم میمنت لزوم کے تیمن وبرکت سے ایمان کی سعادت اور دولت سرمدی حاصل کرلی

آرام دل وزندگی جاں زدم اُوست
ہر جا کہ نہد پائے صفا در قدم اُوست

بیان تزویج مبارک کا

شواہد النبوت میں ہے کہ یہ واقعہ مدینہ منورہ میں ظہور پذیر ہوا تھا ہو سکتا ہے! ایک راوی نے اسے اس جگہ کا سمجھا ہو اور دوسرے نے اس جگہ کا واقعہ جانا ہو یا کہ جناب سیدہ کی یہ کرامت دو بار ظاہر ہوئی ہو"

روایات میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کے وقت جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی عمر مبارک بقول اہلبیت نو سال ایک قول کے مطابق چودہ سال اور بقول بعض بیس سال تھی اور اس کے علاوہ بھی روایت آئی ہے بہر تقدیر ہجرت کے دوسرے سال رجب المرجب یا ماہ

marfat.com

رمضان المبارک میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ آپ کا نکاح مبارک ہُوا۔ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے ساتھ جناب حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقد مبارک کے سلسلہ میں بہت سی روایات آئی ہیں یہاں پر معتبر کتب میں آنے والی چند مشہور روایات نقل کی جاتی ہیں

صرصائیل فرشتے کی آمد

مروی ہے کہ اکابر صحابہ کرام میں سے بعض نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جناب سیدہ کا رشتہ طلب کیا تو آپؐ نے فرمایا! فاطمہؓ کی تزویج کے بارے میں ہمیں وحی کا انتظار ہے، ابُو المؤید خوارزمی اپنی کتاب مناقب خوارزمی میں بیان کرتے ہیں کہ خبر دی مجھ کو ابو العلا ہمدانی نے اپنی اسناد سے کہ امام حسین بن علی مرتضٰی علیہما السلام نے روایت بیان کی ہے کہ ایک روز حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں تشریف فرما تھے کہ آپ کی خدمت میں ایک فرشتہ آیا جس کے بیس سر تھے اور ہر سر میں ایک ہزار زبان تھی ہر زبان اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس بیان کرتی تھی ہر زبان کے لئے الگ الگ لغت تھی جو ایک دوسرے سے نہ ملتی تھی اُس کی ہتھیلی ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں سے زیادہ کشادہ تھی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گمان کیا کہ یہ جبریل ہے چنانچہ آپ نے فرمایا اے برادر تو اس سے پہلے تو کبھی اس صُورت میں ہمارے پاس نہیں آیا؟

اُس فرشتے نے کہا یا رسُول اللہ میں جبریلؑ نہیں ہُوں بلکہ میرا نام صرصائیل ہے حق سبحانہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی خدمت میں نُور کی نُور کے ساتھ تزویج کے سلسلہ میں بھیجا ہے،

marfat.com

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے مرصائیل کس کے ساتھ کس کا عقد کروں ؛

مرصائیل نے کہا! حضرت فاطمۃ الزہرا کا عقد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ فرمادیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل اور حضرت میکائیل علیہما السلام کو گواہ بنا کر اس فرشتے کی موجودگی میں تزویج علی و فاطمہ کر دی "

جبریلؑ کی آمد

نظم دُرر السبطین میں شیخ زرندی روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! میں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کے چہرۂ اقدس پر نزول وحی کے آثار ظاہر ہوئے پھر آپ نے فرمایا! اے انس تجھے کچھ معلوم ہے کہ جبرئیل ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کا کیا پیغام لائے تھے ؛

میں نے کہا! یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان کیا پیغام تھا ؛

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! پیغام یہ ہے کہ بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہؑ کا نکاح علیؑ سے کردوں " اے انس جاکر ابوبکر و عمر اور طلحہ و زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم، جیسے اشراف مہاجرین اور سعد بن معاذ سعد بن عبادہ اور اسید بن حضیرؓ جیسے اکابرین انصار سے کہو کہ تمہیں رسول اللہ نے بلایا ہے ؛

حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں آپ کے حکم کے مطابق ان لوگوں کو بلا لایا اور حضرت علی بھی ان میں موجود تھے

marfat.com

دُعائے رسُول برائے علی و بتول

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثنا اور ترغیبِ نکاح پر مشتمل بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا! مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں چار سو مثقال چاندی مہر کے عوض فاطمہؑ کا نکاح علی سے کر دوں، اے علی کیا تو اس پر راضی ہے؟ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا یا رسول اللہ میں راضی ہوں۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت علی کو فرمانے کے بعد آپ نے خطبہ پڑھا اور پھر حضرت علی اور حضرت فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کے حق میں یہ دعا فرمائی،

جمع اللہ شملکما واسعد جدکما وبارک علیکما واخرج منکما اولاداً کثیراً طیباً۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے تم دونوں بکھرے ہوؤں کو ملایا اللہ تمہارے مقدر کو سعادتوں سے بہرہ ور فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ تم دونوں کو برکت دے اور تم سے بے شمار اور کثیر پاکیزہ اولاد کو ظہور میں لائے۔

آسمانوں پر زہرا و علی کا نکاح

مناقبِ خوارزمی میں تزویج علیؑ و فاطمہؑ کے سلسلہ میں طویل روایت آئی ہے تاہم ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام جنت الفردوس سے تھوڑے سنبل اور لونگ لیکر حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے انہیں لیکر سونگھا اور فرمایا اے جبریل! یہ لونگ وغیرہ لانے کی کیا وجہ ہے؟

حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بہشت بریں کو حکم دیا ہے کہ وہ خود کو آراستہ کرے تو وہ مزین ہو گیا، طوبیٰ کو حکم دیا کہ وہ خود کو زریں برگ وبار سے بار آور کرے، ہر حور وعین کو ارشاد فرمایا کہ وہ اپنی اپنی تزئین کرے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ بیت المعمور کے گرد جمع ہو جائیں وہاں پر نور کا منبر ہے جس

marfat.com

پڑھ کر حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے خطبہ پڑھا، بعدازاں بارگاہِ خداوندی کے حاجبوں میں سے راحیل فرشتے کو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ اس منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھے کیونکہ وہ تمام فرشتوں میں سب سے زیادہ شیریں کلام ہے پس راحیل نے منبر پر کھڑے ہو کر اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی تو تمام آسمانوں پر رہنے والے شاد باد اور مسرور ہو گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا! میرے حبیب کی صاحبزادی فاطمہ کا علی سے عقد کر دے تو راحیل نے ان دونوں کا نکاح پڑھا اس پر فرشتوں نے گواہی دی اور کاتبانِ قضا و قدر نے اس عقد نامے پر اپنی مہریں ثبت کیں۔ اس کے ساتھ ہی حضرت جبریل علیہ السلام نے ریشمیں کپڑے کا ایک ٹکڑا حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کی یہ سب احوال اس ریشمیں کپڑے پر تحریر ہے جسے میں فرمانِ خداوندی کے مطابق آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور میں نے اس پر کستوری سے مہر لگا دی ہے اور چاہتا ہوں کہ اسے رضوان خادمِ بہشت کے سپرد کر دوں نیز یہ کہ جب حضرت علی کے ساتھ جناب فاطمہ کے نکاح کا معاملہ انجام پذیر ہوا تو جنت الفردوس کے درختوں نے سنبل و قرنفل نچھاور کئے جن میں سے قدرے بطور تحفہ آپ کی خدمت لیکر حاضر ہوا ہوں۔

پروانہ ہائے نجاتِ امت

نکاح کے وقت شجرِ طوبیٰ کو حکم ہوا تو اس نے اپنی زریں پتے نچھاور کئے جنہیں حورالعین نے اٹھالیا اور وہ اس پر تاقیامت فخر کرتی رہیں گی۔

ایک روایت یہ بھی منقول ہے کہ طوبیٰ نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے لیکر قیامت تک کے محبانِ اہلبیت کی تعداد کے برابر پتے نچھاور کئے اور اہلبیت سے محبت کرنے والے تمام مردوں اور عورتوں کے لئے ان پتوں

marfat.com

کو مخصوص کر دیا گیا جبکہ ایک پتے پر ایک محب کا نام درج ہے چنانچہ وہاں پر موجود سب فرشتوں نے ایک ایک پتہ اُٹھالیا اور ہر ایک نے دیکھ لیا کہ قیامت کے دن اُسے یہ پتہ اُس شخص کو دینا ہے جس کا نام اِس پر مرقوم ہے اور اُس پتے پر یہ مضمون تحریر ہے کہ فلاں شخص یا فلاں عورت دوزخ کی آگ سے آزاد ہے یہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی برکت اور تیمن سے ہوگا،

دوستاں را رسد برأت نجات

دشمناں خوار ماندہ در درکات

دوست شو تا بموجب دلخواہ	فیض یابی زِ وال من والاہ
بگذر از دشمنی کہ تا ناگاہ	نخوری زخم عادمن عاداہ

عقدِ زہرا زمین پر

بعد ازاں حضرت جبرئیلؑ نے عرض کی یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کی طرح زمین پر بھی آپؐ کو علی و فاطمہ کا عقد کرنے کے حکم دیا ہے چنانچہ آپؐ نے حضرت فاطمہؓ کا نکاح حضرت علیؑ سے کر دیا اور اُم المومنین حضرت اُم سلمہؓ کو فرمایا کہ میری بیٹی کو علی کے گھر بھیج کر اُن کے سپرد کر دیں اور اُنہیں کہنا! عجلت نہ کریں اور میرا انتظار کریں یہاں تک میں آ کر تم دونوں کو ایک ساتھ دیکھوں چنانچہ عشاء کی نماز پڑھ کر آپ حضرت علی کے گھر تشریف لے گئے اور پانی کے ایک کونے میں اپنا لعاب دہن مبارک ڈال کر اُس پر مُعوذتین اور دیگر دُعائیں پڑھیں اور یہ پانی ہر دو پاکیزہ ہستیوں پر چھڑک دیا اور باقی ماندہ پانی حضرت علی کو دے کر فرمایا! اِس سے وُضو کر لیں،

marfat.com

دُعائے برکت

یک روایت میں آیا ہے کہ آپ نے اُس پانی کا کچھ حصہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے فرقِ اقدس اور سینۂ اطہر پر چھڑکا اور کہا: اللھم اعیذھا بک وذریتھا من الشیطان الرجیم یعنی اے اللہ میں اِسے اور اِس کی اولاد کو شیطان مردود کے شر سے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔"

بعد ازاں اُس پانی کا باقی ماندہ حصہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے فرقِ انور اور کاندھوں کے درمیان چھڑک کر دُعا فرمائی: اللھم انھما منی وانا منھما۔ اللھم کما اذھبت عنی الرجس وطھرتنی فطھرھما، الٰہی! یہ دونوں مجھ سے ہیں اور میں ان دونوں میں سے ہوں، جس طرح تُو نے مجھ سے رجس کو دُور رکھ کر مجھے پاکیزہ فرمایا ہے اسی طرح ان دونوں کو بھی پاکیزہ فرما۔"

اہلِ عرفان میں سب سے بہتر

دُعائیں دینے کے بعد حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو فرمایا اپنی خواب گاہ میں جاؤ اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں آپس میں محبت واُلفت کی دولت عطا کرے اور تمہاری اولاد میں برکت دے۔ پھر آپ اپنے حُجرۂ طاہرہ کی طرف جانے کے لئے اُٹھے تو جناب سیدہ سلام اللہ علیہا رونے لگیں۔"

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیٹی تو کس بات پر روتی ہے بے شک میں نے تیرا نکاح اُس شخص کے ساتھ کیا ہے جو سب لوگوں سے پہلے اسلام لانے والا ہے۔"

marfat.com

جس کا علم اور خُلق سب سے زیادہ ہے
جو خلقت کے اعتبار سے سب لوگوں سے بہتر ہے
جس کا عرفانِ الٰہی سب لوگوں سے فزوں تر ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹی کو روتے دیکھ کر ازراہِ لُطف و شفقت فرمایا! جانِ پدر کیوں روتی ہے؛ میں نے تیرے حق میں کوئی غلطی نہیں کی اور ایسے شخص کو تیرا شوہر بنایا ہے جو میرے خاندان میں سب سے بہتر ہے، اور میں اُس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہُوں جس کے قبضے میں میری جان ہے تیرا شوہر دُنیا و آخرت کا سردار ہے۔

آنسوؤں کی حقیقت

طے شدہ امر یہ ہے کہ جناب سیدہ کی اشکباری کی وجہ باپ کے گھر سے جُدائی تھی اور اُن لوگوں کا یہ خیال غلط ہے جو کہتے ہیں کہ آپ اِس لئے روئی تھیں کہ حضرت علی کے گھر میں دُنیوی مال و منال میں کچھ نہیں تھا اِس لئے کہ جناب سیدہ نے تو پہلے ہی اپنے دامن کو دُنیوی آسائشوں کی آلائشوں سے پُورے طور پر بچا کر رکھا ہُوا تھا اور اپنے والدِ محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فقر کے تمام قواعد و قوانین دیکھ اور سُن رکھے تھے اور آپ کو معلوم تھا کے میرے ابّا جان کے لئے باعثِ فخر صرف اور صرف فقر ہے

مژدۂ الفقرُ فخری در طریقِ معرفت — ہست از بہر تسلّیٔ دلِ اربابِ فقر
میوۂ مقصود بار آرد بگلزارِ مُراد — ہر نہالے را کہ باشد تازگی از آبِ فقر

جنابِ سیدہ کا جہیز

جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا کے سامانِ جہیز کے بارے میں جو روایات آئی ہیں

marfat.com

اُن کا خلاصہ یہ ہے، دو بستر کی چادریں، دو چاندی کے بازو بند، دو اوڑھنے کی چادریں جن سے پُورا جسم نہ چھپ سکے ایک پیالہ، ایک آٹا پیسنے کی چکی دو گھڑے ایک مشکیزہ ایک گلاس، موٹے کپڑے کے دو بستر جن میں سے ایک میں کھجُور کی چھال اور دُوسرے میں سخت قسم کے تراشے بھرے ہُوئے تھے، چار تکئے جن میں سے دو میں اُون اور دو میں کھجُور کی چھال بھری ہُوئی تھی۔

آسمانوں پر سامانِ جہیز

امام سیف النظر ابُو بکر طوسی کتاب ستین الجامع للطائف البساتین میں روایت لائے ہیں کہ ایک منافق نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کا رشتہ طلب کرنے پر ملامت کرتے ہُوئے کہا اے علی آپ معدن فضل و ادب اور عرب کے بہادر ترین جنگجُو ہیں آپ نے ایسی لڑکی کے لئے پیغام کیوں دیا جس کا صبح کا ناشتہ شام تک نہیں پہنچتا، اگر آپ میری لڑکی کا رشتہ طلب کرتے تو آپ کے گھر میں اُونٹوں کی قطاریں کھڑی ہوتیں جن پر میری بیٹی کے جہیز کا سامان لدا ہوتا،

جناب مُرتضیٰ علی شیر خدا علیہ السلام نے فرمایا یہ تقدیر کا فیصلہ ہے تدبیر کا نہیں اور علی الکبیر اللہ کے حکم سے ہے میں صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا کا طالب ہُوں اور میری نظر دنیوی مال و متاع پر ہرگز نہیں میرے لئے باعث فخر اعمال ہیں اموال نہیں، میرے لئے لائق مبارک باد کردار ہے درہم و دینار نہیں۔

ہمتِ ما را نظر بر درہم و دینار نیست
مقصد و مقصود ما بجز تو دیدار نیست

جب حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام نے رضائے خدا کو بحکم قضا ظاہر کیا تو پردۂ غیب سے آواز آئی اے علی! سر اُٹھائیں اور قدرتِ خداوندی کا مشاہدہ

marfat.com

کریں اور دیکھیں کہ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کا جہیز کیا ہے اور سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی قدر و منزلت کا کیا عالم ہے ،،

جناب علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم نے سر مبارک اوپر اٹھایا تو آپ نے اپنے سر کے اوپر عرش عظیم تک نور کے پردے دیکھے اور عرش کے نیچے آپ کو ایک وسیع میدان نظر آیا جو بہشت کے اونٹوں سے بھرا ہوا تھا اور ہر ناقہ پر لعل و جواہر اور مشک و عنبر لدا ہوا تھا اور اوپر ایک ایک کنیز چندے آفتاب چندے ماہتاب بیٹھی ہوئی تھی اور ہر اونٹ کی مہار ایک ایک سرو خراماں غلام کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی اور ندا آتی تھی ، یہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جہیز ہے ۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس حال کا مشاہدہ کیا تو منافق کی طرف سے منہ پھیر کر خوشی خوشی اپنے حجرۂ طاہرہ میں تشریف لائے تا کہ جناب سیدۃ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو اس واقعہ کی خبر دیں جبکہ جناب سیدۃ سلام اللہ علیہا کو اس سے پہلے ہی اس قصہ کی اطلاع مل چکی تھی لہٰذا جب آپ گھر پہنچے تو جناب سیدہ نے فرمایا ! یا علیؑ آپ بتائیں گے یا میں بیان کروں ؟

حضرت علی نے فرمایا ! آپ ہی بیان فرمائیں ،،

جناب سیدہ نے فرمایا ! آپ نے منافقوں کی ملامت کو سنا اور میرے جہیز کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے

ما اگر چشم از نعیم ایں جہاں بر دوختیم
دولت باقی و ملک جاودانی آن ماست
بے سر و ساماں مبیں مارا کہ در کون و مکاں
ہر سر و ساماں کہ بینی از سر و سامان ماست

marfat.com

بنتِ سلیمانؑ کا جہیز

معارج النبوت میں روایت آئی ہے کہ ایک روز حضور خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! سلیمان علیہ السلام نے اپنی بیٹی کے لئے بہت ہی اچھا اور بہت ہی زیادہ سامان جہیز تیار کروایا تھا اور اپنے داماد کے لئے جو تاج بنوایا تھا اس میں سات سو قیمتی ہیرے اور لعل و جواہر جڑے ہوئے تھے۔

جناب شیرِ خدا علی مرتضیٰ وجہہ الکریم نے گھر آکر یہ واقعہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے سامنے بیان کیا تو جناب سیدہ کے دل میں خیال پیدا ہوا! ہو سکتا ہے جناب علی کریم نے اِس واقعہ سے یہ تاثر لے لیا ہو کہ سلیمان علیہ السلام پیغمبر بزرگوار اور بہت بڑی شان والے تھے جو انہوں نے اپنی بیٹی کو اس قدر جہیز دیا اور اِس پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کے پاس مُفلسی اور فقر و فاقہ ہے، سلیمان علیہ السلام نے اپنے داماد کو اِس قسم کا مُرصّع تاج پیش کیا تھا اور اِس پیغمبرؐ کے داماد کی غربت کا یہ عالم ہے، خدا جانے اِس تفاوت میں خُدا تعالیٰ کی کون سی حکمت کارفرما ہے۔

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے اِن خیالات کو اپنے دِل میں ہی رکھا اور کسی دوسرے پر ظاہر نہ کیا یہاں تک کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے رات کو خواب میں دیکھا کہ جناب زہرا جنت میں زرد جواہر سے مزیّن و مرصّع تخت پر تشریف فرما ہیں اور عینان و حُوران بہشت آپ کے تخت کے گرد اگرد آپ کی خدمت کیلئے کمر بستہ ہیں اور ایک نہایت ہی حسین و جمیل لڑکی اعلیٰ ترین زیورات سے آراستہ و پیراستہ ہو کر جناب سیدہ زہراؑ کے سامنے کھڑی ہے اور اُس نے جناب زہراؑ پر نچھاور کرنے کے لئے زرد جواہر سے بھرا ہوا تھال اپنے ہاتھوں میں اُٹھا رکھا

marfat.com

ہے اور منتظر ہے کہ اب جناب سیدہ اُس کی طرف نظر التفات فرمائیں"

جناب حیدر کرار نے جناب سیدہ سے پوچھا یہ لڑکی کون ہے ؟ سیدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی صاحبزادی ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے میری خدمت پر مامور فرمایا ہے۔ اُس روز جو آپ نے میرے والد گرامی کا بیان کردہ قصہ سُنایا تھا اُس سے میرے دل میں اندیشہ پیدا ہوگیا تھا آج اُس لڑکی کو میری خدمت کے لئے مقرر کر رکھا ہے اور میرے اعزاز و احترام کے لئے متعین کیا گیا ہے، اور حضرت سُلیمان علیہ السلام کے داماد کے تاج کے بدلے میں قیامت کے دن آپ کے لئے لوائے حمد مقرر کیا گیا ہے

لوائے حمد کا بیان

لوائے حمد ایک پرچم ہے جو حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مخصوص و مختص ہے۔ اُس پرچم کی بلندی ایک ہزار سال کے راستے کی مقدار ہے، اُس پرچم کا قبضہ سفید چاندی کا سنان یاقوتِ سُرخ کا اور رُوحہ سبز زُمرد کا ہے، اُس پرچم کے تین گوشے ہیں ایک گوشہ مشرق میں دُوسرا مغرب میں اور تیسرا مکہ معظمہ میں ہے۔ ایک گوشہ پر ایک سطر میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہُوا ہے دُوسرے پر ایک سطر میں الحمد للہ رب العلمین مرقوم ہے اور تیسرے گوشے پر ایک سطر میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسُول اللہ تحریر کیا ہُوا ہے۔

اِس پرچم کو عرصۂ محشر میں لاکر منادی کی جائے گی کہ نبیٔ اُمّی، رسُول حرمین، سیدِ عربی، خواجۂ ہاشمی، رہنمائے تہامی اور پیشوائے اُمّی سید المرسلین، خاتم الانبیاء محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں ہیں؟

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے بڑھ کر اُس پرچم کو ہاتھ میں لے

marfat.com

لیں گے بعد ازاں حضرت آدم سے لیکر حضرت عیسٰی صلوات اللہ علی نبینا و علیہم اجمعین مع تمام صدیقوں، شہیدوں، صالحین اور اہل عرفان و ایقان مومنوں کے اُس پرچم کے پاک سائے میں جمع ہو جائیں گے چنانچہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: "آدَمُ وَمَنْ دُوْنَہٗ تَحْتَ لِوَائِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یعنی حضرت آدم علیہ السلام اور اُن کے علاوہ تمام دوسرے قیامت کے دن ہمارے جھنڈے تلے ہونگے۔

آدم ومن دونہ تحت اللوا

آمدہ چوں تو عَلم افراختہ

بعد ازاں نور کا تاج لاکر سلطان ثقلین کے فرق اقدس پر رکھا جائے گا اور آپ کو سبز رنگ کی ریشمی پوشاک پہنا کر آپ کی خدمت میں بُراق پیش کیا جائے گا تاکہ شہسوارِ میدانِ اسریٰ بعبدہٖ اُس پر سوار ہو جائیں۔ بعد ازاں ہر نبی کے لئے بُراق، حُلّہ اور تاج لایا جائے گا اور یہ سب لوگ سوار ہو کر جنت کو تشریف لے جائیں گے"۔

جب حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بُراق پر سوار ہونگے تو پرچم حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ہاتھ میں دے دیں گے اور جناب علی علیہ السلام آپ کے آگے آگے روانہ ہونگے۔

کہتے ہیں کہ وہ پرچم تاج کی صورت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے سر پر جلوہ فگن ہو گا اور سر کے اوپر سے ندا آئے گی اے علی یہ تاج بہتر ہے یا حضرت سلیمان علیہ السلام کے داماد کا تاج اچھا تھا جس کا تذکرہ آپ نے از رُوئے تعجب جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا سے کیا تھا؟"

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

marfat.com

ہماری طرح بھوکا بچہ بھی ہوگا

امام نجم الدین عمر نسفی سورہ فاتحہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ایک روز حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر تشریف لائے تو دیکھا کہ جناب فاطمہ نہایت غمزدہ اور ملول و محزون بیٹھی ہوئی رو رہی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیٹی کیوں روتی ہے اور تیرے غمزدہ ہونے کا کیا سبب ہے؟

جناب سیدہ نے عرض کی ابا جان شکایت کے طور پر نہیں بلکہ حکایت کے طریق پر بتاتی ہوں کہ تین روز سے گھر میں کھانے کو کچھ نہیں، حسن وحسین کو بھوک کی شدت نے نڈھال کر رکھا ہے، وہ جب بھوک کی وجہ سے روتے ہیں تو مجھے بھی رونا آجاتا ہے اور جناب علی بھی رو دیتے ہیں، ہم لوگوں نے یہ بات آپ سے چھپائی ہوئی تھی مگر آج میں نے حسن وحسین سے ایک ایسی بات سنی ہے جس سے میری قوت برداشت جواب دے گئی ہے انہوں نے کہا ہے کیا کہیں کوئی بچہ اس طرح بھی بھوکا ہے جس طرح ہم ہیں" ان کی یہ بات سنی تو جہان میری نگاہوں میں تاریک ہوگیا، ابا جان یہ فرمائیں اگر بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعا کرتے ہوئے جرأت کرے تو گناہ تو نہیں ہوگا؟

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں بیٹی بلکہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی جرأت التجاء کو پسند فرماتا ہے،

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا یہ سن کر کمرے کے اندر تشریف لے گئیں اور دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد خالق کائنات کے حضور میں دونوں ہاتھ پھیلا کر عرض کی! الٰہی تو جانتا ہے کہ عورتوں میں پیغمبروں جتنی قدرت وقوت نہیں ہوتی تیرے حضور میں میرے والد گرامی کی غذا کا راز ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی

marfat.com

یعنی مجھے میرا رب کھلاتا پلاتا ہے کی صورت میں اُنہیں بھوک کو برداشت کرنے کی قوت عطا کرتا ہے جبکہ مجھ میں اِس راز کی طاقت نہیں یا تو مجھے بھوک برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمایا یا مجھے اِس غم سے راحت عطا فرما، آپ نے یہ عرض کی اور بے ہوش ہو گئیں۔"

بھوک نہ ستائے

اسی اثناء میں حضرت جبریل علیہ السلام نے بارگاہِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ اُٹھیے، آپ نے فرمایا! جبریل کیا بات ہے؟ جبریل نے عرض کی یارسول اللہ جناب فاطمہؑ کی فریاد سے فرشتوں کی چیخیں نکل گئی ہیں اُن کا پتہ لیں۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کمرے کے اندر گئے تو جناب سیدہ کو بے ہوش پاکر اُن کا سر زمین سے اُٹھا کر آغوش میں لے لیا۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مشکبار عنبریں گیسوؤں کی خوشبو جناب سیدہ کی قوتِ شامہ سے ٹکرائی تو اُنہیں ہوش آگیا ہوش میں آنے کے بعد آپ سر جھکا کر اپنے والدِ محترم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور میں کھڑی ہو گئیں جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کے سینۂ اقدس پر ہاتھ رکھ کر فرمایا الٰہی میری بیٹی کو بھوک سے امن میں رکھ یعنی میری بیٹی کو بھوک نہ ستائے جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں اِس دُعا کے بعد میں جب تک زندہ رہی مجھے کبھی بھوک نہیں لگی۔

اے عزیز! تو عذر نہ کر اگر وہ لوگ دُنیا کے طالب ہوتے تو اُنہیں فردوِ دنیا مل جاتی مگر اُنھوں نے خود اپنی مرضی سے ریاضت کا راستہ اختیار کر رکھا تھا جب کہ

marfat.com

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہل بیت کی دعا اللہ رب العزت کے دربار میں مستجاب اور مقبول ہے۔

خزانہ غیب سے آنے والا کھانا

معارج النبوت میں روایت آئی ہے کہ ایک روز حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے گھر میں تشریف لائے اور پوچھا بیٹی کیسی گذر رہی ہے؟ جناب سیدہ نے عرض کی ابا جان تین روز سے میں نے، میرے بیٹوں نے اور ان کے باپ نے کھانا نہیں چکھا بلکہ کھانے کی خوشبو تک بھی ہمیں نہیں پہنچی،

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کی اللھم انزل علی محمد اہل بیتہ کما انزل علی مریم بنت عمران "الہی! محمد اور اہل بیت پر اسی طرح غیب سے رزق نازل فرما جس طرح مریم بنت عمران پر نازل فرمایا تھا، بعد ازاں آپ نے جناب سیدہ کو فرمایا! وہ اپنے باورچی خانے میں جا کر دیکھیں کہ وہاں کیا ہے، چنانچہ جناب سیدہ کے پیچھے پیچھے جناب حسنین کریمین بھی باورچی خانے پہنچ گئے وہاں جا کر دیکھا کہ ایک چمکدار مرصع پیالہ ثرید سے بھرا ہوا ہے اور اس پر بھنے ہوئے گوشت کے ٹکڑے رکھے ہوئے ہیں جن میں سے کستوری کی خوشبو آتی ہے۔

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے پیالہ اٹھایا اور باہر لا کر والد بزرگوار کی خدمت میں پیش کر دیا۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! خدائے محمدؐ کا نام لے کر کھانا شروع کریں پس حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب علی و فاطمہ اور

marfat.com

حسن وحسین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اُس پیالے سے کھانا تناول فرمایا،
ایک روایت کے مطابق یہ پاکیزہ طعام سات روز تک باقی رہا اور متذکرہ بالا مقدس حضرات ہر روز صبح وشام اُس میں سے کھاتے رہے مگر اُس پیالے میں ذرہ برابر بھی کمی نہ آئی، ساتویں روز حضرت امام حسن علیہ السلام اُس میں سے گوشت کا ایک ٹکڑا لیکر باہر نکلے تو ایک یہودیہ نے اُن سے پوچھا یہ گوشت آپ کو کہاں سے ملا ہے؟ امام حسن علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمیں غیب سے بھیجا ہے، یہودیہ نے کہا آپ یہ لقمہ مجھے عطا کر دیں، امام حسن علیہ السلام نے اپنے جبلّی کرم کی بنا پر وہ لقمہ اُس عورت کے حوالے کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو وہ لقمہ آپ کے ہاتھ سے غائب ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی جناب سیدہ کے باورچی خانے سے وہ پیالہ بھی اُٹھا لیا گیا،
حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس واقعہ پر مطلع ہو کر ارشاد فرمایا اگر اس طرح دُوسروں پر اس کھانے کا اظہار نہ کیا جاتا تو تمام زندگی ختم نہ ہوتا۔

خالی برتن خود بخود بھر گیا

بعض تفاسیر میں آیا ہے کہ ایک روز حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب سیدہ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا بیٹی کیا تیرے گھر میں کھانے کی کوئی چیز ہے تیرا باپ تین دن سے بھوکا ہے اور یہی حال تین دنوں سے تمام اُمہات المومنین کا ہے!
جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے عرض کی بابا جان ہم لوگ بھی تین دنوں سے بھوکے ہیں، حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سُن کر واپس تشریف لے گئے تو سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں دُعا کی الٰہی ہمیں غیب

marfat.com

سے کھانا عطا فرما تا کہ میرا دل اپنے باپ کے غم سے آزاد ہو جائے، جناب سیدہ نے اپنی دُعا ختم ہی کی تھی کہ کسی نے آپ کے دروازے پر دستک دی آپ کی کنیز نے دروازے پر آکر ایک ایسے شخص کو دیکھا جسے کبھی نہ دیکھا تھا اُس نے کچھ روٹیاں اور گوشت کا سالن دے کر عرض کی جنابِ فاطمہؑ کے لئے ہدیہ ہے، کنیز یہ ہدیہ لیکر جناب سیدہ کی خدمت میں آئی تو آپ نے اُس برتن کو ڈھانپ دیا اور جناب حسن علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ وُہ جا کر اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بُلا لائیں"

ایک روایت میں آیا ہے کہ جناب سیدہ کے نزدیک ایک خالی برتن پڑا ہُوا تھا جب آپ نے دُعا کی تو اُس برتن میں سے بھاپ نکلنے لگی آپ نے قریب جا کر دیکھا تو وُہ کھانے سے بھرا ہُوا تھا چنانچہ آپ نے امام حسن علیہ السلام کو فرمایا کہ وُہ اپنے نانا جان کو واپس بُلا لائیں، امام حسن علیہ السلام جلد ہی حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ لیکر واپس آ گئے اور سیدہ طاہرہ کا حُجرۂ طاہرہ آپ کے نورِ اقدس سے منوّر و مزین ہو گیا

دمید صُبح سعادت کہ یار باز آمد
چہ غم چہ باک کہ آں غم گسار باز آمد

مریمؑ بھی یہی کہتی تھیں

بہر حال! جب حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہو گئے تو جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے وُہ برتن لا کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیا اور اُنگلی سے برتن کا ڈھکنا اُٹھایا تو وہ لذیذ گوشت اور لطیف روٹیوں سے بھرا ہُوا تھا حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پُوچھا اے فاطمہ یہ کھانا تیرے

marfat.com

لئے کہاں سے آیا؟

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے عرض کی: مِن عِندِ اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ جسے چاہتا ہے خزانۂ غیب سے بے شمار رزق عطا فرماتا ہے یہ جملہ ادا فرمانے کے ساتھ ہی آپ نے ہشاش بشاش اور شاداں وفرحاں ہو کر فرمایا بیٹی خدا کا شکر ہے جس نے ازراہِ فضیلت مریم بنت عمران کی طرح تجھے غیب سے رزق بھیجا اور جب زکریا علیہ السلام غیبی کھانے کے متعلق مریم سے پوچھتے تھے تو وہ بھی ہو من عند اللہ کہا کرتی تھیں۔

بعد ازاں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی اور جناب حسنین کریمین کو بھی وہاں پر بلوالیا اور پانچوں مقدس نفوس نے مل کر وہ پاکیزہ طعام تناول فرمایا جب یہ لوگ سیر ہو گئے تو حضور نے اپنی ازواجِ مطہرات اور دیگر اقربا کو بھی اُس برتن میں سے کھانا بھیجا اور وہ سب لوگ بھی سیر ہو گئے مگر برتن ابھی بھرا ہوا تھا بعد ازاں جناب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے وہ کھانا اپنے ہمسایوں اور دیگر خاص وعام لوگوں میں تقسیم کر دیا۔

از مقدم مبارک سُلطان کائنات — اضعاف ایں چنیں برکت ہا غریب نیست
در منزل مبارک زہرا دُر تقیٰ — ایں صورت ار وقوع پذیرد عجب نیست

وصالِ مصطفٰے کے بعد

جناب سیدہ بتول عذرا فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے فضائل ومناقب کا سلسلہ وہ بحر بیکنار ہے جس کا کنارا نہیں ملتا اس لئے اب میں اپنے قلم کا رُخ حضور رسالتمآب

marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کی طرف موڑتے ہوئے چند کلمات تحریر کرتا ہوں۔

صادق الروایہ دُرِّ مُخبرانِ ظاہر الدرایہ روایت لائے ہیں کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مفارقت کا جو غم والم جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے دیکھا ہے کسی دوسرے کے حصے میں نہیں آیا۔ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے وقت مدینہ منورہ کے لوگ فریاد وفغاں کر رہے تھے آسمان گریہ کناں تھا زمین کانپ رہی تھی، جنات کے نوحے انسانوں کے کانوں تک پہنچ رہے تھے فرشتوں کی چیخ وپکار عرش مجید کی بلندیوں کے اُوپر جا رہی تھی، اس غم سے مدینہ منورہ کے مردوں اور عورتوں کے سینے چاک ہو گئے اور دل خون کی ندی میں ڈوب گئے۔

حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دلوں سے خوشیوں کی بنیاد اُکھڑ گئی اہلبیت کرام علیہم السلام کا مصفّا مشرب خس وخاشاک اندوہ وغم اور غبارِ مصیبت سے مکدر ہو گیا۔

آں سروِ خوش خرام چوں اندر چمن نہ ماند
ہر طرف باغ زیبِ گل ویاسمن نہ ماند
یعقوب وار دیدۂ نرگس سفید شد
از درد آں کہ یوسفِ گل پیرہن نہ ماند

جناب سیدہ مزارِ رسول پر

اسی اثناء میں جناب حیدر کرار مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم جناب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے پاس تشریف لائے اور کہا اے بنت رسول خدا آج مدینہ منورہ

marfat.com

میں قیامت ہو چکی ہے اگر آپ میری خوشی کی خواہاں ہیں تو اپنی آواز کسی دوسرے کانوں تک نہ جانے دیں،

جناب سیدہ نے عرض کی یا علی ایسا کس طرح کروں؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا آپ صبر کریں رات کے وقت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مزار کی زیارت کو چلیں گے، چنانچہ جب رات کو مسجد خالی ہو گئی اور لوگ گھروں میں آرام کرنے لگے تو حضرت علی علیہ السلام بھی گھر میں تشریف لے آئے جناب سیدہ سلام اللہ اُس وقت بے ہوشی کے عالم میں تھیں حضرت علی اُن کے ہوش میں آنے کا انتظار کرتے رہے کچھ دیر بعد جناب سیدہ کو ہوش آیا تو آپ نے حضرت علی کو دیکھ کر فرمایا اے ابا الحسن رات کا کون سا وقت ہے؟

جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا رات کا تیسرا حصہ یا اس سے کچھ زیادہ وقت گذر چکا ہے۔

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا اب مجھے اجازت دیں تاکہ باہر نکلوں

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا آپ کو اجازت ہے مگر رونے کی آواز بلند نہ کرنا، جناب سیدہ سلام اللہ علیہا والد گرامی کے مزار اقدس پر جانے کے لئے اُٹھیں تو گر پڑیں جناب علی علیہ السلام نے آپ کا ہاتھ مبارک پکڑا اور روضۂ رسول پر لے آئے۔ جناب سیدہ نے والد مکرم کے مرقد منور و مطہر کو دیکھا تو روتے ہوئے عرض کی مالک والتراب یا رسول اللہ آپ کو مٹی سے کیا کام؟

در خسوفِ دل خاک آں رخ چوں ماہ دریغ
آفتاب بزوال آمدہ ناگاہ دریغ

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے خود کو والد محترم کے مزار اقدس پر گرا دیا

marfat.com

اور خاکِ مزار سے چہرہ اقدس ملنے لگیں اور روتے ہوئے زبانِ حال سے کہا:

زیں مصیبت بے غم دل دو جہاں یک جاں کجاست
در ہمہ رُوئے زمین یکدیدہ بے طوفاں کجاست

عالمے ہم چوں سکندر در سیاہی ماندہ ام
اے خضر بنمائی رہ کاں چشمۂ حیواں کجاست

یا علی یہ باپ کے فراق کا غم ہے

جناب علی علیہ السلام نے کہا اے بنتِ رسول اس قدر نہ روئیں کیونکہ کسی بھی شخص کو اس راہ پر چلنے کے بغیر چارہ نہیں،

جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا اے ابن عم! آپ مجھے ملامت نہ کریں یہ جُدائی کی مصیبت کا درد ہے خصوصاً ایسے باپ کی جدائی کا غم،

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے اپنے والد بزرگوار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو مرثیہ کہا اُس کا ایک شعر ہے

صُبتُ علیَّ مصائب لَو انھا
صبت علی الایام صرن لیالیا

یعنی جو مصیبت مجھ پر پڑی ہے اگر یہ مصیبت دنوں پر پڑتی تو وہ راتیں ہو جاتے

ایک روایت کے مطابق جناب سیدہ سلام اللہ علیہا اپنے والد ماجد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تُربت مبارک کی زیارت کے لئے آئیں تو قبر مبارک پر سے مٹی کی مٹھی لے کر اپنی آنکھوں میں ڈال لی اور روتے ہوئے زبان

marfat.com

حال سے کہا!

نو بہارِ من کجا شد آں گلِ سیراب کو
میتواں دیدن بخوابش اے دریغا خواب کو
گر بگریم در نخندم ہیچ انکارم مکن
گریہ را صد وجہ دارم خندہ را اسباب کو

صحت کے ساتھ روایت آئی ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد سیدۂ عالم جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو کسی نے مُسکراتے ہُوئے نہیں دیکھا بلکہ آپ دِن رات روتی رہتیں اور نالہ و فریاد کرتی رہتیں یہاں تک کہ لوگ تنگ آ کر کہنے لگے اے بنتِ رسُول آپ دِن کو رو لیا کریں اور رات کو آرام کریں تا کہ ہم بھی رات کو آرام کر لیا کریں یا رات کو رو لیا کریں اور دِن کے وقت خاموش رہا کریں، تا کہ ہم دِن کے وقت آرام کر لیا کریں بعد ازاں جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا شہیدوں کے مزاروں پر جایا کرتیں اور جب تک چاہتی تھیں وہاں پر رو لیا کرتی تھیں۔

سب سے زیادہ رونے والے پانچ افراد

امام ہمام سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پانچ افراد ایسے ہیں جن سے زیادہ دُنیا میں کوئی نہیں رویا ان میں سے تین پیغمبر ہیں اور دو افراد اہلبیت میں سے ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام ہیں کہ فراقِ بہشت میں اِس قدر روئے کہ آنسوؤں کے سیلاب سے اُن کے رخساروں میں گڑھے پڑ گئے۔

دُوسرے حضرت یعقوب علیہ السلام ہیں جو حضرت یُوسف علیہ السلام

marfat.com

کے فراق میں اِس قدر روئے کہ اُن کی آنکھیں سفید ہوگئیں۔

تیسرے حضرت یُوسف علیہ السلام ہیں جو دِن رات قید خانے میں روتے رہتے تھے یہاں تک کہ آپ کی آہ وزاری سے تنگ آکر دُوسرے قیدیوں نے جناب زلیخا کے پاس پیغام بھیجا کہ اِس غلام نے اپنے رونے سے ہمیں مصیبت میں ڈال رکھا ہے چُنانچہ زلیخا کے حُکم سے جناب یُوسف علیہ السلام کو الگ کمرہ دے دیا گیا جہاں آپ دِن رات روتے رہتے اور اُن کی آواز دوسرے قیدیوں تک نہ جاتی

اہلبیت کرام علیہم السلام میں سے ایک جناب عُذرا بتُول حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا ہیں جو اپنے باپؐ کے فراق میں اِس قدر روئیں کہ اہلِ مدینہ نے آپ کو پیغام بھیجا یا فاطمہ لقد آذیتنا ببکائک یعنی اے بنت رسُول آپ کے رونے سے ہمیں اذیت ہوتی ہے چنانچہ اس کے بعد حضرت فاطمۃ الزہرا شہدا کی قبروں پر جا کر رو لیا کرتی تھیں۔

دُوسرے حضرت امام زین العابدین علی بن حسین علیہ السلام ہیں جو واقعہ کربلا کے بعد چالیس سال تک زندہ رہے اور اِس عرصہ میں ایک بار بھی ایسا نہیں ہُوا کہ آپ کے سامنے کھانا لایا گیا ہو اور وُہ کھانا آپ کے آنسوؤں سے تر نہ ہو گیا ہو۔

حضرت امام زین العابدین کے پاس افلح نامی ایک غلام تھا اُس نے آپ کی خدمت میں عرض کی یا ابنِ رسُول اللہ آپ اِس قدر روتے ہیں کہ اِس رونے سے مجھے آپ کی موت واقع ہو جانے کا ڈر پیدا ہو جاتا ہے۔

امام عالی مقام امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا اے افلح کیا کروں جس وقت مجھے یاد آتا ہے کہ دشت کربلا میں میرے والد گرامی ، میرے بھائیوں، میرے چچوں، میرے خویش و اقارب اور دوستوں کو میرے سامنے شہید کر

marfat.com

گیا تھا تو مجھ میں آنسوؤں کو روکنے کی طاقت باقی نہیں رہتی اور اگر میں اُس غم واندوہ کے مطابق روؤں جو میرے دِل میں ہے تو کسی بھی شخص میں اُسے دیکھنے کی طاقت نہیں

گر بقدرِ سوزش من چشم من بگریستے	مرغ و ماہی از غم من تن بتن بگریستے
صد ہزاراں دیدہ بایستے دل ریش مرا	تا بہر یک خویشتن بر خویشتن بگریستے
دیدہائے بخت من بیدار بایستے کنوں	تا بدیدی حال من بر حال من بگریستے
آنچہ از من گم شدہ گر از سلیماں گم شدے	ہم سلیماں ہم پر ہم اہرمن بگریستے

جناب سیدہ کے آخریں لمحات

روایات میں آتا ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد ڈھائی ماہ ایک قول کے مطابق تین ماہ پانچ دِن اور ایک روایت کے مطابق[1] چھ ماہ گذر گئے مگر باپ کے غم میں جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے آنسوؤں کی روانی میں کوئی کمی نہ آئی آپ کو اپنے باپ کے فراق میں روتے رہنے کے سوا کوئی کام نہیں تھا اور سوائے غم رسُول، تقدم صحابہ بر علی اور تصرف در فدک کے آپ کو کوئی غم نہ[2] تھا

[1] درست قول یہی ہے کہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے چھ ماہ بعد تک بقید حیات رہیں پوری تحقیق ہماری کتاب البتول میں دیکھیں، مترجم۔

[2] جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کو صرف اپنے والد گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فراق کا غم تھا اِس غم میں کسی دوسرے غم کی ملاوٹ کرنا تعجب خیز اور سیدہ کی اپنے باپ کے ساتھ والہانہ محبت کے ساتھ ناانصافی ہے۔ مترجم

marfat.com

حضرت علی کا سوال

ایک روز حضرت علی علیہ السلام اپنے حجرۂ طاہرہ میں تشریف لائے تو دیکھا کہ جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے اپنے مبارک ہاتھوں سے آٹا گوندھ کر کچھ روٹیاں پکائی ہیں اور خود ہی اپنے بچوں کے کپڑے دھو رہی ہیں، حضرت علی علیہ لسلام نے اس صورت پر تعجب کرتے ہوئے کہا اے مخدومۂ دو عالم اور اے معصومہ آخر الزمان، اے دو حبۂ دو یحییٰؑ اور اے مریم دو عیسٰیؑ، اے بلقیس حجرۂ تقدیس وجلال اور آئینۂ عالم تکمیل وکمال، اے زہرائے مرضیہ اور انسانی حورا اے دو مظلوموں کی ماں اور ایک معصوم کی بیٹی، اے کم جہیز والی عروسہ اور خاتون حجلۂ اعزاز، اے سیارۂ راہ قبول اور ستارۂ جلوہ گاہ رسول، اے بضعۂ احمد اور بضاعت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یا زہرۃ الزہراء فی افق العلی

والدرۃ البیضاء فی صدف النہی

اے ترا در درج نبوت گوہر عالم فروز	دے تو در برج ولایت زہرۂ روشن جبیں
اے برفعت مریم ثانی کہ مہد عفت	از ترفع جائے دارد بر سر چرخ بریں
اے نہال بوضۂ عصمت کہ ہست از روئے قدر	سایۂ وجاہت پناہ قاصرات الطرف عین
ریشۂ ای از شجر عصمت شعارت آمدہ	حوریان گلشن فردوس را حبل المتین

اے چراغ اہل بیت مصطفیٰ اے فاطمہ

مادر سبطین و نور چشم ختم المرسلین

اے فاطمۃ الزہرا! میں نے آپ کو اس عرصہ میں ایک بار بھی دنیا کے دو کام کرتے ہوئے نہیں دیکھا جب کہ آج آپ ایسے تین کاموں میں مشغول ہیں اس

marfat.com

میں کیا حکمت اور کیا راز ہے؛

حضرت زہرا کا جواب

جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے یہ بات سُنی تو آپ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور روتے ہوئے فرمایا اے تاجدار سُورہ ہل اتی اور شہسوار عرصۂ لافتیٰ اے خطیب منبر سلونی اور وارث مرتبۂ ہارونی۔ اے طراز حلۂ صفا اور رازدار مصطفٰے۔ اے شیر بیشۂ شریعت اور کشتی دریائے حقیقت۔ اے شگوفۂ باغ ابو طالب اور اسد اللہ الغالب کا لقب پانے والے۔

اے دلی ساز وال من والاہ

اے عدو سوز عادمن عاداہ

کاتب نقش نامہ تنزیل — خازن گنج نامۂ تاویل

مہتر و بہتر زمین و زمن — معدن جوہر حسین وحسن

ھٰذا فراق بینی وبینک۔ یہ میرے اور آپ کے درمیان فراق کی صُورت ہے وصال کا زمانہ گذر چکا ہے اور فراق کی گھڑیاں آگئی ہیں۔ ملاپ کا دن ختم ہوا اور جدائی کی رات آپہنچی۔

ہنگام وداع وافتراق ست امروز — با درد فراق آشنا ست امروز

اے دیدہ جمال وصل دیدی یک چند — خوں بار کہ نوبت فراق ست امروز

یا علیؑ میں نے آج خواب میں اپنے اباجان کو بلندی پر کھڑے دیکھا آپ چاروں طرف اِس طرح دیکھ رہے تھے جیسے کسی کے منتظر ہوں میں نے فریاد کرتے ہوئے کہا! اباجان آپ کہاں ہیں؟

آپ کے فراق میں میری جان جل گئی ہے اور جسم پگھل گیا ہے؟

marfat.com

آپ نے فرمایا! بیٹی فاطمہ! میں اِدھر کھڑا انتظار کر رہا ہوں۔

میں نے کہا! اے اللہ کے رسُول اے میرے ابا جان آپ کس کا انتظار کر رہے ہیں؟

آپ نے فرمایا! بیٹی میں تیرا انتظار کر رہا ہوں اے فاطمہ! جدائی کا زمانہ حد سے گذر گیا اور میرے ساتھ تیری ملاقات کا وقت آپہنچا ہے، بیٹی یہ وہ وقت ہے کہ تُو جسم کے قفس کو توڑ کر رُوح کو علائق بدن سے الگ کرے گی اور خیمۂ جان کو عالمِ سفلی کی تنگ جگہوں سے اُکھاڑ کر فضائے علوی میں لگائے گی۔ بیٹی آج تُو دنیا کی مصیبتوں کے قید خانے سے نکل کر عشرت فزائے عُقبیٰ کے باغ میں آجائے گی، اُے فاطمہ اے میری بیٹی آ! کیونکہ جب تک تُو نہ آئے گی میں نہیں جاؤں گا۔

میں نے کہا! ابا جان میں بھی آپ کی ملاقات کی آرزو مند ہوں میری ہمیشہ یہی تمنا رہی ہے کہ آپ کی زیارت کا شرف حاصل کروں۔

آپؐ نے فرمایا! اے فاطمہ بیٹی اب بہت جلد ملاقات ہونے والی ہے کل رات کو تُو ہمارے پاس ہو گی۔

یا علیؑ! میں خواب سے بیدار ہوئی تو اُس جہان کا شوق مجھ پر غالب آگیا اور میں نے جان لیا کہ یہ میرا آخری دِن ہے یا آئندہ شب کے پہلے حصّہ میں انتقال کر جاؤں گی، یہ روٹیاں میں نے اِس لئے پکائی ہیں کہ کل آپ میری مصیبت میں مصروف ہونگے تو میرے بچے بھوکے نہ رہیں اور بچوں کے کپڑے اِس لئے دھو رہی ہوں نہ جانے میرے بعد میرے بچوں کے کپڑے کون دھوئے گا اور میرے یتیموں کے دِل کی خواہش کو کون پُورا کرے گا، میں چاہتی ہوں کہ اپنے بیٹوں کے سر میں کنگھی کر لوں نہ معلوم میرے بعد اِن کی زُلفوں اور چہروں کا غبار کون دھوئے گا۔

اب جب کہ جنابِ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا اپنے بیٹوں کے گیسوؤں اور چہروں

marfat.com

پر پڑنے والے غبار کے تصور سے غم زدہ اور اندوہناک ہو جاتی ہیں تو اُن کے عنبر بیز اور دِلآویز گیسوؤں اور آفتاب سے زیادہ روشن اور دِلکش چہروں کو خاک و خون میں لتھڑے ہوئے دیکھ کر کس طرح برداشت کریں گی اور کس طرح اس حال کو دیکھ سکیں گی۔

رُوئے گرد آلودہ و رُخسارِ پُر خونِ حسین
گر بدیدے فاطمہ در عرصہ گاہ کربلا
آنچناں بگریستے کز گریہ ہائے زارِ او
ساکنانِ آسماں بگریستدے برملا

جناب علیؑ کا اظہارِ غم

جب حضرت علی علیہ السلام نے جناب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا سے جُدائی کی باتیں سُنیں تو آپ کی آنکھوں سے حسرت کے آنسو ٹپکنے لگے آپ نے روتے ہوئے فرمایا اے دُخترِ رسول! ابھی تو آپ کے والدِ محترم کی جدائی کا داغ بھی آسودہ نہیں ہوا اور اُن کی رحلت کے زخموں کے نشان ابھی دِل پر باقی ہیں کہ آپ کی جُدائی کا وقت سر پر آگیا ہے اور ایک زخم پر دوسرا زخم لگ رہا ہے۔

ہر دم زمانہ داغِ غم بر جگر نہد — یک داغ نیک ناشدہ داغِ دگر نہد
ہر داغ کا درد قدرے رُو بہتر ہے — آں داغ را گذار دو داغ بہتر نہد

جناب سیدہؑ کا حسنینؑ کے لئے اضطراب

سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا! یا علی آپ نے اُس مصیبت پر صبر کیا ہے تو اِس تعزیت پر بھی صبر کریں اور اب آپ میرے پاس ہی رہیں میری

marfat.com

جان آپ کی راہ دیکھتی رہے گی اور دار القرار میں ملاقات ہوگی آپ نے یہ بات کہی، اور اپنے شہزادوں کے کپڑے پانی میں بھگو کر اُن کے چہروں کی طرف نظر کی تو دل سے آہ حسرت نکل گئی، جناب سیدہ نے روتے ہوئے اپنے بیٹوں سے فرمایا کاش! میں جان لیتی کہ میرے بعد تمہارا کیا حال ہوگا اور تمہارے کام کس طرح پُورے ہوں گے"

جناب حسنین کریمین نے والدہ محترم کے یہ الفاظ سُنے تو رونے لگے جناب سیدہ نے فرمایا! جانانِ مادر تھوڑی دیر کے لئے بقیع کے قبرستان میں جاکر اپنی ماں کے لئے دُعا کرو، شہزادے چلے گئے تو جناب سیدہ پاک نے اپنا سر مبارک تکئے پر رکھ لیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے کہا آپ بیٹھ جائیں کہ یہ وقتِ وداع ہے، حضرت علی علیہ السلام نے کہا آہ وائے حسرتا۔

دلہا کباب می شود از آتش وداع
یارب کہ بر فتند زجہاں رسم انقطاع

جناب حسنینؑ کا کھانے سے انکار

ہاں! دوستوں کو وداع کرنا سُرخ موت کے برابر اور مرتبۂ فتح اکبر کے مترادف ہے پس حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھ گئے اور حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا میرے بیٹوں کے لئے کھانا تیار کر کے فلاں مقام پر رکھ دے جب تک وُہ کھانا نہ کھالیں میرے پاس نہ آنے دینا، کچھ دیر بعد شہزادے واپس آئے تو حضرت اسماء بنتِ عمیس نے حکم کے مطابق اُنہیں کھانا پیش کر دیا، شہزادوں نے کہا اے اسماء تو جانتی ہے! ہم نے بغیر اپنی ماں کے کبھی کھانا نہیں کھایا اب کیا سبب ہے کہ تو نے ہمیں علیحدہ

marfat.com

بناکر کھانا پیش کیا ہے؟

حضرت اسماء نے کہا! آپ کی والدہ محترمہ کی تھوڑی سی طبیعت خراب ہے آپ کھانا کھالیں۔

شہزادوں نے فرمایا! اے اسماء ہمیں بغیر والدہ کے کھانا تناول کرنا گوارہ نہیں اس کے ساتھ ہی دونوں شہزادے والدہ مکرمہ کے حجرۂ طاہرہ میں چلے آئے آکر دیکھا تو جناب سیدہ نے تکیئے پر سر رکھا ہُوا ہے اور جناب علی مرتضیٰ آپ کے سرہانے بیٹھے ہُوئے ہیں۔

جناب سیدۃ النساء نے بیٹوں کو دیکھا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے کہا! انہیں تھوڑی دیر کے لئے میرے ابا جان کے مزار اقدس پر بھیج دیں تاکہ میں اپنے خدا تعالیٰ سے راز و نیاز کی چند باتیں کر لوں۔

جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام نے شہزادوں کو فرمایا اے جانانِ پدر تھوڑی دیر کے لئے اپنے نانا جانؐ کی زیارت کر آئیں تمہاری والدہ کی طبیعت ٹھیک نہیں یہ کچھ دیر آرام کر لیں، جناب حسنین کریمین علیہما السلام تشریف لے گئے تو جناب سیدہ نے فرمایا یا علی تھوڑی دیر بیٹھ کر میرا سر آغوش میں رکھ لیں کیونکہ میری عُمر اب ختم ہو چکی ہے۔

بیمارِ غمت را نفس باز پس است ایں
پاسِ نفش دار کہ آخر نفش است ایں

جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے فاطمہ نہ تو ان باتوں کو سُننے کی مجھ میں تاب و طاقت ہے اور نہ ہی یہ حال دیکھنے کی مجھ میں ہمت ہے۔

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا یا علی! پیش آنے والے راستے پر چلنا ہی پڑتا ہے اور دلِ جوش زدہ میں غم کو دبانا ہی پڑتا ہے آپ تھوڑی دیر

marfat.com

میرے پاس بیٹھ کر میری چند باتیں غور سے سماعت فرمالیں اور میری جدائی کا جام نوش کریں۔

بنشیں نگر از دلم غمے برداری | یا از سر آتشم دمے برداری
جانم ز فراق در عدم خواہد شد | ہاں تا بود داعش قدمے برداری

جناب سیدہ کی وصیّت

جناب علی علیہ السلام نے بیٹھ کر جناب سیدہ کا سر مبارک زانو مبارک پر رکھ لیا، جناب سیدہ نے شوہر نامدار کے چہرۂ انور کی طرف دیکھا تو جناب علی کریم کی آنکھوں سے اشکوں کی برسات جناب سیدہ کے چہرۂ اقدس پر برسنے لگی، جناب سیدہؓ نے حضرت علیؑ کو اس طرح روتے دیکھ کر فرمایا! اے علی یہ وصیت کا وقت ہے نہ کہ تعزیت کا!

جناب علی علیہ السلام نے فرمایا! اے عورتوں کی سردار آپ کیا وصیت کرنا چاہتی ہیں؟

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا! اے علی میری چار وصیتیں ہیں اول یہ کہ اگر مجھ سے آپ کے حق میں کوئی خطا ہو گئی ہو اور اس سے آپ کے دل میں کچھ تکدر و ملال ہو تو وہ مجھے معاف فرمادیں اور مجھے بخش دیں،

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! حاشا اللہ اس عرصہ میں آپ کے قول و فعل سے کوئی ایسی بات ظہور میں نہیں آئی جو میری دل آزاری کا سبب بنی ہو بلکہ آپ نے تو ہمیشہ میری دلداری اور غمگساری کی ہے، میں نے آپ کو ہمیشہ وفادار پایا ہے جفا کار نہیں پایا، میں نے آپ کو ہمیشہ پھول کی طرح دیکھا ہے کانٹے کی طرح نہیں،

marfat.com

دوسری وصیت ارشاد فرمائیں۔

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا دوسری وصیت یہ ہے کہ میرے بیٹوں سے پیار کرنا اور میرے جگر گوشوں کو نظر انداز نہ کر دینا، اِن کے سروں پر دست شفقت رکھنا اگر اِن سے کوئی زیادتی ہو جائے تو اُس کی معذرت قبول کر لینا۔

تیسری وصیت یہ ہے کہ مجھے رات کے وقت دفن کرنا جس طرح میری زندگی میں کسی غیر مرد نے میرے سراپا کو نہیں دیکھا اسی طرح میری رحلت کے بعد بھی کسی غیر محرم کی نظر میرے جنازے پر نہ پڑے۔

چوتھی وصیت یہ ہے کہ میں آپ سے دائمی اُنس رکھتی ہوں اور آپ صبح شام میرے مُونس و غمخوار رہے ہیں اس لئے میری قبر پر آنے سے گریزپا نہ ہونا میں مجبوراً آپ سے دُور جا رہی ہوں۔

اے بناکام مرا از رُخِ تو مہجوری
خود کہ باشد بکام از تو گزیند دُوری

جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے یہ گفتگو سنی تو آپ کی چیخیں نکل گئیں اور زبان حال سے کہنے لگے،

دلدار ز ما کرانہ ای می طلبد — در کوئے فراق خانہ ای می طلبد
تیرے زکمانِ ہجر می اندازد — وز سینۂ ما نشانہ ای می طلبد

حضرت علی کی وصیتیں

بعد ازاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا یا فاطمہؑ میں آپ کی تمام وصیتیں قبول کرتا ہوں اور اِن پر قائم رہوں گا آپ بھی کرم فرما کر میری چند وصیتیں سن لیں۔

marfat.com

حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا! یا علی فرمائیں آپ کی کیا وصیت ہے؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! پہلی بات یہ ہے کہ اگر آپ کے حق میں مجھ سے کوئی خطا ہو گئی ہو تو اُسے معاف فرما دیں،

دوم یہ کہ جب آپ اپنے اَبّا جان کے حضور میں جائیں تو اُن کے حضور میں مجھ فراق دیدہ اور ہجر رسیدہ کا سلام عرض کرنا۔

سوم یہ کہ اپنے اَبّا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حضور میں میری شکایت نہ فرمانا،

جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا حقیقت یہ ہے کہ میں نے آپ کی رفاقت کے زمانہ میں سے کوئی ایسی چیز دیکھی اور سُنی نہیں جو باعثِ شکایت و آزار ہوتی بلکہ ہمیشہ آپ سے مروت و فتوت حسنِ مقال لُطف و کرم اور جرأت و شجاعت کا مشاہدہ کیا ہے۔

اے زسر تا پا چو چشم خویش عین مردمی
چوں تواند بود چندیں لُطف دریک آدمی

حضرات حسنینؑ کی آمد

یہ دونوں بزرگوار یہ گفتگو فرما رہے تھے کہ اچانک حُجرہ کے دروازہ پر نالہ و فریاد کی آوازیں سُنائی دیں، جناب حسنین کریمین فریاد و فغاں کرتے ہوئے کہہ رہے تھے اے ہمارے اَبّا حضور اے بابِ مدینۃ العلم ہمیں اندر آنے دیجئے تاکہ اپنی والدہ محترمہ کا آخری دیدار کرلیں اور اُنہیں وداع کریں،

جناب شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُٹھ کر دروازہ کھولا اور دونوں

marfat.com

شہزادوں کو آغوش میں لیکر بے حد پیار کیا اور فرمایا اے جانانِ پدر تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ تمہاری امی جان اِس وقت اِس دُنیا سے جارہی ہیں ؟

ہمیں ناناجان نے بھیجا ہے

جناب حسنین کریمین نے عرض کی ! اباجان آپ نے ہمیں ہمارے ناناجان کے روضۂ اقدس پر جانے کا حکم دیا تھا جب ہم روضۂ اقدس کے قریب پہنچے تو ہمارے کانوں میں کسی کی آواز آئی کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمارہے ہیں کہ فاطمۃ الزہرا کے یتیم آئے ہیں اور یہ کہ حضرت اسماعیل ذبیح اللہ فرمارہے ہیں کہ قیامت کے دن کے شفیع آئے ہیں اور یہ کہ محمدؐ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمارہے ہیں میرے جگر کے ٹکڑے آئے ہیں ،

جب ہم نے روضۂ اطہر پر حاضر ہو کر ناناجان کو سلام کیا تو قبر مبارک سے آواز آئی اے میرے بیٹو اور میری آنکھوں کی روشنیو واپس جاؤ اور اپنی امی جان کا آخری دیدار کرو ہم اُنہیں لینے کے لئے آئے ہوئے ہیں اور تمام انبیاء کرام ہمارے ساتھ ہیں چنانچہ ہم واپس آگئے ہیں ۔

حسنینؑ امی جان کے حضور میں

بعد ازاں دونوں شہزادے وہاں آگئے جہاں پر جناب سیدہ سلام اللہ علیہا تکئے کی ٹیک لگا کر لیٹی ہوئی تھیں ، شہزادوں نے والدہ کی طرف دیکھا تو ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے زمین پر لوٹیں لگانے لگے اور زار و قطار روتے ہوئے کہنے لگے امی جان آنکھیں کھول کر ہمارے ساتھ باتیں کریں امی جان اپنے یتیموں کے حال پر ایک نظر ڈال لیں ، وہ اپنی میٹھی گفتگو سے ان کا حصہ نہیں

marfat.com

عنایت کریں"۔

نظرے کُن کہ فراقت دِل ما را خوں ساخت
سُخنے گو کہ زہجرت جگر ما بگداخت!

سیدہ پاک سلام اللہ علیہا کے کانوں میں جب بیٹوں کی آواز پہنچی تو آپ نے آنکھیں کھول کر باہیں پھیلا دیں اور دونوں کو آغوش میں لے کر فرمایا اے جانانِ مادر اور اے مظلومانِ مادر نہ جانے میرے بعد تمہارا کیا حال ہو اور تمہارے دشمن تم پر کیا کیا جفائیں کریں، بعد ازاں جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے اپنی بیٹیوں کو بُلا کر اُن کے بھائیوں کے سپرد کیا اور اِن سب کے لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے سفارش کی۔

جناب سیدہؑ کا خود غسل مبارک فرمانا

ایک روایت میں یہ ہے کہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور جناب حسنین کریمین کو فرمایا کہ وہ دُوسری بار حضور سالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس کی حاضری کے لئے جائیں۔ جب یہ لوگ چلے گئے تو آپ نے اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلا کر فرمایا میرے لئے پانی لائیں تاکہ میں غسل کر دں۔ حضرت اُم سلمہؓ فرماتی ہیں نے پانی رکھدیا تو جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے اِس طرح سے غسل فرمایا کہ میں نے کسی کو اِس خوبی سے غسل کرتے ہوئے نہیں دیکھا، پھر اُنہوں نے مجھ سے صاف ستھرے کپڑے طلب کئے جو میں نے پیش کر دیئے آپ نے کپڑے پہن کر مجھے فرمایا! میرا بستر کمرے کے درمیان بچھا دے۔ میں نے بستر بچھا دیا آپ پہلو کے بل تکئے کا سہارا لیکر قبلہ رُو ہو کر لیٹ گئیں اور اپنا دایاں ہاتھ مبارک اپنے رُخسار مبارک کے

marfat.com

نیچے رکھ لیا۔

کافورِ بہشتی

بعد ازاں آپ نے حضرت اسماء بنت عمیس کو بُلا کر ارشاد فرمایا کہ میرے ابا جان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مرض کے زمانہ میں جبریل علیہ السلام آپ کے جسدِ اطہر کو حنوط کرنے کے لئے کافورِ بہشت لائے تھے جس کے آپ نے تین حصے کر کے ایک حصہ اپنے لئے رکھ لیا اور دو حصے مجھے عطا کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک حصہ تمہارا اور ایک علی کا ہے۔

اے اسماء وہ کافور چالیس مثقال کی مقدار میں ہے اور فلاں مقام پر رکھا ہوا ہے اُس میں میرے حصے کا بیس۲۰ مثقال لے آ اور میرے لئے حنوط بنا لے اور بیس مثقال حضرت علیؓ کے لئے سنبھال کر رکھ لے۔ حضرت اسماء نے جناب سیدہ کے فرمان کی تعمیل کر دی تو آپ نے فرمایا اے اسماء اب تو بھی باہر چلی جا اور مجھے تنہا چھوڑ دے تاکہ میں تھوڑے سے وقت میں اپنے پروردگار کے حضور میں معروضات پیش کر لوں اور جو آرزوئیں میں اپنے دل میں رکھتی ہوں بارگاہِ قاضی الحاجات میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر دوں۔

جناب سیدہ کی امت کے لئے دُعا

جناب اسماء بنت عمیس باہر آگئیں تو تھوڑی دیر بعد اُن کے کانوں میں جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے رونے اور حق سبحانہٗ تعالیٰ کے حضور میں مناجات کرنے کی آواز آئی حضرت اسماء کہتی ہیں! میں نے آپ کی آواز پر کان لگا دیئے اور آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ الٰہی میرے والد گرامی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ

marfat.com

علیہ وآلہ وسلم کے صدقے سے اور اُس شوق کے صدقے سے جو وہ میری ملاقات کا رکھتے ہیں اور حضرت علی کے دردِ دل کے صدقے سے جو میری جدائی میں روتے اور زاری کرتے ہیں، اور حسن وحسین کے سوزِ دل کے صدقے سے جو اُنہیں میری جدائی کے غم سے ملنے والا ہے اور میری چھوٹی چھوٹی بچیوں کے صدقے سے جو میرے ماتم میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کریں گی میرے ابّا جان کی اُمّت کے گنہگاروں پر رحم فرما اور اِن کے گناہوں سے درگذر فرما جناب سیدہ کی گفتگو کے اِس مقام پر حضرت اسماء کی چیخ نکل گئی، جناب سیدہ نے نگاہیں اُٹھا کر اسماء کو دیکھا اور فرمایا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ مجھے تنہا چھوڑ دے اور باہر جاکر میرا انتظار کر، اب باہر جاکر انتظار کر اور ایک ساعت بعد مجھے آواز دینا اگر میں نے جواب دے دیا تو فبہا ورنہ جان لینا کہ میں اپنے پروردگار کے حضور میں اور اپنے والدِ گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچ گئی ہوں،

جناب سیّدہ کا وصال

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا باہر آگئیں اور کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد آواز دی یا قرۃ العین رسول، مگر کوئی جواب نہ آیا، دوبارہ پھر آواز دی اے سیدۃ النساء اے بنتِ مصطفیٰ. مگر پھر بھی جواب نہ ملا تو اسماءؓ نے اندر جاکر جناب سیدہ صلوٰۃ اللہ علی ابیھا وعلیہا کے رُخِ اقدس سے کپڑا ہٹا کر دیکھا کہ آپ حُجرۂ غم وآلام اور رنج وبلا سے حُجلۂ بقا اور روضۂ فردوس بقا کی طرف انتقال فرما گئی ہیں اور اس جہان تنگ وتاریک سے قُربِ وصال کی نزہتوں میں آباد ہو چکی ہیں

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے قدموں میں گر پڑیں اور اپنے چہرے کو آپ کی کفِ پا سے مل کر کہنے لگیں اے بتول عذرا جب آپ اپنے

marfat.com

اباجان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جائیں تو اُن کے حضور میں میرا سلام نیاز عرض کرنا، اسی اثناء میں حسنین کریمین نے اندر آکر کہا اے اسماء ہماری امی جان کا کیا حال ہے؟

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس صورتِ حال کو برداشت نہ کرسکیں اور آپ کے چہرہ سے آنچل سرکا دیا حسنین کریمین سب کچھ جان گئے اور روتے روتے مسجد کی طرف چلے گئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم وہاں پر بزرگ صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے، حضرات حسنینؓ کے رونے کی آواز کانوں میں پڑی تو آپ جان گئے کہ یہ اپنی والدہ مکرمہ کے انتقال پر روتے ہیں، جناب علی کریم اس صدمہ سے بے ہوش ہو گئے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حیران و پریشان ہو کر آپ کے چہرۂ اقدس پر پانی کے چھینٹے دیئے تو آپ کو ہوش آگیا، صحابہ کرامؓ نے حسنین کریمین سے پوچھا اے مخدوم زادو آپ کیوں روتے ہیں؟ شہزادوں نے کہا کیسے نہ روئیں اور کیوں نہ فریاد کریں

دِل بشد از دستِ دوست را چہ جویم
نطق فروبست حال خود بکہ گویم

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! اس وقت زہرۂ زہرا بتول عذرا سلام اللہ علیہا کی جانِ عزیز کے میزبان نے آپ کے جسم اقدس کے مہمان خانہ سے دعوت سرائے واللہ یدعوا الی دار السلام کی طرف توجہ فرمائی ہے اور آپ

marfat.com

کی مقدس رُوح کا جادہ حاذبہ ارجعی الی ربک کے ساتھ شاہراہ کُل نفسٍ ذائقۃ الموت سے ہوتا ہُوا عبادت گاہِ قُدس کے ساکنوں کے مقام اور اعلیٰ علیین کے رہنے والوں کے ٹھکانے پر حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں پہنچ گیا ہے، اشونہ دوست دوست کی طرف چلا گیا ہے، لکلّ اجتماع من خلیلین فرقۃ وکل الذی دون الفراق قلیل وَان افتقادی فاطما بعد احد دلیل ان لایدوم خلیل"

دو دوستوں کے ہر اجتماع کے لئے افتراق اور ہر پھول کے لئے کانٹا ہے ہر مصیبت فراق کی مصیبت سے چھوٹی اور فراق کی نسبت ہزارواں حصہ ہے اور بے شک میں نے حضور رسالتمآب احمدِ مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فراق کے بعد حضرت فاطمۃ الزہرا کو گم کر لیا ہے، اِس پر یہ روشن نشانی اور پاکیزہ دلیل ہے کہ دُنیا میں کوئی ہمیشہ کا دوست نہیں اور تا قیام قیامت ساتھ رہنے کا کوئی قاعدہ نہیں، زمانہ ناپائیدار کی عادت ہی یہ ہے کہ فراق کی تلوار سے تمام ساتھیوں کا رشتہ کاٹ دیتا ہے اور پُرانے دوستوں یاروں اور دیرینہ مصاحبوں کے فراق کا داغ جگر پر لگا دیتا ہے"

فلک را غیر ازیں خود نیست کارے | کہ گرداند جدا یارے ز یارے
بہر جا دوستاں بینند ہم آواز | ہماں دم نغمۂ دُوری کند ساز

اہل بیت کی روایت کے مطابق جناب سیدہ سلام علیہا کا وصال مبارک پیر کے دن ۳۔ رمضان المبارک ۱۱ھ میں ہُوا اور آپ کو روضۂ بقیع میں دفن کیا گیا"

marfat.com

باب پنجم

حیات حیدرِ کرار کے چند واقعات

شواہد النبوت میں آیا ہے کہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام بارہ اماموں میں سے پہلے امام ہیں آپ کے شمائل و فضائل بے شمار ہیں جن کا احاطہ و حصر تحریر و تقریر سے نہیں کیا جا سکتا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ ہمیں کسی بھی صحابی کے اِس قدر فضائل نہیں پہنچے جس قدر امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پہنچے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام کی ولادتِ پاک مکہ معظمہ میں عام الفیل کے تیس سال بعد ۱۳۔ رجب المرجب جمعۃ المبارک کے دِن ہوئی۔

زاہدِ یمن کی دُعا

شیخ مفید نے روایت بیان کی ہے کہ یمن میں ایک شخص تھا جس نے اپنی پوری توجہ تقویٰ و زہد اور عبادت الٰہیہ کی طرف مرکوز کر رکھی تھی اور دُنیا کی متاعِ فانی سے پُورے طور پر رُخ پھیر رکھا تھا

بکوہے رفتہ و کنجے گرفتہ
زچشم خلق چوں گنجے نہفتہ

اُس کا نام مثرم بن دعیب الشیقام تھا اور زاہد یمن کے نام سے مشہور۔

marfat.com

تھا اُس کی عمر ایک سو نوّے سال کی ہو چکی تھی مگر اِس عرصہ میں اُس نے عبادت و اطاعتِ خداوندی سے کبھی جی نہیں چُرایا تھا، ایک مرتبہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور میں مناجات کرتے وقت اُس نے عرض کی الٰہی! مجھے حرم محترم کے مجاوروں میں کسی ایک کی زیارت سے مشرّف فرما، اُس کی بے ریا دُعا کا تیر ہدف اجابت پر پہنچ گیا اور جناب ابُوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن کے سفر سے واپسی پر اُسے دیکھنے کے لئے اُس کے پاس پہنچ گئے،

مثرم آپ کو دیکھ کر تعظیماً کھڑا ہو گیا اور تکریم کے ساتھ اپنے پہلو میں بٹھا کر پُوچھا! آپ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں؟

حضرت ابُوطالب نے فرمایا! میں تہامہ کا رہنے والا ایک شخص ہُوں،

مثرم نے کہا! آپ کس تہامہ سے آئے ہیں؟

حضرت ابوطالب نے فرمایا! مکہ معظمہ سے،

مثرم نے پُوچھا! آپ کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں؟

حضرت ابُوطالب نے فرمایا! قبیلہ بنو ہاشم سے،

مثرم نے قبیلے کا نام سُنا تو دُوسری بار اُٹھ کر حضرت ابوطالب کے سر اور چہرے کو بوسہ دیا اور کہا الحمدللہ اللہ تعالیٰ نے میری دُعا کو قبول فرما لیا اور مجھے اُس وقت تک موت نہیں دی جب تک حرم شریف کے مجاوروں میں سے ایک شخص کے ساتھ میری ملاقات نہیں کروائی پھر پُوچھا آپ کا نام کیا ہے؟

حضرت ابُوطالب رض نے فرمایا! ابُوطالب

مثرم نے پُوچھا! آپ کے والدِ محترم کا کیا نام ہے؟

حضرت ابوطالب نے فرمایا! عبدالمطلب بن ہاشم،

marfat.com

ولادتِ علی کی پیشگوئی

مثرم نے کہا! میں نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ حضرت عبدالمطلب کے دو پوتے ہوں گے جن میں سے ایک خدا کے رسُول ہوں گے اور اُن کے باپ کا نام عبداللہ ہوگا، دوسرے خُدا کے ولی ہونگے اور اُن کے باپ کا نام ابُوطالب ہو گا جب اللہ کے نبی کی عمر مبارک تیس سال ہوجائے گی تو خُدا کے ولی کی ولادت باسعادت ہوجائے گی اے ابُوطالبؑ کیا وُہ نبی پیدا ہو چکے ہیں؟

حضرت ابُوطالبؑ نے فرمایا! ہاں عبُداللہ کے ہاں محمدؐ پیدا ہو چُکے ہیں اور اُن کی عمر مبارک اِس وقت انتیس ۲۹ سال ہے

مثرم نے کہا! ابُوطالب آپ کو بشارت ہو کہ اِس سال آپ کی پُشت مبارک سے جو بچہ آئے گا وُہ امام المتقین اور مومنوں کا پیشوا ہوگا اے ابوطالب جب آپ مکہ معظمہ میں پہنچیں تو اپنے بھائی کے بیٹے سے کہنا! مثرم آپ کی خدمت میں بہت بہت سلام نیاز عرض کرتا تھا اور گواہی دیتا تھا کہ خدا ایک ہے اور اُس کے سوا کوئی معبُود نہیں اور آپ محمدؐ بے شک اُس کے رسُول ہیں۔" اور کہا! جب آپ کے ہاں بیٹا پیدا ہو تو اُن سے بھی میرا سلام کہنا اور کہنا کہ وُہ آپ کا دوست اور بہی خواہ بوڑھا اِس طرح کہتا تھا کہ آپ پیغمبرؐ کے وصی ہیں اُن پر نبوت ختم ہوجائے گی اور آپ سے ولایت آشکار ہوگی وُہ نبوت کو ختم کرنے والے ہیں اور آپ ولایت کو کھولنے والے ہیں"

زاہد کی کرامت

حضرت ابوطالب نے فرمایا! اے بزرگ جو باتیں آپ کی ہیں اگر اُن کی

marfat.com

بُرہان اور روشن دلیل میرے سامنے نہیں آئے گی تو مجھے اُن کی حقیقت کا کس طرح پتہ چلے گا؟

مثرم نے کہا! اے ابُوطالب آپ جو چاہتے ہیں وُہ مجھے بتائیں میں اللہ تعالیٰ کے حضُور میں اُس کے لئے عرض کروں گا اگر اُس نے میری عرض قبول کر لی تو آپ کو میری تمام باتوں کے سچ ہونے کا یقین آجائے گا۔

حضرت ابُوطالب نے اُس غار میں انار کا ایک سُوکھا ہُوا درخت دیکھ کر فرمایا میں چاہتا ہُوں کہ مجھے اس خشک انار سے تازہ پھل دیا جائے۔

مثرم نے دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھا کر کہا الٰہی اگر میں نے تیرے نبی اور ولی کے راز درُست بیان کئے ہیں تو مجھے اِس درخت سے انار عطا فرما۔ ربّ ذوالجلال کی قدرت سے وُہ درخت اُسی وقت سر سبز اور بار آور ہوگیا، درخت پر انار لگ گئے اور ایک دم پک بھی گئے، اُس زاہد نے انار پکڑ کر حضرت ابُوطالبؓ کی خدمت میں پیش کر دیئے جب آپ نے ایک انار کو کھولا تو اُس کے دانے سُرخ موتیوں کی طرح تھے اُن میں سے حضرت ابوطالب نے چند دانے تناول فرمائے جو آپ کے جسم میں سرایت کر گئے اور حضرت امیر علیہ السلام کے چہرۂ اقدس کی سُرخی کا باعث بنے۔

القصہ حضرت ابُوطالب شاداں و فرحاں مثرم زاہد کی مجلس سے باہر تشریف لائے اور جب مکہ معظمہ میں پہنچے تو اُن کی پُشت سے حضرت علی علیہ السلام کا نور حضرت فاطمہ بنت اسد کے بطنِ اطہر میں منتقل ہوگیا۔

ولادت حیدرِ کرار

حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب

marfat.com

حضرت علیؑ مرتضیٰ کی ولادت کا وقت قریب آیا تو اُس وقت میں بیت اللہ شریف کا طواف کر رہی تھی، طوافِ کعبہ کے چوتھے چکر میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے دیکھا اور میرے چہرے پر تکلیف کے آثار دیکھ کر فرمایا کیا آپ نے طواف پُورا کر لیا ہے؟ میں نے عرض کی نہیں، آپ نے فرمایا طواف پُورا کریں اور ضرورت محسوس کریں تو کعبہ شریف کے اندر چلی جائیں کیونکہ وہ دارِ خُدا ہے۔

کتب لبشایرا لمصطفےٰ میں یذید بن قعنب سے روایت کی گئی ہے کہ میں حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ اور جمیع بنی عبدالعزیٰ کے ساتھ بیت اللہ شریف کے دروازے پر بیٹھا ہُوا تھا کہ حضرت فاطمہ بنتِ اسد آئیں اور طواف کعبہ میں مشغُول ہو گئیں اچانک اُن کے چہرہ پر وضع حمل کے آثار ظاہر ہوئے مگر اُن میں بیت اللہ شریف سے باہر آنے کی طاقت نہ تھی لہٰذا اُنہوں نے کہا الٰہی مجھ پر اِس ولادت کو آسان فرما، راوی نے کہا! مَیں نے اُسی وقت دیوارِ کعبہ کو شق ہوتے دیکھا اور جناب فاطمہ کعبہ شریف کے اندر جا کر ہماری نظروں سے غائب ہو گئیں۔ ہم لوگوں کی بھی خواہش تھی کہ کعبے کے اندر جائیں مگر اِس صُورت میں مناسب نہیں تھا۔ چُنانچہ جناب فاطمہ بنت اسد چوتھے روز حرم شریف سے باہر آئیں اور اُنہوں نے حضرت علی کو ہاتھوں پر اٹھا رکھا تھا امام ابُو داؤد رسناکتی روایت لائے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، الکریم سے پہلے اور بعد کسی شخص کو بھی کعبے شریف کے اندر پیدا ہونے کا شرف حاصل نہیں ہُوا، چنانچہ انہوں نے اِس طرح کہا ہے!

ولدتہ فی الحرام المعظم امہ

طابت وطاب ولیدھا والمولد

marfat.com

گوہرِ چو پاک بُود و صدف نیز پاک بود — آمد میانۂ حرم کعبہ در وجود!
کعبش ز فیضِ کعبہ منفاداشت لاجرم — بردوشِ سیّد دو جہاں جلوہ ہانمُود

نام علی کیسے رکھا؟

جنابِ فاطمہ بنت اسد حضرت علی کو گود میں لیکر کعبے شریف سے اپنے گھر واپس آئیں اور حضرت علی کو جھُولے میں لٹاکر حضرت ابو طالب کو ولادتِ مولُود کی خوشخبری سُنائی حضرت ابُو طالب نے جوشِ محبت سے جھُولے کے سامنے ہو کر حضرت علی کریم کے چہرۂ اقدس کو دیکھنا چاہا تو حضرت علی علیہ السلام نے ہاتھ باہر نکال کر اپنے والد محترم کے چہرے پر خراشیں ڈال دیں، بعد ازاں آپ کی والدہ نے اُنہیں دُودھ پلانا چاہا تو اُنہوں نے ہاتھ بڑھا کر اُن کے چہرے پر بھی خراشیں ڈال دیں۔

حضرت ابوطالب نے اپنی زوجہ محترمہ سے کہا اے فاطمہ تو نے اِس بیٹے کا کیا نام رکھا ہے اِس کا پنجہ تو شیر کے پنجے جیسا ہے!

حضرت فاطمہ بنتِ اسد نے عرض کی مَیں نے اس کا نام اپنے باپ کے نام پر اسد یعنی شیر تجویز کیا ہے۔

حضرت ابو طالب نے فرمایا! میں اس کا نام قصیٰ کے نام پر زید رکھتا ہُوں کیونکہ وُہ تمام قبیلوں کو جمع کرنے والے ہیں۔

بعد ازاں جنابِ فاطمہ نے حضرت علی کے ہاتھ باندھ دیئے اور اپنے کام میں مصروف ہو گئیں کچھ دیر بعد گہوارے کی طرف دیکھا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ہاتھ کھُلے ہُوئے اُور گہوارے سے باہر نکلے ہُوئے تھے۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

marfat.com

کی ولادت باسعادت کی خبر سُنی تو آپ نے حضرت ابُوطالبؑ کے گھر آکر پُوچھا اُس کا کیا نام رکھا ہے؟ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا: باپ نے اس کا نام زید اور ماں نے اسد رکھا ہے، حضُور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اس کا نام علیؑ بہت زیادہ اچھا ہے اور عالی ہمتی کی دلیل ہے، جناب فاطمہ بنتِ اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ بات سُنی تو کہا: خُدا کی قسم میں نے ہاتف کو یہ آواز دیتے سُنا تھا کہ اس بچے کا نام علی رکھنا مگر میں نے اِسے چھپائے رکھا،

ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی کے والدین کا نام کے بارے میں آپس میں اختلاف ہو گیا تو رات کو دونوں حرم کے دروازہ پر آئے جناب فاطمہ نے آسمان کی طرف چہرہ کر کے رجز پڑھا جس کا ایک شعر یہ ہے

بیّن لنا بحکمک المرضی

ماذا تریٰ من اسم ذالصبی

یعنی خداوندا ہمیں حُکم فرما کہ تُو اِس بچے کا کیا نام رکھنا چاہتا تھا، اِس شعر کے جواب میں جناب فاطمہ نے کسی کو گھر کے اُوپر سے یہ آواز دیتے ہوئے سُنا

فاسمہ من شامخ علی

علی اشتق من العلی !

چنانچہ حضرت علی کا یہی نام مقرر ہو گیا،

کام دہن زیب زباں است ایں نام

آرام دِل و راحتِ جاں ست ایں نام

دُودھ کیوں نہیں پیا تھا

روایت میں آیا ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جناب ابوطالب

marfat.com

کے گھر تشریف لا کر حضرت علی کو دیکھنے کے لئے گہوارے کی طرف بڑھے تو جناب فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی بیٹے! آپ بے خوف ہو کر گہوارے کے قریب نہ جائیں کیونکہ اس بچے نے میرے اور اپنے باپ کے چہرے پر خراشیں ڈال دی ہیں، ہو سکتا ہے کہ آپ پر بھی جرأت کرے۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا امی جان! وہ میرے ساتھ ہرگز اس طرح پیش نہیں آئے گا چنانچہ آپ نے گہوارے کے پاس جا کر جناب علی کے چہرے کی طرف دیکھا حضرت علی اُس وقت محوِ خواب تھے حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشکبار اور عنبریں گیسوؤں کی مہک جب حضرت علی کے مشام میں پہنچی تو انہوں نے آنکھیں کھول دیں اور زبان حال سے یہ شعر پڑھا

بُوئے جاں می آید از بادِ صبا ایں بُوچہ بُوست
مُشک را ایں حد نباشد نکہتِ گیسوئے اُوست

اور جب حضرت علی کی نگاہیں حضور سیدِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمالِ جہاں آرا پر پڑی تو آپ کے لبوں پر مسکراہٹ کھیلنے لگی،

اندریں ساعت کہ دیدم نازنین خویش را
یافتم خرم دلِ اندوہگین خویش را

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو گہوارے سے باہر نکالا اور آغوش میں لے کر اُن کے چہرے پر اپنا چہرہ رکھا اور پھر اپنی زبان مبارک اُن کے مُنہ میں ڈال دی، امام الاولیا حضرت علی علیہ السلام ایک عرصہ تک اُس دہن مبارک سے لعابِ پاک چوستے رہے جو مَا ینطقُ عَنِ الھویٰ کے اسرار کا سرچشمہ ہے۔ جیسا کہ حضرت علیؑ نے اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا ہے ہذا لعابِ رسُول اللہ فی فیّ یعنی میرے مُنہ میں یہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم

marfat.com

کا لعاب مبارک ہے۔

گھوارے سے حضرت ابو طالب کے پاس حضرت علی کے نہ جانے میں یہ نکتہ اور حکمت تھی کہ آپ اُن سے پہلے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک ہاتھوں میں جانا چاہتے تھے اور اپنی وَالِدہ مکرمہ کا دُودھ نہ پینے میں یہ راز تھا کہ آپ سب سے پہلے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا لُعابِ دہن مبارک چُوسنا چاہتے تھے۔

مفرحِ جگر خستگاں عشق رساں
زِ کیمیائے سعادت کہ در دہن داری

علی کا پہلا اور حضور کا آخری غُسل

بعد ازاں حضُور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لوٹا اور تھال منگوایا اور جناب علی علیہ السلام کو تھال میں بٹھا کر اپنے مبارک ہاتھوں سے پہلا غسل مبارک دیا جب آپ نے اُنہیں سیدھے رُخ سے غُسل دے لیا تو حضرت علی علیہ السلام بغیر کسی کے پھیرنے کے خود ہی تھال میں گھُوم گئے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ حال دیکھا تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ جناب فاطمہ بنت اسد نے رونے کی وجہ پُوچھی تو آپ نے فرمایا! میں دیکھ رہا ہوں جیسے یہ بچہ مجھے غُسل دے رہا اور میں اِس کے سامنے سے بغیر کسی کے پھیرنے سے خود ہی رُخ تبدیل کر رہا ہُوں، پہلا غسل علی کو میں نے دیا ہے اور آخری غُسل مُجھ کو علی دے گا اور یہ پیشگوئی اُس وقت پُوری ہوئی جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو آخری غُسل دینے لگے تو آپ حضرت علی کے پھرائے بغیر خود بخُود رخ تبدیل فرما لیتے تھے۔

marfat.com

علی آغوشِ رسُول میں

بشائر میں روایت آئی ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کی تربیت خود اپنے ہاتھوں میں فرمائی اور ہر حال میں اُن کی خبر گیری رکھتے، جب حضرت علی کی عُمر مبارک پانچ سال کی ہوئی تو قریش اُس وقت قحط سالی کا شکار ہو گئے۔ حضرت ابُوطالب عیالدار شخص تھے چُنانچہ ایک روز حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس کو فرمایا آپ امیر آدمی ہیں اور ابوطالب غریب ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بڑے خاندان کا بوجھ سنبھالے ہُوئے ہیں جبکہ لوگ اِس وقت قحط کا شکار ہیں آگے بڑھیں اور رحم کریں کیونکہ یہ رحم کرنے کا موقعہ ہے، آپ میرے ساتھ چلیں اور اُن کے ایک بیٹے کی پرورش اپنے ذمے لے لیں، ایک بیٹے کی پرورش میں اپنے ذمے لیتا ہُوں تاکہ اُن کا کچھ بوجھ ہلکا ہو جائے۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آپ کی بات مان لی اور آپ کے ساتھ حضرت ابوطالب کے پاس آکر اپنا مدّعا بیان کیا، حضرت ابُوطالب نے فرمایا! عقیل کو میرے پاس رہنے دیں اور باقی جو چاہیں کریں، پس حضُور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو لے لیا اور حضرت عباس نے حضرت جعفر کی ذمے داری قبول کر لی، چُنانچہ حضرت علی علیہ السلام سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کفالت میں ہی رہے یہاں کہ آپؐ کی بعثت ہوئی تو آپؐ پر ایمان لائے اور اُس وقت تک آپ کی خدمتِ اقدس میں آپ کے پاس رہے جب تک آپ نے سیدہ فاطمۃ الزہرا سے اُن کا نکاح کر کے الگ حجُرے کا انتظام کر دیا۔

marfat.com

حضرت علی کی کنیت

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی کنیت ابُوالحسن اور ابوتراب تھی جب کہ بُوتراب کنیت آپ کو زیادہ پسند تھی اِس کنیت کے بارے میں چند اقوال بیان کئے جاتے ہیں۔

شواہد النبوۃ میں آیا ہے کہ ایک روز رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے حُجرۂ طاہرہ میں تشریف لائے اور پُوچھا بیٹی! تیرا ابن عم کہاں ہے؟

جناب سیدۃ سلام اللہ علیہا نے عرض کی یارسُول اللہ! میرے اور اُن کے درمیان کوئی بات ہوگئی تھی جس کی وجہ سے وُہ ناراض ہو کر چلے گئے ہیں اور گھر میں قیلولہ نہیں فرمایا۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کو حضرت علی کا پتہ لینے کے لئے بھیجا تو اُس نے آکر بتایا یارسُول اللہ وُہ مسجد میں سوئے ہُوئے ہیں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں جا کر دیکھا کہ حضرت علی کی چادر مبارک کندھوں سے اُتری ہُوئی ہے اور آپ کے کندھے مبارک غبار آلود ہیں، حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے اُن کے کندھوں سے مٹی جھاڑی اور فرمایا اے ابُوتراب اُٹھ جا اے ابُوتراب اُٹھ جا۔

روضۃ الاحباب میں روایت آئی ہے کہ ہجرت کے دُوسرے سال غزوۂ ذی العشیرہ واقع ہُوا تو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کی کنیت ابُوتراب رکھی، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

marfat.com

فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت علی ریتلی زمین میں ایک کھجور کے درخت کے نیچے لیٹے ہوئے تھے، حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی اثناء میں ہمارے پاس تشریف لائے اور حضرت علی سے کہا اے ابو تراب اُٹھ، بعد ازاں آپ نے فرمایا اے علی! تجھے بتاؤں کہ لوگوں سے بدقسمت ترین شخص کون ہے!

حضرت علیؑ نے عرض کی! ہاں یا رسول اللہ بتائیں،

آپ نے فرمایا! لوگوں میں بدبخت اور شقی ترین دو شخص ہیں اُن میں سے ایک وُہ ہے جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اُونٹنی کی کونچیں کاٹ دی تھیں اور دُوسرا وُہ ہے جو تیرے چہرے اور ڈاڑھی کو خون سے رنگین کرے گا، آپ نے یہ فرمایا اور اپنا مبارک ہاتھ حضرت علی کے سر مبارک اور چہرہ اقدس پر پھیرا"

ابُوالریحانتین اور دُو رُکن

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ایک کنیت ابُوالریحانتین ہے چنانچہ ابن مردویہؒ کتاب المناقب میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت لائے ہیں اُنہوں نے کہا! میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا آپ نے اپنی رحلت سے تین یوم قبل حضرت علی کو فرمایا اے ابُوریحانتین میں تجھے وصیت کرتا ہُوں کہ میرے دونوں پھولوں یعنی حسن وحسین کا خیال رکھنا یقیناً عنقریب تیرے دُو رُکن ٹوٹ جائیں گے اور اُنہیں اُن کی جگہ سے بے جا یا جائے گا، چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد فرمایا! یہ پہلا رُکن ہے جو اپنی جگہ پر نہیں رہا پھر جب جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا فَاوَلادُہا کا انتقال ہوا تو حضرت علی

marfat.com

نے فرمایا یہ دُوسرا رکن ہے جو ٹوٹ گیا۔

تین بڑی مصیبتیں

روایات میں آیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! میں نے بیشمار مصیبتیں دیکھی ہیں اور بے حد مشقتیں اُٹھائی ہیں مگر ان سب سے شدید اور سخت تین مصیبتیں ہیں ایک تو حضور سید کائنات علیہ افضل الصلوات والتحیات کا وصال مبارک ہے کہ آپ میرے ہادی راہ اور پشت پناہ تھے۔ جب حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا انتقال پُر ملال ہُوا تو غم کی آگ پر میرا دِل کباب ہوگیا اور انتہائی حسرت سے روتے ہوئے میرے حال کی یوں ترجمانی کرتا تھا،

اے ہم نفساں آہ کہ بے یار بماندم — در دست غم ہجر گرفتار بماندم
آں بحرِ رسالت چو شد از دیدۂ من دُور — من با صدف چشم گہر بار بماندم

دُوسری بڑی مصیبت میرے لئے میری زوجۂ مطہرہ سیدہ فاطمہؓ کی رحلت ہے وُہ میرے دِل پُر غم کی تسکین اور دیدۂ پُرنم کی روشنی تھیں وُہ میری مُونس وغم خوار اور وفادار وغمگسار تھیں اُن کے انتقال سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فراق کے زخم تازہ ہوگئے اور جُدائی کے زخم پر دُوسرا زخم آگیا:

زنہار ز دستِ فلک بے بنیاد — ہرگز گرہ کار کسے رانکشاد
ہر جا کہ دِلے دید کہ داغے دارد — داغِ دگرش بر سرِ آں داغ نہاد

تیسری بڑی مصیبت میرے لئے میرے جگر کے ٹکڑے حسینؓ کی شہادت کی وُہ خبر ہے جو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سُنائی ۔

marfat.com

شہیدوں کا مدفن

شواہد النبوت میں روایت آئی ہے کہ ایک روز حضرت علی کرم اللہ وجہہ، الکریم ایک سفر کے دوران صحرائے کربلا میں پہنچے تو وہاں سے روتے ہوئے گذرے اور فرمایا! خدا کی قسم یہ اُن کے اُونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے اور یہ اُن کی شہادت کی جگہ ہے۔

آپ کے ساتھیوں نے پُوچھا یا امیر المومنین یہ کون سی جگہ ہے؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ، الکریم نے فرمایا! یہ کربلا ہے اور یہاں وہ لوگ شہید ہونگے جو بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہونگے بعد ازاں آپ وہاں سے چل دیئے اور کوئی شخص بھی آپ کی اِس بات کا مطلب نہ سمجھ سکا یہاں تک کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا واقعہ ظہور پذیر ہو گیا۔

حقیقت یہ ہے کہ اُس مصیبت سے اہلِ اسلام کے قلوب شمع کی طرح جیسے کے شمع دان میں جل رہے ہیں اور سید الانام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمت کے سینے آتش قلق واضطراب سے حیرت کی بھٹیوں میں جل رہے ہیں

شُد لباطِ خُرّمے طے در جہاں زیں واقعہ
زیر و بالا شُد زمین و آسماں زیں واقعہ
ہست شب ہا بر کنار آسماں رنگِ شفق
خوں ہمی آید ز چشم روشناں زیں واقعہ

حضرت علی کے القاب

حضرت علی کرم اللہ وجہہ، الکریم کے القاب بے شمار ہیں جیسا کہ امیر النحل

marfat.com

بغیۃ البلد یعسوب الدین، کرار غیر فرار اسد اللہ الغالب اور ان کے شل دُوسرے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔

بغض علی نیکیاں ضائع کردیتا ہے

کتاب جُزو سابع میں مُسند امام احمد بن حنبل کے حوالہ سے مذکور ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام کے ہاتھ پکڑ کر فرمایا جو شخص ان کے ساتھ اور ان کے والدین کے ساتھ محبت کرتا ہے وہ قیامت کے دن بہشت میں میرے ساتھ ہو گا۔

فردوس الاخبار میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی گئی ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

حُبّ علی حَسَنۃ لاتضر معہا سَیِّئۃ وبغض علی سَیِّئۃ لَا تَنفع معہا حَسَنۃ

یعنی علی کی محبت ایسی نیکی ہے جس کے ساتھ خطائیں نقصان نہیں دیتیں اور بُغض علی ایسی بُرائی ہے کہ اس کے ساتھ کوئی نیکی نفع نہیں دیتی۔

حضور کی علی سے مُحبّت

روایت آئی ہے کہ ایک روز حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہُوئے تھے اسی اثناء میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم آپ کی خدمت حاضر ہُوئے تو آپ نے اُن کو پکڑ کر اُن کی پیشانی چُوم لی۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں پر موجود تھے اُنھوں نے کہا یا رسُول آپ اِس شخص سے مُحبّت کرتے ہیں؟

آپ نے فرمایا! ہاں اے چچا میں اِس سے مُحبّت کرتا ہُوں اور بہت

marfat.com

زیادہ محبت کرتا ہوں اور میں نہیں جانتا کہ اس سے زیادہ بھی کسی شخص سے محبت کرتا ہوں"

بے شک اللہ رب العزت نے تمام پیغمبروں کی ذریت کو اُن کی پشت میں رکھا مگر میری ذریت کو پشت علی میں جاگزین فرمایا ہے"

حضرت علی سے دوستی

امام ترمذی اپنی سنن ترمذی میں روایت لائے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگوں نے کہا آپ حضرت علی سے بہت زیادہ محبت کیوں کرتے ہیں؟

حضرت سلمانؓ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے! بیشک جو علی سے دوستی رکھتا ہے وہ ہم سے دوستی رکھتا ہے اور جو علی سے دشمنی رکھتا ہے بے شک وہ ہم سے دشمنی رکھتا ہے

اور حدیث میں آیا ہے لا یتخلف بعدی الا کافر او منافق، یعنی اے علی میرے بعد تیری مخالفت وہی کرے گا جو کافر یا منافق ہوگا۔

اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کے لئے دعا کی الٰہی علی کے دوست کو اپنا دوست اور علی کے دشمن کو اپنا دشمن رکھ اور حدیقہ میں مذکور ہے۔

دوستیٔ علی بحق خدائے — دوست گیرد ترا بہر دوسرائے
بہر او گفتہ مصطفیٰ بہ الٰہ — کائے خداوند وال من والاہ
بغض او موجب زیاں کاریست — سبب خواری و نگوں ساریست
دشمنی وے افگند در چاہ — ہم بہ برہانِ عاد من عاداہ

marfat.com

دشمنِ علی کو قتل کردو ایک خواب ایک حقیقت

شواہد النبوۃ میں امام مستغفری کی دلائل النبوت سے روایت نقل کی گئی ہے کہ صالحین اُمت میں سے ایک بزرگ نے کہا! میں نے رات کو خواب میں دیکھا قیامت قائم ہے اور تمام دُنیا میزانِ حشر میں موجود ہے میں نے پُل صراط سے پار ہو کر اچانک دیکھا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حوضِ کوثر کے کنارے پر کھڑے ہیں اور حضرات حسنین کریمین لوگوں کو پانی پلا رہے ہیں۔ میں نے آگے بڑھ کر اُن سے پانی کا سوال کیا تو اُنہوں نے مجھے پانی نہ پلایا میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کی! یا رسُول اللہ شہزادے مجھے پانی نہیں دیتے! اِن سے کہیں کہ یہ مجھے پانی دیں۔

آپ نے فرمایا! تجھے پانی نہیں ملے گا،

میں نے عرض کی! یا رسُول اللہ مجھے کیوں پانی نہیں ملے گا

آپ نے فرمایا! اس کی وجہ یہ ہے کہ تیرے پڑوس میں ایک شخص علیؑ کی شان میں گستاخیاں کیا کرتا تھا اور تو اُسے نہیں روکتا تھا۔

میں نے عرض کی! یا رسُول اللہ میں اُسے روکنے کی طاقت نہ رکھتا تھا اور ڈرتا تھا کہ کہیں وہ مجھے ہلاک نہ کر دے،

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک برہنہ خنجر دے کر مجھے فرمایا اُسے قتل کر دے میں نے خواب میں اُسے قتل کر دیا اور واپس آ کر آپ کی خدمت میں عرض کی یا رسُول اللہ! آپ نے جو حکم دیا تھا میں نے اُس کی تعمیل کر دی ہے،

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے امام حسن علیہ السلام کو فرمایا

marfat.com

کہ وُہ مجھے پانی دیں، امام حسن علیہ السلام نے کوثر کا جام مجھے عطا کیا تو میں نے آپ کے ہاتھ سے وُہ جام لے لیا مگر یہ نہیں معلوم کہ میں نے وُہ پانی پی لیا تھا یا نہیں، بعد ازاں میں خواب سے بیدار ہُوا تو انتہائی خوفزدہ تھا، پس میں نے وضو کیا اور نماز میں مشغول ہو گیا یہاں تک کہ صُبح ہو گئی تو اچانک میں نے لوگوں کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ فلاں شخص سویا ہُوا تھا کہ کسی نے اُسے قتل کر دیا اور حکومت کے سپاہیوں نے اُس کے بے گناہ پڑسیوں کو پکڑ لیا ہے"،

میں نے یہ سُنا تو خود کلامی کے انداز میں کہا سُبحان اللہ یہ تو میرے خواب کا واقعہ ہے جسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے سچ کر دکھایا پس میں اُٹھ کر حاکم کے پاس گیا اور اُسے بتایا کہ آپ نے ناحق لوگوں کو پکڑ رکھا ہے اِس شخص کو میں نے قتل کیا ہے،

حاکم نے کہا! تجھ پر افسوس! تو یہ کیسی بات کرتا ہے،

میں نے کہا! میں نے اُسے خواب میں قتل کیا تھا جسے اللہ تعالیٰ نے سچ کر دکھایا اور پھر اُسے خواب کا تمام واقعہ سُنا دیا،

حاکم نے کہا اُٹھ کر چلا جا اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر عطا فرمائے۔ تو بے گناہ ہے اور دُوسرے لوگ بھی بے گناہ ہیں، بے شک حاکم نے سچ کہا تھا کیونکہ گناہ اُس ناہنجار کا تھا جو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی اور داماد کی شان میں گستاخیاں کرتا تھا۔

ناسزا ہر کہ گفت دہر کہ شُنید
بسزا و جزائے خویش رسید

دشمن علی منبر سے گر کر مر گیا

ایسے ہی شواہد النبوت میں حسین بن علی بن حسین علیہم التحیۃ والرضوان

marfat.com

سے روایت بیان کی گئی ہے اُنہوں نے فرمایا! حاکم مدینہ ابراہیم بن ہشام مخزومی ہر جمعۃ المبارک کے روز ہم لوگوں کو منبر کے قریب جمع کر لیتا اور منبر پر بیٹھ کر امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو گالیاں دیتا اور آپ کی شان میں گستاخیاں کرتا ایک جمعہ کے روز وُہ جگہ لوگوں سے بھری ہوئی تھی اور میں منبر کے ایک طرف گر پڑا اور سو گیا میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کھُل گئی ہے اور اُس میں سے ایک سفید پوش باہر آیا اور اُس نے مجھ سے کہا اے عبداللہ یہ شخص جو باتیں کرتا ہے تجھے ان سے رنج پہنچتا ہے! میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ، آپ نے فرمایا آنکھیں کھول کر دیکھ اللہ تعالیٰ نے اُس کے ساتھ کیا کیا ہے۔

میں نے دیکھا تو وُہ یعنی حاکم مدینہ حضرت علی علیہ السلام کی مذمت کرتا ہُوا منبر سے گرا اور ہلاک ہو گیا۔

تا کسے کز جامِ بُغضِ مرتضےٰ یکجرعہ خورد
دستِ ساقیٔ فنا زہر ہلاکش می دہد
حالِ اُو امروز از این تو عست و فردا روزِ حشر
من نمیدانم کہ از خشمِ الٰہی چوں رہد

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی محبت کرتے ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ بھی محبت کرتا ہے چنانچہ غزوۂ خیبر کے سلسلہ میں روایت آئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کل ہم اُس شخص کو پرچم عطا فرمائیں گے جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسُول کے ساتھ محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسُول اُس کے ساتھ محبت کرتے ہیں"

marfat.com

حضرت علی سے خدا نے سرگوشی کی

اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ عظمت و جلالت میں جناب حیدر کرار علی علیہ السلام کا مقام و مرتبہ اس حدیث سے معلوم ہو جاتا ہے جسے صاحب روضۃ الاحباب نے حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ محاصرۂ طائف کے وقت حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بلا کر ان کے ساتھ لوگوں سے الگ ہو کر رازداری کے ساتھ طویل گفتگو فرمائی۔ اس پر صحابہ نے عرض کی کہ آپ نے اپنے چچازاد سے عجیب اور طویل رموز و اسرار بیان کئے ہیں؟

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا! ما انتجیتہ ولکن اللہ انتجاہ۔ یعنی میں نے علی کے ساتھ خود راز کی باتیں نہیں کیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ سرگوشی فرمائی ہے۔ یہ حدیث سنن نسائی میں بھی آئی ہے اور اسے امام ترمذی نے بھی نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے علی کیساتھ راز و نیاز کی باتیں کی ہیں یعنی مجھے حکم دیا گیا تھا کہ میں علی کیساتھ راز کی باتیں کروں اور راز خداوندی کا محرم ہونا اس شہنشاہ کے قرب کی نشانی ہے۔

محرم او بودہ کعبہ جاں را — محرم او گشتہ سر یزداں را

کاتب نقش نامہ تنزیل — خازن گنج نامۂ تاویل

ہم نبی را وصی و ہم داماد — جان پیغمبر از جمالش شاد

خصائل و فضائل

جناب حیدر کرار کے اوصاف حمیدہ اور خصائل پسندیدہ قیاس فہم سے

marfat.com

بالاتر اور حیطۂ ادراک سے باہر ہیں، حقیقت حال اور آپ کی حقیقت کے حال کا محض ایک شمہ اہل علم اور اہل عرفان و فضل لوگوں کے مقتضا اور پاکیزہ ضمائر و خواطر پر ظاہر اور ہویدا ہو گیا ہے۔

در شرح حسن او چہ تصرف کند کسے
مرآت آفتاب چہ محتاج صیقل است

آپ کی درخشندہ اور تابندہ ذات اقدس کے فضائل اور نور بیز صفات منورہ کے مفاخر تمام افکار و اذہان میں دن کی روشنی اور نور الانور کی طرح ضیاء بار ہیں پس ان کا ایراد و اثبات مقولۂ تحصیل سے حاصل ہے اور سورج کے لئے لباس و زیورات کی احتیاج نہیں"

قدم نہاد قلم تا بقدر شرح کند ز وصف صورت مدحش نکات معنی را
خرد گرفت عنانش کزیں سخن بگذر بماہتاب چہ حاجت شب تجلی را

تاہم بحکم مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ یعنی اگر تمام کا ادراک نہ ہو سکے تو سب کو نہ چھوڑ دینا چاہیئے کے حکم کے مطابق آپ کے جملہ شرف نسب عالی کے ہر مقام سے دو تین کلمات بیان کئے جاتے ہیں۔

خبر معتبر سے علی منی وانا منہ معلوم ہے یعنی حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علی مجھ سے ہے اور میں اُس سے ہوں۔ اور آپ کے کلام میمنت انجام سے اَنتَ منّی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ محقق و مفہوم اور تمام اہل عالم پر روشن ہے یعنی اے علی تیرا میرے نزدیک وہی مقام ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک ہارون علیہ السلام کا تھا اور آپ کا حسب شریف حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِس نکتۂ کاملہ سے معین اور مقرر ہے کہ انا مدینۃ العلم و علیٌّ بابُہا یعنی میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے حکیم سنائی فرماتے ہیں

marfat.com

خواندہ دردین و ملک مختارش
ہم درِ علم و ہم علم دارش

علومِ حیدرِ کرار

شرح تعرف میں روایت آئی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایسی باتیں کی ہیں جو کسی نے نہ آپ سے پہلے کی ہیں اور نہ آپ کے بعد چنانچہ ایک روز آپ نے منبر پر فرمایا سلونی عمادون العرش یعنی مجھ سے سوائے عرش کے جو پوچھنا چاہو پوچھ لو بے شک میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان بہت زیادہ علوم ہیں اور یہ میرے منہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لعاب دہن مبارک ہے اور یہ وہ چیز ہے جو مجھے آپ اپنی زبان مبارک چسایا کرتے تھے۔

قسم ہے اس خدا کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم لوگ مجھ سے تورات و انجیل سے سوال کروگے تو میں مسند پر بیٹھ کر تمہیں بتاؤں گا کہ ان دونوں کتابوں میں کیا ہے، اور یہ دونوں کتابیں میری اس بات کی تصدیق کریں گی۔

پھر فرمایا: یہ علوم میں نے ادیب لبیب وَعَلَّمَکَ مَالَم تَکُن تَعلَم کے مکتب ادب سے سیکھے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دینی علوم کے ایک ہزار باب سکھائے اور ہر باب میں مجھ پر مزید ایک ہزار باب کھل گئے۔

شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

نبی در گوش او یک علم درداد
بداں هندر دلش صد علم بکشاد
چوں شہرِ علم دیں پیغمبر آمد
درآں شہر بیشک حیدر آمد

marfat.com

ازاں آبِ حیات اے دِل کہ جاں خورد
ز دستِ ساقیٔ کوثر تواں خورد

حضرت علیؑ کا مقامِ عبادت

جنابِ شیرِ خدا حضرت علی علیہ السلام کی عبادت کا یہ مقام تھا کہ آپ کے خلوت کدہ سے ہر رات فرائض و نوافل کی تکبیروں کے علاوہ ایک ہزار تکبیراتِ تحریمہ کی آواز سُنائی دیتی تھی۔

مقامِ بُردباری

آپ کی بُردباری اور حلم کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ آپ نے دیوار کے پیچھے کھڑے اپنے غلام کو شتر بار آواز دی مگر اُس نے کوئی جواب نہ دیا چنانچہ آپ نے دیوار کے پیچھے جا کر اُسے فرمایا کیا تو نے میری آواز سُنی تھی؟

غلام نے کہا! ہاں میں آپ کی ہر آواز سُنتا رہا ہُوں،

آپ نے فرمایا! تو نے مجھے جواب کیوں نہیں دیا؟

غُلام نے کہا! میری خواہش تھی کہ آپ کو غُصّہ دلاؤں

آپ نے فرمایا! میں شیطان کو غصّہ دِلاؤں کہ جو تجھے وُہ مجھے غصّہ دِلانے پر آمادہ کرتا رہے، پھر فرمایا جا میں نے تجھے خُدا کی راہ میں آزاد کیا جب تک تو زِندہ ہے تیرے اخراجات میرے ذمہ ہونگے۔ یہ آپ کی انتہائی بُردباری اور بے اِنتہا اچھائی ہے۔

آراستہ بُود جانش از زیورِ علم
بر فرقِ سرِ مبارکش افسرِ علم

marfat.com

تواضع اور انکساری

آپ کی تواضع کے سلسلے میں حکایت بیان کی گئی ہے کہ آپ کے زمانہ خلافت میں مغربی افریقہ سے سمرقند تک آپ کی حکومت تھی مگر آپ پاپیادہ کوفے کے بازار سے گذرتے اور لوگ اپنے معاملات میں معروف رہتے اور کسی کو معلوم نہ ہوتا کہ آپ جا رہے ہیں۔ اثناء راہ میں اگر آپ ہجوم میں جا رہے ہوتے اور لوگ آگے بڑھنے کے لئے راستہ چھوڑنے کے لئے کہتے تو آپ اُن کی آواز سُن کر ایک طرف ہو جاتے اور اُنہیں آگے گذرنے کے لئے راستہ دے دیتے،

ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک روز آپ گھریلو ضروریات کا سامان خرید کر خود ہی اُٹھا کر لا رہے تھے کہ عتبہ نامی آپ کے خادم نے عرض کی یا امیر المومنین یہ سامان مجھے اُٹھانے دیں، آپ نے فرمایا ابو العیال احق ان یحمل، یعنی باپ زیادہ مستحق ہے کہ اپنے عیال کا بوجھ اُٹھائے۔

غلام نے عرض کی آپ خلیفۂ وقت اور مومنوں کے امام ہیں یہ صورت حال آپ سے مناسبت نہیں رکھتی!

آپ نے فرمایا! لاینقص الرجل من کمالہ ما یحمد الی عیالہ یعنی اپنے عیال کا بوجھ اُٹھانے سے انسان کے کمال میں کمی نہیں آتی۔

سخاوت و عطا

مولائے کائنات شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی سخاوت یُوں مشہور ہے کہ کسی چھوٹے بڑے پر پوشیدہ نہیں اور سب لوگوں پر روز روشن کی طرح ظاہر و باہر ہے،

marfat.com

امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ اسباب نزول میں روایت نقل کرتے ہیں کہ مرکزِ دائرۂ مناقب ابوالحسن علی بن ابی طالب علیہ السلام کے پاس دُنیا کے مال سے صرف چار درہم تھے جو آپ نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے فقیروں پر خرچ کرنے کو رکھے ہُوئے تھے، اُن میں سے ایک درہم آپ نے ظاہر طور پر ایک پوشیدہ طور پر ایک دن کے وقت اور ایک رات کے وقت خرچ کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آیت کریمہ والذین ینفقون اموالھم بالیل والنھار سراً وعلانیۃ، آپ کے حق میں نازل فرمادی یعنی وُہ لوگ جو اپنے اموال رات کو اور دن کو اور ظاہر اور چھپا کر اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں گویا اللہ تعالیٰ نے آپ کی اِس خدمت کو تعریف سے مُشرف فرمایا اور اُنہیں اِس عمل کی سبقت پر تختِ بخت پر متمکن فرمایا، آیت نازل ہُوئی تو حضورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی تو نے کس طریقہ سے صدقہ کیا ہے ؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کی: میں اللہ تعالیٰ کی رضا میں خرچ کرنے کے چار طریقوں کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہیں جانتا چنانچہ میں نے ان چاروں طریقوں کو جمع کر لیا! اگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان میں سے کسی ایک کو بھی شرفِ قبولیت سے نواز دیا تو میرا مقصود حاصل ہو جائے گا کیونکہ میرا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنا ہے"

حضورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یا ابن ابی طالب الا ان ذالک لک، اے ابوطالب کے بیٹے تیرا جو مقصود تھا وُہ تُونے پالیا اور جس کی تجھے تلاش تھی وُہ تجھے مل گیا"

آپ کے اور آپ کے اہلِ خانہ کے روزہ وایثار کا واقعہ آیت کریمہ یطعمون الطعام علیٰ حبہٖ مسکیناً ویتیماً واسیراً کے مضمون کی صورت میں تمام دُنیا پر واضح ہے

marfat.com

زہد و تقویٰ کا مقام

مولائے کائنات جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زُہد و تقویٰ ترکِ دُنیا، ترتیب اسباب اُمورِ آخرت اور صفاتِ الٰہیہ کے انوارِ مشاہدہ کا مقام حدِ کمال کو پہنچا ہوا ہے چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں' میں نے حضرت علی بن ابی طالب سے بڑھ کر دُنیا میں کسی کا زُہد و تقویٰ نہیں دیکھا کیونکہ آپ نے دُنیائے فانی کے مال و متاع سے مطلقاً آنکھیں بند کر رکھی تھیں اور اُمید گاہِ ریاضت پر نظریں لگائے بیٹھے تھے۔

روایات میں آتا ہے کہ آپ نے مُدّتِ مدید تک جَو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی اور آپ فرماتے تھے حسبی من الطعام مایقیم الظھری، یعنی میرے لئے اتنا کھانا ہی کافی ہے جو میری پُشت کو سیدھا رکھ سکے تاکہ میرے پروردگار کی عبادت میں رکاوٹ نہ آئے۔"

ایک روز آپ اپنے زمانہ خلافت میں بیت المال میں تشریف لائے اور وہاں پر بے شمار سونا چاندی دیکھ کر کچھ دیر تامل کرنے کے بعد فرمایا! یا صفرا و یا بیضاء غیّری غیری، یعنی اے زرد سونے اور سفید چاندی میرے سوا کسی اور کو فریب دینا میں تیرے دلفریب جلوؤں اور شیوۂ شیریں پر فریفتہ ہونے والا نہیں، یقیناً میں نے تجھے تین طلاقیں دے رکھی ہیں لہٰذا اب رُجعت محال ہے اور تیرے دامنِ وصال کی طرف ہاتھ بڑھانا موجبِ وبال ہے"

چگونہ عشوۂ دنیا مرا فریب دہد | چوں من بدیدۂ ہمت دراں نمی نگرم
چوں گردِ خرمنِ من خوشہ چیں بود پرویں | سزد کہ مزرعِ دُنیا بہ نیم جو نخرم

marfat.com

قرآن مجید کی تلاوت کا عرصہ

جنابِ حیدرِ کرار شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات حیطہ وحصر سے باہر اور حساب وشمار سے فزوں تر ہیں۔ شواہد النبوت میں روایات صحیحہ وثابتہ سے بیان کیا گیا ہے جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم ایک رکاب میں پاؤں رکھتے وقت قرآن مجید کی تلاوت کا آغاز کرتے اور دُوسری رکاب میں پاؤں رکھتے تو پُورا قرآن مجید ختم کر لیتے ایک روایت میں ہے کہ آپ رکاب میں پاؤں رکھتے وقت تلاوت شروع کرتے اور مرکب پر پُوری طرح بیٹھنے سے قبل قرآنِ مجید ختم کر لیتے

زمین کا کلام کرنا

شواہد النبوت میں ہی حضرت اسماء بنتِ عمیس سے روایت نقل کی گئی ہے کہ جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا میں شبِ عروسی میں حضرت علی علیہ السلام سے ڈر گئی کیونکہ زمین اُن کے ساتھ گفتگو کر رہی تھی صبح کو میں نے حضُور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ واقعہ عرض کیا تو آپؐ نے طویل سجدہ ادا کرنے کے بعد سر مبارک اُٹھا کر فرمایا! فاطمہ تجھے پاکیزگیٔ نسل کی بشارت ہو یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ نے تیرے شوہر کو تمام خلائق پر فضیلت دی ہے اور زمین کو حُکم فرمایا ہے کہ اُسے مشرق سے مغرب تک رُوئے زمین پر ہونے والے تمام واقعات بتائے،

پوشیدہ چشمہ

اسی کتاب میں مذکور ہے کہ جنگ صفّین کے موقعہ پر آپ کے ساتھیوں

marfat.com

کے پاس پانی کا ذخیرہ ختم ہو گیا انہوں نے دائیں بائیں تلاش کیا مگر پانی دستیاب نہ ہُوا، امیر المومنین علیہ السلام نے اُنہیں تھوڑا سا راستے سے موڑا تو صحرا کے درمیان ایک کلیسا نظر آیا سب لوگ وہاں پہنچے اور اہل کلیسا سے پانی مانگا، اُنہوں نے کہا پانی یہاں سے دو فرسنگ کے فاصلے پر موجود ہے۔ ساتھیوں نے کہا اے امیر المومنین! ہمیں اجازت دیجئے ہو سکتا ہے ہم اپنی قوت ختم ہونے سے پہلے پانی کے پاس پُہنچ جائیں۔"

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا وہاں جانے کی ضرورت نہیں اور اپنے خچر مبارک کی عنان قبلہ کی طرف موڑ دی اور ایک جگہ کی طرف اشارا کر کے اُسے کھودنے کا حکم دیا۔ جب وہاں سے تھوڑی سی مٹی ہٹائی گئی تو نیچے سے ایک بُہت بڑا پتھر برآمد ہُوا جسے کسی بھی ہتھیار سے نہ توڑا جا سکا امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا! یہ پتھر پانی کے اُوپر ہے کوشش کے ساتھ اسے اپنی جگہ سے ہٹا دو آپ کے ساتھیوں نے جمع ہو کر پوری کوشش کر ڈالی مگر پتھر کو اُس کی جگہ سے جُنبش بھی نہ دے سکے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم یہ صُورتِ حال دیکھ کر سواری سے اُتر آئے اور آستین چڑھا کر دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں مُبارک پتھر کے نیچے پھنسا کر زور لگایا اور چشمے کے اُوپر سے پتھر کو اُکھاڑ کر دُور پھینک دیا، پتھر کے نیچے سے ایسا صاف وشفاف اور ٹھنڈا میٹھا پانی نکلا جس سے اچھا پانی اُنہوں نے اِس سفر میں کہیں نہیں پیا تھا۔

آپ کے سب ساتھیوں نے خُوب سیراب ہو کر پانی پیا اور حسب ضرورت ساتھ بھی لے لیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے پتھر کو اُٹھا کر دوبارہ چشمے کے اُوپر رکھ دیا اور ساتھیوں سے کہا اِس پر مٹی ڈال دو۔

کلیسا کے راہب نے اِس حال کا مشاہدہ کیا تو کلیسا سے اُتر کر حضرت علی علیہ

marfat.com

السلام کے سامنے آ کھڑا ہوا اور پوچھا کیا آپ پیغمبرِ مرسل ہیں؟

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا! نہیں

راہب نے پوچھا کیا آپ کوئی ملکِ مقرب ہیں؟

حضرت علیؑ نے فرمایا! نہیں

راہب نے پوچھا! پھر آپ کون ہیں؟

حضرت علی نے فرمایا! میں پیغمبرِ مرسل حضرت محمد بن عبداللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصی ہوں۔

راہب نے کہا! اپنا دستِ اقدس بڑھائیں تاکہ میں مسلمان ہو جاؤں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اُس کی طرف ہاتھ بڑھایا تو راہب نے کہا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمداً رسول اللہ واشہد انک وصی رسول اللہ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی ہیں۔

بعد ازاں حضرت امیر علیہ السلام نے راہب سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ عرصہ دراز سے دین کلیسا پر رہنے کے بعد آج تو ایمان لایا ہے؟

راہب نے کہا! اے امیر المومنین یہ کلیسا اس پتھر کو ہٹانے والے کیلئے بنایا گیا تھا اور مجھ سے پہلے بھی اِس کلیسا میں کئی راہب رہتے تھے ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھ رکھا ہے اور اپنے علماء سے سنا ہوا ہے کہ اس مقام پر ایک چشمہ ہے جس پر پتھر رکھا ہوا ہے جسے سوائے پیغمبر کے یا اُس کے وصی کے نہ کوئی جانتا ہے اور نہ ہی اُس پتھر کو اٹھا سکتا ہے جب میں نے دیکھا کہ آپ نے یہ کام کیا ہے تو میری آرزو پوری ہو گئی اور انتظار ختم ہو گیا۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے جب راہب کی بات سنی تو آپ

marfat.com

رونے لگے اور اس قدر روئے کہ آپ کی ڈاڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی بعد ازاں آپ نے فرمایا شکر ہے خدا کا کہ اُس نے مجھے بھلایا نہیں اور اُس کی کتابوں میں میرا ذکر موجود ہے، پس وہ راہب آپ کے غلاموں میں شامل ہوگیا اور آپ کے ساتھ اہل شام سے لڑائی کرتے ہوئے شہید ہوا آپ نے اُس کی نماز جنازہ پڑھی اور اُس کو دفن کرنے کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ سے اُس کی بخشش طلب کی علاوہ ازیں آپ کی کرامتیں شرح وبیان کے دائرہ سے باہر ہیں آپ کی صولت وجرأت اور سطوت وشجاعت کسی آنکھ اور عقل پر پوشیدہ اور حجاب میں نہیں،

جرّأت وشجاعت

غزوۂ بدر میں معاونت مصطفےٰ اور کفار کے ساتھ جنگ میں جو توفیق خداوندی حضرت علی علیہ السلام کو حاصل تھی اُس کے لئے لافتیٰ الا علی لاسیف الا ذوالفقار کا نکتہ کافی ہے۔

غزوۂ خندق میں عمر بن عبدوُد میدانِ جنگ میں آیا تو حضرت علی علیہ السلام کے ایک ہی حملہ نے اُسے زمین بوس کر دیا۔ غزوۂ خیبر میں مرحب یہودی کو تلوار کے ایک ہی وار سے آپ نے دو ٹکڑے کر دیا اور خیبر کے دروازے کو اُکھاڑنا حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت کا وہ نشان ہے جو تا قیام قیامت انسانوں کی لوحِ قلوب پر مسطور اور تمام جہانوں کی زبانوں پر مذکور رہے گا،

اے جان سخن زدست و دل بوتراب کن
آباد ساز کعبہ و خیبر خراب کن
با ہر کہ آں جناب گرفت انس انس گیر
وز ہر چہ اجتناب نمود اجتناب کن

marfat.com

چونکہ اس کتاب کے اوراق میں صفاتِ مرتضوی کی تفصیل بیان کرنے کی گنجائش نہیں اور اس کتاب کی تالیف کا مقصد شہدائے اہلِ بیت کے احوال کا تذکرہ ہے اس لئے اختصار پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

ہر چہ گفتیم در اوصافِ کمالیتِ او
ہم چناں ہیچ نگفتیم کہ صد چنداں ست

شہادتِ حیدرِ کرار کے واقعات

جناب مولائے کائنات شیرِ خدا حضرت علی علیہ السلام کی شہادت کا واقعہ اس طرح ہے کہ جب آپ تختِ خلافت پر متمکن ہوئے اور جمل و صفین کا واقعہ وقوع پذیر ہوا جس کی تفصیل کتب تواریخ میں مرقوم ہے۔ صفین کے موقعہ پر حکم بنائے گئے تو کوفہ کے چار ہزار عابد و زاہد افراد امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے لشکر سے یہ کہتے ہوئے الگ ہو گئے کہ لَا حُکمَ اِلّا لِلّٰہِ یعنی اللہ کے سوائے کسی کا حکم نہیں۔ ان لوگوں کے ساتھ آٹھ ہزار افراد اور شامل ہو گئے ان لوگوں نے ابن الکوا کو اپنا امیر بنایا اور موضع حروراء کو اپنا ٹھکانہ بنا لیا، اس باغی گروہ کو خارجی کہتے ہیں کیونکہ یہ امامِ وقت کو چھوڑ کر دین سے باہر نکل گئے تھے۔

خارجیوں سے افہام و تفہیم

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ان کے پاس بھیجا تاکہ وہ انہیں سمجھا بجھا کر واپس لے آئیں مگر انہوں نے حضرت ابن عباس کی ایک نہ سنی اور وہ مایوس ہو کر واپس آ گئے

بعد ازاں حضرت علی علیہ السلام سوار ہو کر خود ان کے پاس تشریف لے گئے

marfat.com

اور اُن سے گفتگو کی، آپ کے جواب میں عمرو بن یربوع اور حرقوص بن زہیر نے کہا یا علی آپ نے بہت بڑا گناہ کیا ہے آپ توبہ کریں اور لشکر کو ترتیب دیں تاکہ شامیوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے ہم آپ کے ساتھ چلیں،

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا میں حکمین پر راضی نہ تھا مگر تم لوگوں نے زیادتی کی اور میدان جنگ سے نکل بھاگے اب میں تمہارے پاس آیا ہوں تو تم یہ اعتراض کرتے ہو؛

خارجیوں میں سے ایک شخص نے کہا ہم آپ کے ساتھ جنگ کریں گے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا! جب تک تم میرے ساتھ جنگ نہیں کرو گے میں تمہارے ساتھ جنگ نہیں کروں گا۔

خارجیوں کی ریشہ دوانیاں

خارجیوں نے ہر شہر میں اپنے آدمیوں کو بھیجا اور لوگوں سے امداد طلب کی اور نہروان کے مقام پر جمع ہو گئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اُن کے بارے میں پتہ چلا تو آپ نے اُن پر کچھ توجہ نہ دی اور لشکر کو تیار کرکے شام کی طرف روانہ ہو گئے۔ اسی اثناء میں آپ کو خبر ملی کہ خارجیوں نے فسادات شروع کر دیئے ہیں اور مسلمانوں کو لوٹنے کا اقدام کر چکے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب حضرت علی شام کو جائیں گے تو ہم کوفہ میں جا کر لوٹ مار کریں گے۔

دو تہائی خارجی دین میں داخل ہو گئے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی فوج نے کہا! یا امیر المومنین ہمیں پہلے خارجیوں سے نمٹ لینا چاہیئے ہو سکتا ہے کہ ہم شام میں ہوں اور یہ لوگ

marfat.com

ہمارا مال واسباب لوٹ کر ہمارے بیوی بچوں کو قیدی بنالیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے اپنی فوج ظفر موج کا رُخ خارجیوں کی طرف پھیر دیا اور دُوسری مرتبہ حضرت عبدُ اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اُن کے پاس افہام و تفہیم کے لئے بھیجا، حضرت ابن عباس کے بعد آپ خود اُن کے پاس تشریف لے گئے اور نصیحت کرتے ہوئے عذاب خُداوندی سے ڈرایا تو آٹھ ہزار افراد توبہ توبہ کہتے ہُوئے حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور روتے ہُوئے لشکر اسلام کے ساتھ مل گئے خارجیوں کا امیر ابن الکوا اپنے دس مخصُوص آدمیوں کو ساتھ لیکر خارجیوں کے مذہب سے رُجوع کر کے حضرت علی کے پاس چلا آیا۔

خارجیوں نے عبداللہ بن وہب اور ذوالثدیہ حرقوص بن زہیر کو اپنا امیر مقرر کیا اور نہروان کی طرف چلے گئے، چنانچہ جناب علی علیہ السلام نے بھی اپنا لشکر اُن کے پیچھے روانہ کر دیا جب کہ حضُور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی کو خارجیوں کے ساتھ جنگ کرنے کی خبر دے رکھی تھی اور اُن لوگوں کو مارقین کے نام سے موسوم کیا تھا۔

خارجیوں کا باوا آدم

شواہد النبوت میں روایت بیان کی گئی ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی کو فرمایا اے علی! تو مارقین یعنی خارج از دین لوگوں کے گروہ سے جنگ کرے گا اِن لوگوں میں ایک شخص ہوگا جس کے ہاتھ کی جگہ پر عورت کے پستان کی مانند گوشت کا لوتھڑا ہوگا اور اُس پر چند بال ہونگے چنانچہ اس وقت یہ شخص ذوالثدیہ اور برج دونوں ہی خارجیوں کے اِمر

marfat.com

ابن وہب راسبی کی امارت میں اُس کے شریک کار تھے۔

ابو الشیخ اصفہانی صحیح اسناد کے ساتھ اپنی کتاب دلائل النبوت میں لائے ہیں کہ حضرت ابُو سعید خُدری رضی نے فرمایا میں حضور رسالتمآب صلی کی خدمت میں حاضر تھا اور آپ اُس وقت کوئی چیز تقسیم کر رہے تھے کہ بنی تمیم کے ایک شخص ذوالخویصرہ نے آکر آپ صلی سے کہا یا رسول اللہ! انصاف کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو کون انصاف کرے گا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسُول اللہ! مجھے اجازت عطا فرمائیں تاکہ میں اس کی گردن اڑا دوں"

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دے اِس کے ساتھی ہونگے جن میں سے ہر ایک تم کو حقیر سمجھے گا اور یہ لوگ دینِ اسلام اور امیر حق کی اطاعت سے باہر نکل جائیں گے"۔

لوگوں نے پُوچھا یا رسُول اللہ کیا مارقین نماز روزہ کے پابند ہونگے؟

آپ نے فرمایا! ہاں وُہ یہ سب کچھ کریں گے اور قرآن بھی پڑھتے ہونگے مگر وُہ دین سے اِس قدر تیزی کے ساتھ نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکلتا ہے۔ ان کا پیش رو ایک کالے رنگ کا شخص ہوگا جس کے بازو عورتوں کے پستان کی طرح ہونگے اور وُہ لوگوں میں سب سے بہتر گروہ کا ساتھ چھوڑ کر اُس سے جنگ کرے گا"۔

حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں! میں گواہی دیتا ہُوں کہ میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ باتیں سُنی ہیں اور گواہی دیتا ہُوں کہ میں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ تھا اور اُنہوں نے خارجیوں کے ساتھ جنگ کی یہاں تک کہ جب اُن کے پیشرو کو تلاش کر کے لایا

marfat.com

گیا تو اُس میں وُہ تمام نشانیاں موجود تھیں جو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے بیان فرمائی تھیں۔

زبانِ مصطفٰے اعجاز نشاں شُد
خبر از ہر چہ میداد آں چُناں شُد

ایک راہب کا جنگ سے روکنا

روایات میں آیا ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام کا لشکر نہروان کو جاتے ہُوئے ایک کلیسا کے پاس سے گذرا تو گرجے کے راہب نے اُوپر سے آواز دی اے لشکرِ اسلام اپنے امیر سے کہیں کہ وُہ میرے پاس آئیں، حضرت علی علیہ السلام کو اس پیغام پہنچایا گیا تو آپ نے مرکب کی عنان گرجے کی طرف موڑ دی جب آپ قریب ہوئے تو راہب نے کہا اے سردارِ لشکر آپ کہاں جا رہے ہیں ؟

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ! میں دُشمنانِ دین کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے جا رہا ہُوں۔

راہب نے کہا آپ اسی جگہ لشکر کو اُتاریں اور کچھ دیر کے لئے مخالفینِ دین سے توقف فرمائیں کیونکہ مسلمانوں کا ستارا زوال میں ہے اور ملتِ اسلامیہ کا مُقدر رکھز در ہے آپ چند روز کے لئے رُک جائیں تاکہ مسلمانوں کا ستارا زوال سے نکل کر بلندی کی طرف چلا جائے اور ان کا مقدر قُوت پا جائے۔

حضرت علی کا جواب

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ! اے راہب ! تُو علم آسمانی کا دعویٰ کرتا ہے مجھے فلاں ستارے کی سَیر کے متعلق بتا ؟

marfat.com

راہب نے کہا! میں قسم کھاتا ہوں کہ میں نے کبھی اس ستارے کا نام نہیں سنا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس پر دوسرا سوال کیا مگر راہب اس کا جواب بھی نہیں جانتا تھا، جنابِ امیر علیہ السلام نے فرمایا تو آسمانی حالات کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا اس لئے تجھ سے احوالِ زمین کے بارے میں سوال کرتا ہوں تو جس جگہ کھڑا ہے بتا اس کے نیچے کیا چیز دفن ہے!

راہب نے کہا! میں نہیں جانتا۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا! یہاں ایک برتن ہے جس میں چند دیناروں کے سکے ہیں اور اس سکہ کا نقش اس طرح کا ہے۔

راہب نے کہا! آپ نے یہ بات کہاں سے سن کر کہی ہے!

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کی خبر دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ تو اس قوم کے ساتھ جنگ کرے گا اور تیرے لشکر کے شہیدوں کی تعداد دس سے کم ہوگی جب کہ ان لوگوں میں سے دس کی تعداد سے کم لوگ زندہ بچ کر بھاگ سکیں گے۔

راہب یہ باتیں سن کر حیران رہ گیا پھر اس نے اپنے پاؤں کے نیچے سے جگہ کھدوائی تو وہاں سے برتن برآمد ہوا جس میں اتنے ہی دینار تھے جتنے حضرت علی علیہ السلام نے فرمائے تھے۔ راہب اسی وقت گرجے سے باہر نکلا اور حضرت علیؑ کے ہاتھ پر مسلمان ہوگیا بعد ازاں وہاں سے آپ کا لشکر بصد شوکت و سطوت نہروان کی طرف روانہ ہوگیا۔

تائید بر یمین دے فتح بر یسار!

اقبال در رکاب دے و بخت ہم عناں

marfat.com

شک دُور کر دیا

شواہد النبوت میں روایت بیان کی گئی ہے کہ حضرت جندب بن عبداللہ ازدی نے بیان کیا! میں جُمل و صفین کی جنگوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ، الکریم کے ساتھ تھا اور مجھے آپ کے حق پر ہونے میں ذرّہ برابر بھی شک نہ تھا مگر جب آپ نہروان کی جنگ میں آئے تو میرے دل میں شک پیدا ہو گیا کہ آپ ایسے لوگوں سے جنگ کے خواہاں ہیں جو سب کے سب عابد و زاہد اور نیک لوگ ہیں اِن لوگوں کو قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہوگا، جب صبح ہُوئی تو میں نے باہر جاکر طہارت کی اور زمین میں نیزہ گاڑ کر اُس پر اپنی ڈھال لٹکائی اور اُس کے سائے میں بیٹھ گیا۔

اچانک حضرت علی کرم اللہ وجہہ، الکریم وہاں پر تشریف لائے اور فرمایا تیرے پاس طہارت کرنے کے لئے پانی ہے؟ میں نے پانی کا برتن آپ کو پیش کیا تو آپ کچھ دُور جاکر میری نظروں سے پوشیدہ ہو گئے بعدازاں آپ نے واپس آکر وُضو کیا اور ڈھال کے سائے میں بیٹھ گئے۔

اچانک میں نے دیکھا کہ ایک سوار آپ کے بارے میں پُوچھ رہا ہے، میں نے آپ سے پُوچھا کہ وُہ سوار آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہے؟

آپ نے فرمایا اُسے جاکر بُلا لاؤ۔ میں اُسے بلا کر لایا تو اُس نے کہا اے امیرالمومنین مخالفین نہروان سے گذر گئے ہیں اور اُنہوں نے پانی کاٹ دیا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کیا یقیناً وُہ وہاں سے گذر گئے ہیں؟

سوار نے کہا! خُدا کی قسم وُہ وہاں سے گذر گئے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ، الکریم نے فرمایا! وُہ ہرگز وہاں سے نہیں گذرے

marfat.com

اسی اثناء میں ایک اور شخص نے آکر کہا کہ وہ وہاں سے گذر گئے ہیں. حضرت علی نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا.

سوار نے کہا! خدا کی قسم میں وہاں سے نہیں آیا جب تک اُن کے جھنڈے ندی کے اُس پار نہیں دیکھ لئے.

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، خدا کی قسم وہ نہیں گذرے اور کیسے گذر سکتے ہیں جب کہ اُن کی شکست و ریخت کا وہی مقام ہے اور اُن کا خون بہنے کی وہی جگہ مقرر ہے اس کے ساتھ ہی آپ اُٹھ کھڑے ہوئے اور میں بھی اُٹھ کھڑا ہوا اور دل میں کہا الحمد للہ! میرے ہاتھ میں ایک میزان آگیا ہے اور اب مجھے معلوم ہو جائے گا کہ اس شخص یعنی حضرت علی علیہ السلام کا دعویٰ جھوٹا ہے یا فی الواقع انہیں اللہ تعالیٰ کی تائید حاصل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں یہ سب باتیں بتائی ہوئی ہیں، پس میں نے کہا الٰہی! میں تیرے ساتھ عہد کرتا ہوں کہ اگر مخالفین نہروان سے گذر چکے ہونگے تو اس شخص یعنی حضرت علی سے جنگ کرنے والا پہلا شخص میں ہوں گا اور اگر نہیں گذرے ہونگے تو ان کے مخالفین کے ساتھ ثابت قدمی سے لڑوں گا، پھر جب ہم صفوں سے آگے بڑھے تو میں نے دیکھا کہ اُن کے پرچم اسی حال میں گڑے ہوئے تھے اور اُن میں سے ایک شخص بھی دوسرے کنارے پر نہیں گیا تھا.

اسی اثناء میں اچانک حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے مجھے پیچھے سے پکڑ لیا اور جھنجھوڑتے ہوئے فرمایا! اے جندب کیا حقیقتِ حال تجھ پر واضح ہوگئی! میں نے کہا ہاں اے امیر المومنین، آپ نے فرمایا اپنے کام میں مشغول ہو جا، میں نے پہلے اُن کا ایک آدمی قتل کیا پھر دوسرا مارا اور پھر تیسرے سے لپٹ پڑا تو اُس نے مجھے زخمی کر دیا. ہم دونوں زمین پر گرے تو میرے ساتھی

marfat.com

مجھے اٹھا کر لے گئے اور مجھے اُس وقت ہوش آیا جب جنگ اختتام پذیر ہوگئی

حق و باطل کا مقابلہ

شاہِ مرداں حیدرِ کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپاہی دورانِ حرب و قتال شمشیرِ آبدار کو برہنہ کئے اور نیزوں کی ضربیں لگاتے میدانِ جنگ اور معرکہ جدل میں دوڑیں لگا رہے تھے۔

ہمہ چوں گوہر شمشیر غرق در آہن
دلیر و صفدر و رزم آزمائے و مرد افگن

خارجیوں کا تباہ حال لشکر جس نے اپنی گمراہی کی وجہ سے خود کو صحرائے سرکشی اور ہادیۂ نافرمانی میں گرا لیا تھا اور اپنی انتہائی بدقسمتی اور نحوست کی وجہ سے اتباع و اطاعت کے مَوردِ مصفا کو سرکشی اور عصیان کی آلودگیوں سے مکدر کر لیا تھا

با سرے پُر شور از سودائے خام
با دماغے پُر بخارِ انتقام

بہرحال! دونوں لشکر مقابل ہوئے اور راہِ مقاتلہ کھول دی

چو ابر و ہوا لشکر آمیختند
چو باران زمیں خوں فرو ریختند

مخالفین حیدرِ کرار نے جو منصوبہ بندی کی تھی اُس کا نتیجہ اُلٹ نکلا اور جو بات تصوّر کر رکھی تھی اُس کے برعکس ہُوا

برداشتند دل ز اُمیدے کہ داشتند
بر بر نہ داشتند ز تخمے کہ کاشتند!

marfat.com

حضرت امیر علیہ السلام کے لشکر کے لئے مہبّ (1) واللہ یوید بنصرہ من یشاء سے نسیم عنایت چل رہی تھی اور گلشن فقد جاء کم الفتح سے گل مراد کھل رہا تھا۔

صبح ظفر از مشرق اقبال بر آمد
واصحاب غرض را شب یلدا بسر آمد

خارجیوں کی چار ہزار افراد پر مشتمل فوج سے تین ہزار نو صد اکیانوے ۳۹۹۱ افراد مارے گئے اور باقی نو افراد میدانِ کارزار سے جان بچا کر بھاگ گئے جبکہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کے لشکر سے صرف نو ۹ مجاہدینِ اسلام نے جام شہادت نوش کیا اور باقی تمام لشکر کا سامانِ زندگی اُس دریائے خون سے سلامتی کے ساتھ ہمکنارِ ساحل ہو گیا۔

ذوالثدیہ کی تلاش

اختتام جنگ پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذوالثدیہ کی جو نشانی بتائی ہے اُس کے مطابق اُس کی لاش تلاش کرو۔ لوگوں نے ایک بار تلاش کیا تو اُس کی لاش نہ ملی اور اُن سب نے جمع ہو کر عرض کی ہو سکتا ہے وہ قتل ہونے کی بجائے معرکۂ کارزار سے فرار ہو گیا ہو، حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا "خدا کی قسم نہ میں نے جھوٹ کہا ہے اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے جھوٹ کہا ہے، اُسے بہر حال قتل ہونا چاہیئے"۔

آپ کے ساتھیوں نے دوبارہ اُس کی تلاش شروع کی تو اُسے

(1) مہب، ہواؤں کے چلنے کی جگہ

marfat.com

چالیس مقتولوں کے نیچے قتل کیا ہُوا اُسی طرح پایا جس طرح اللہ کے ولی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُن کر فرمایا تھا۔

ابن مُلجم قاتل علی کا حال

بعدازاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا تُم میں کون ہے جو کُوفہ جاکر ہماری فتح کی خبر سُنائے ؟

ابن مِلجم مُرادی نے آگے بڑھ کر عرض کی اے امیرالمومنین میں جاکر اہل کوفہ کو یہ خوش خبری سناؤں گا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا جاؤ اپنا کام پُورا کرو، مُورخین کہتے ہیں!! ابن مُلجم مصر کے رہنے والا تھا اور اُن لوگوں کے ساتھ آیا تھا جو حضرت عُثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے کے لئے آئے تھے بعدازاں وہ کُوفہ میں آکر حضرت علی علیہ السلام کے لشکر میں شامل ہوگیا۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ خارجیوں سے جنگ کرنے کے لئے تمام علاقوں کے لوگوں سے کُمک مانگی تھی چنانچہ یمن سے آنے والے دو افراد کے ساتھ ابن مُلجم بھی تھا یہ شخص انتہائی زشت رُو، بد صُورت اور ڈراؤنی شکل والا تھا۔

ازیں ناشستہ روئے تیرہ رائے
ددی بد طلعتے ناخوش لقائے

شہادت کی پیشگوئی

اِن میں سے ہر شخص نے حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں تحفۂ تبرک پیش کیا جسے آپ نے قبول فرمالیا مگر جب ابن مُلجم نے اپنی انتہائی قیمتی تلوار

marfat.com

حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں پیش کی تو آپ نے اُس کی طرف سے رُخ پھیر لیا اور اُس کے ہدیہ کو قبول نہ کیا، بعد ازاں ابن مُلجم نے تنہائی میں آپ سے ملاقات کی اور کہا اے امیر المومنین کیا بات ہے کہ آپ نے میرے دوستوں اور ساتھیوں کا ہدیہ قبول کر لیا ہے مگر میرا تحفہ مُسترد کر دیا ہے حالانکہ یہ تلوار اِس قدر قیمتی ہے کہ عرب میں شاید ہی کوئی تلوار اتنی قیمتی ہو؟

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا! میں تجھ سے یہ تلوار کس طرح لے لوں جب کہ مجھ سے اپنی مُراد تو اِسی تلوار کے ذریعے حاصل کرے گا یعنی اِسی تلوار سے تو مجھے شہید کرے گا۔

ابن مُلجم کا اضطرابی جواب

ابن مُلجم زمین پر گر پڑا اور بہت زیادہ جزع فزع کرنے کے بعد اُس نے کہا اے امیر المومنین! افسوس افسوس اگر اِس قسم خیال اور اِس فکرِ محال کا خطرہ بھی میرے دل میں پیدا ہوا تو مجھ پر افسوس ہے۔ میں نے تو آپ کی غلامی کرنے کے عشق میں اپنا ملک و مسکن چھوڑ دیا ہے اور اپنے احباب و اصحاب سے دل برداشتہ ہو کر آیا ہوں میرے دل کی لوح پر آپ کی محبت کے نقوش ثبت ہیں، آپ کی جناب کے غلاموں کی محبت کا بادشاہ میرے صدرِ دل میں متمکن ہو چکا ہے،

حاشا کہ دلم از تو جُدا تا ند شُد | یا با کس دیگر آشنا تا ند شُد
از مہر تو بگسلد کرا دارد دوست | وز کوئے تو بگذرد کجا تا ند شُد

ایسا ضرور ہو گا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا یہ صورت وقوع پذیر ہو کر رہے

marfat.com

گی اور اس کے خلاف تصور نہیں کیا جا سکتا اور یہ ایسا امر ہے جس سے تجاوز ممکن نہیں تیرے آئینہ محبت پر یقیناً غبارِ وحشت پڑے گا اور تو مقامِ وفاق سے صحرائے نفاق میں جا گرے گا۔

آئینِ مہر و رسم وفا عادتِ تو نیست
ہر چند خرطِ عہد کنی باز بشکنی

ابن ملجم نے کہا! اے امیر المومنین اب میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں مجھے حکم فرمائیں تاکہ میں اپنے دونوں ہاتھ کاٹ دوں اگر آپ نے تحقیق فرمالی ہے کہ مجھ سے یہ صورت واقع ہو گی تو مجھ سے قصاص لینے کا حکم صادر فرمائیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا! تجھ سے کس طرح قصاص لوں جب کہ ابھی تک تجھ سے وہ فعل صادر نہیں ہوا جس سے تو مستحقِ قصاص ہوتا۔ مگر مجھے مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خبر دی ہے اور میں جانتا ہوں کہ ان کا فرمان درست ہے اور ان کی بات اللہ تبارک وتعالیٰ کی بات ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ ابن ملجم خارجیوں میں سے تھا اور ان لوگوں کے ساتھ نہروان کی طرف آیا تھا مگر باہر نکلنے کا راستہ نہ ملنے کی وجہ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لشکر میں شامل ہو گیا تھا۔

ابن ملجم کوفے میں

بہر تقدیر! جب حضرت امیر علیہ السلام محاربۂ خوارج سے فارغ ہو کر کوفہ کی طرف واپس ہونے لگے تو ابن ملجم نے آپ سے پہلے کوفہ پہنچ کر لوگوں کو خوش خبری سنانے کے لئے اجازت طلب کی اور کوفہ میں پہنچ کر محلوں اور بازاروں میں آپ کی فتح کی خبر لوگوں کو سنائی اور یہ بات ہر خاص و عام تک پہنچا دی کہ!

marfat.com

خورشید ظفر از افقِ فتح برآمد
وز پرتوِ وے نوبتِ ظلمت بسر آمد

اچانک وہ ایک گھر کے دروازے پر پہنچا تو اندر سے دف اور بانسری کی آواز سُنی، اُس نے دروازہ پر کھڑے ہو کر اپنے آپ سے کہا میں اِس گھر کے مکینوں کو اس فعلِ مُنکر سے روکوں اور عذاب و عقوبت الٰہی سے ڈراؤں چنانچہ اُس نے بلند آواز سے اہلِ خانہ کو غنا و سُرود سے منع کیا، اُس کی عجیب حالت تھی کہ اُس کا پہلا کام بانسری بجانے سے روکنا تھا اور دُوسرا عمل شراب پینا تھا جس کی وجہ سے اُس نے مُشکل ترین اور بدترین کام کو اختیار کیا اور اپنے احوال کے منشور پر شقاوتِ ابدی اور خسرانِ سرمدی کے دستخط کر دیئے۔

زنفسِ نابکار و طبع منحوس
بزندانِ شقاوت ماند محبوس

القصہ اُس نے اُس گھر سے نکلنے والی تمام عورتوں کو دیکھا جو مختلف رنگوں کے شوخ لباس پہنے ہُوئے تھیں اُن کے درمیان قطامہ نام کی ایک نہایت حسین و جمیل عورت بھی تھی جب کہ اُس کا حُسن و جمال عرب میں ضرب المثل تھا، ابن مُلجم نے اُس عورت کو دیکھا تو اُس کے سینہ پُر کینہ کی بھٹی میں اُس کے عشق کا شعلہ بھڑک اُٹھا اور محبت کی بجلی کے شرارے نے اُس کے خرمنِ صبر کو جلا کر رکھ دیا۔

لشکر کشید عشق و دلم ترکِ جاں گرفت
صبر گریز پائے سر اندر جہاں گرفت

آخر اُس نے بے حیائی کے ہاتھ سے حیا کا پردہ اُس کے سامنے اُٹھا دیا اور قطامہ کے پاس آکر کہنے لگا اے دِلآرام نازنیں تو کس قوم اور قبیلے سے

marfat.com

تعلق رکھتی ہے ؛

قطامہ نے کہا! میں تیم الرباب قبیلے سے ہوں یہ قبیلہ خارجیوں کا تھا اور حضرت امیر علیہ السلام نے نہروان کی جنگ میں اِن سب کو قتل کر دیا تھا چنانچہ اِن مقتولوں میں قطامہ کا باپ، بھائی اور خاندان کے دیگر بارہ افراد شامل تھے۔

ابن مُلجم نے پُوچھا! تو بیوہ ہے یا شوہر والی ؛

قطامہ نے کہا! میرا شوہر نہیں ہے۔

ابن مُلجم نے کہا، تو شادی کرے تاکہ تجھے کوئی شخص ملامت نہ کرے اور تُو اِس فتنے سے مامُون ہو جائے۔

قطامہ نے کہا! مجھے ایک مُدت سے شوہر کی تلاش ہے مگر مجھے ملا نہیں

ابن مُلجم نے کہا! اب تُو نے پالیا ہے مجھے ملاپ جنیت کی اجازت دے دے۔

قطامہ نے ابن مُلجم کی بات سُنی تو اُس کا دل اُس کی طرف مائل ہو گیا۔

ذرہ ذرہ کاندرایں ارض و سماست
جنس خود را ہمچو کاہ و کہربا ست

قطامہ نے کہا میرے ساتھ آ تاکہ میں اپنے گھر والوں سے مشورہ کرلُوں

وُہ ملعُون اُس ملعونہ کے ساتھ اُس کے گھر کے دروازہ پر پُہنچ گیا۔ قطامہ نے اپنے گھر میں داخل ہو کر دروازہ بند کروایا بھڑکیلا اور شوخ لباس پہنا اور خود کو زیورات سے اچھی طرح مزین کرلیا :

تو بے پیرایہ دل ہا می ربودی از کساں وایں دم
کہ ایں پیرایہ بستی قصد جان بے دلاں داری

بعد ازاں وُہ اپنے مکان کی چھت پر جاکر جلوہ گناں ہو گئی اور ابن مُلجم کو اپنی

marfat.com

معشوقانہ اداؤں اور حسن و جمال کے کرشموں سے ایک ہی لحظہ میں اپنا قیدی بنالیا اور جب دیکھا کہ میرے عشق کا تیر نشانے پر لگ گیا ہے تو ناز و انداز سے کہنے لگی میرے گھر والے مجھے تیرے نکاح میں دینے پر رضامندی نہیں سوائے اس کے کہ تو بھاری اور مشکل ترین مہر ادا کرے جب کہ اتنا مہر ادا کرنا تیرے بس کی بات نہیں،

قطامہ کا مہر

ابن ملجم نے کہا! تو مہر کا تعین کریں اس کے بارے میں سوچ لیتا ہوں؛

قطامہ نے کہا! میرا مہر تین چیزوں پر مشتمل ہے۔ اول یہ کہ تو ایک ہزار درہم نقد ادا کرے۔ دوم یہ کہ ایک خوبصورت اور گانے والی کنیز پیش کرے، سوم یہ کہ علی بن ابی طالب کو قتل کرے۔

ابن ملجم نے کہا! ایک ہزار درہم اور کنیز کا فیصلہ مجھے منظور ہے مگر قتل علیؑ نہایت مشکل کام ہے اور اے قطامہ میں علیؑ کو قتل کرنے پر کس طرح قادر ہو سکتا ہوں جب کہ وہ مشرق و مغرب کا شہسوار اور عرب کے بہادروں کی گردنیں توڑنے والا ہے۔

چو او بر کشد ذوالفقار از غلاف　　　　زہیبت فتد لرزہ بر کوہ قاف

چو در دست او، نیزہ گرداں شود　　　　بلائے دلیران دگرداں شود

قطامہ نے کہا! میں مال اور کنیز تو تجھے معاف کر سکتی ہوں مگر قتل علیؑ کی شرط نہیں چھوڑ سکتی کیونکہ جب تک میں اپنے باپ اور بھائی کا بدلہ اس سے نہیں۔ لے لیتی مجھے چین نہیں آئے گا اس وقت میرا مہر قتل علیؑ ہے اگر میرا وصل چاہتا ہے تو اس کام کو قبول کرے ورنہ جان لے کہ تو مجھے کبھی نہیں دیکھ سکے گا۔

ابن ملجم نے یہ بات سنی تو اس کی جدائی کی آگ شعلہ زن ہو گئی اور اس

marfat.com

کی حمیت جاہلیت کی دیگ پکنے لگی اور اُس نے کہا! خدا کی قسم حضرت علیؑ کی بات سچی تھی اُنہوں نے جو کچھ مجھ سے کہا تھا اُس کی نشانی اب ظاہر ہوئی ہے گویا کہ میں اِس شہر میں حضرت علی کو قتل کرنے کے لئے آیا ہُوں، پھر کہا اے قطامہ میں نے اِس کام کا عزم کر لیا ہے اور اُسے قتل کرنے کے لئے کمر ہمت باندھ لی ہے اگر میں اُس پر ایک ضرب لگا دُوں تو کیا تُو مجھ پر خوش ہو جائے گی :

قطامہ نے کہا! مجھے منظور ہے میں بھی کچھ لوگوں کو بُلاتی ہُوں تاکہ وہ اِس سلسلہ میں تیری معاونت کریں اور میں تیرے اِتنے کام پر ہی خوش ہو جاؤں گی، اب اپنی تلوار مجھے دے دے تاکہ تُو اپنی شرط پر قائم رہ سکے اور جلدی واپس آجانا،

ابن مُلجم نے اپنی تلوار قطامہ کے حوالے کر دی اور امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرف چل پڑا اہل کُوفہ اُس وقت آپ کے اِستقبال کو گئے ہُوئے تھے جب حضرت امیر علیہ السلام کُوفہ میں آئے تو لوگوں نے آپ کو تہنیت و مبارک باد پیش کی۔

للہ الحمد کہ مقصود زدر باز آمد	مردم چشم جہاں بیں زسفر باز آمد
للہ الحمد کہ از دمِل مسیحا نفسے	بتن خستہ دلاں جان دگر باز آمد

امیر المومنین کا خُطبہ اور اعلانِ شہادت

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام چلتے ہُوئے کُوفہ کی مسجد تک پہنچ گئے اور سواری کی لگام کھینچ کر رکاب سے پاؤں مبارک باہر نکالے اور پیادہ ہو کر قدم مبارک مسجد میں رکھا، دو رکعت نماز تحیت مسجد ادا فرمائی۔ آپ کے دونوں شہزادے اور کوفے کے سب اشراف و اعیان اور مُحبین وہاں پر موجود تھے، مولائے کائنات

marfat.com

منبر پر تشریف لائے اور اپنے خطبے میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نعت و تعریف بیان کرنے کے بعد لوگوں کو عقوبت ربانی سے ڈرایا اور مثوبت جاودانی کی اُمید دلائی بعد ازاں منبر کی دائیں طرف نگاہ کی تو حضرت امام حسن علیہ السلام کو بیٹھے ہوئے دیکھ کر فرمایا: یابُنیّ کم من شھرنا ھٰذا یعنی اے میرے بیٹے اِس مہینے کے کتنے دِن گُذر چکے ہیں؟

شہزادہٗ عالی نے عرض کی، اُے امیر المومنین رمضان المبارک کے تیرہ دن گندر چکے ہیں"

مولائے کائنات نے منبر کی بائیں جانب حضرت امام حسین علیہ السلام کو تشریف فرما دیکھ کر فرمایا: یابنی کم بقی من شھرنا ھٰذا؟

یعنی اے میرے بیٹے اِس مہینے کے کتنے دِن باقی ہیں؟

امام عالی مقام علیہ السلام نے عرض کی! اے امیر المومنین سترہ ایام باقی ہیں مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام نے اپنی ریش مبارک پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا میری ڈاڑھی اسی مہینے میں اُمت کے بدبخت ترین آدمی کے ہاتھوں میرے سر کے خُون سے رنگین ہوگی پھر آپ نے اِس مضمون کے چند شعر انشاد فرمائے۔

مجھے قبیلۂ مراد کا ایک نامراد شخص قتل کرے گا اور میں اُس کے ساتھ اچھا سُلوک کروں گا۔

ابنِ ملجم کا راز

روایت آئی ہے کہ جب ابن مُلجم نے جناب حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باتیں سُنیں تو اُس پر ہیبت طاری ہوگئی وُہ کانپتا ہوا آپ کے سامنے آکر

marfat.com

کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اے امیر المومنین میں اُس امر سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں جس کا آپ مجھ پر گمان کرتے ہیں، مجھے حکم فرمائیں تا کہ میں اپنے ہاتھ کاٹ کر آپ کے حوالے کر دوں یا آپ خود مجھے اس بدترین کام کی وجہ سے قتل کر دیں،

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا میں تجھ سے قتل ہونے سے قبل کس طرح قصاص لے سکتا ہوں تاہم مجھے مخبر صادق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ تیرا قاتل قبیلہ مراد سے ہوگا اور اپنی مراد حاصل کرنے کے لئے تجھ پر تلوار چلائے گا مگر اپنی مراد نہیں حاصل کر سکے گا۔

ابن ملجم ایسے ہی اس کام سے پناہ مانگتا اور خود کو قتل کر دینے کی درخواست کرتا رہا، مولائے کائنات نے فرمایا! میں تجھے ایک ایسے راز کی خبر دیتا ہوں جسے تیرے اور تیری دایہ کے سوا کوئی دوسرا شخص نہیں جانتا، خدا کی قسم کھا کر بتا نا کیا بچپن میں تیری پرورش ایک یہودی عورت نے کی تھی؛

ابن ملجم نے کہا! ہاں

حضرت علیؑ نے فرمایا! ایک دن وہ عورت تجھ سے سخت ناراض ہو گئی تھی

ابن ملجم نے کہا! ہاں اور میں نے اُس کے سامنے سر جھکا دیا تھا۔

مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام یہ سن کر رونے لگے اور اس قدر روئے کہ آپ کی ڈاڑھی مبارک اشکوں سے بھیگ گئی۔ حاضرین مجلس بھی رونے لگے تو آپ نے فرمایا اے لوگو! میں اس لئے نہیں روتا کہ موت سے ڈرتا ہوں بلکہ میں تو ہمیشہ سے موت کا منتظر اور شہادت کا آرزومند ہوں۔

مرگ ما از زندگی دیگر است

زہر مرگ از شہد شیریں خوشتر است

مرگ سازد مغز را صافی ز پوست

تا رساند دوست را نزدیک دوست

marfat.com

مگر میں اپنے مظلوم بیٹوں کیلئے روتا ہوں جو اب غریب الوطنی کے درد میں مبتلا ہیں اور میرے بعد سوء بیتی میں گرفتار ہو جائیں گے، پھر آپ نے فرمایا اے حاضرین مجلس! جو یہاں موجود نہیں اُن تک یہ بات پہنچا دینا کہ جب میرے بیٹوں کی شہادت کی خبر اُنہیں پہنچے تو اُن کے غم اور مصیبت کو یاد کر کے رو لینا تمہارا یہ رونا ضائع نہیں ہوگا،

رونے کی کوشش کرو

عزیزانِ محترم! ان ایامِ غم میں رونے کی کوشش کرو تاکہ تمہاری آنکھوں سے اشکوں کا سیلاب بہہ نکلے اس لئے کہ انسان کی آنکھوں کا پانی غضبِ ربانی کی آگ کو ٹھنڈا کر دیتا ہے، جو شخص اِن دِنوں لذاتِ نفس سے کنارہ کش ہو کر حضورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹوں کے غم میں سوگوار ہو کر بیٹھ جائے اور اُس کے سینے کے گلشن میں گلِ اندوہ کھل اُٹھے اور طائرِ ندامت شاخِ ملامت پر نغمہ سرا ہو جائے تو اُمید ہے کل قیامت کے دِن جنت کے پاکیزہ باغ میں شجرِ شاخِ اُمید سے اُس کی مرادوں کا پھول کھل اُٹھے اور اُس کی جان کے رُخسار کو نجات کے خط اور بلندیٔ درجات کے خال سے زینت دی جائے

ہر کہ امروز از برائے آں شہیداں غم خورد | باشد از اندازہ بیروں، شادیٔ فردائے اُو
اے عزیزاں یک رہ از حالِ حسن یاد آورید | گشتہ تلخ از زہرِ دُشمن لعلِ شکر خائے اُو
پس براندیشید از قتلِ حسینؑ ابنِ علی | وز غمِ اولادِ پاک و عترت و الائے اُو

تشنہ لب، خستہ جگر، مجروح تن، پُر غصّہ دل
درمیانِ خاک و خُوں پنہاں رُخِ زیبائے اُو

marfat.com

حضرت علی کی غذا

بہرکیف امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام منبر شریف سے اُتر آئے ایک رات آپ امام عالی مقام امام حسن علیہ السلام کے گھر میں روزہ افطار کرتے اور ایک رات امام حسین علیہ السلام کے ہاں افطاری فرماتے اور تین لقموں سے زیادہ نہ کھاتے،

آپ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ آپ بہت ہی کم کھانا تناول فرماتے ہیں؛ آپ نے فرمایا! میں عنقریب درگاہِ خداوندی میں پہنچنے والا ہوں اس لئے میری خواہش ہے کہ جب مجھے بارگاہِ ایزدی میں طلب کیا جائے تو میرا جسم آلودگیٔ طعام سے پاک ہو"

ابن ملجم کی تیاری

ابن ملجم ہر رات قطامہ کے گھر جاتا رہا قطامہ نے اپنے قبیلے سے وردان تیمی کو اور ابن ملجم نے شبیب بن بجرہ کو حضرت علی علیہ السلام کے قتل پر رضامند کرلیا۔ اُس رات تینوں اشخاص نے قطامہ کے حضور میں قتل علیؑ پر بیعت کی ابن ملجم نے قطامہ سے اپنی تلوار کو زہر آلود کروایا اور موقع کا منتظر رہا یہاں تک کہ رمضان المبارک کی اُنیس ۱۹ تاریخ ہوگئی"

سفرِ آخرت کی تیاری

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ان تمام راتوں میں ہمہ وقت مصروفِ عبادت رہتے اور مطلقاً نہ سوتے ہر ساعت کے بعد مکان کے صحن میں آکر آسمان کی

marfat.com

طرف دیکھتے اور فرماتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا ہے خدا کی قسم اُنہوں نے ہرگز جھوٹ نہیں کہا پس حیرقاتل کو قتل سے کون سی چیز روک رکھ سکتی ہے۔ اسی طرح وقت گذرتا رہا یہاں تک کہ آپ نے مسجد میں آکر وضو کیا اور روانگی کی تیاری میں مستعد ہو کر فرمایا

اشدد حیازیمک للموت فان الموت لاقیکا

ولا تجزع من الموت اذا حل بوادیکا !

موت کے لئے کمر ہمت کو مضبوطی سے باندھ لے موت تیری ملاقات کی خواہاں ہے، موت سے بیصبری اور ناشکیبائی کا اظہار نہ کر کہ وہ تیری وادی میں داخل ہونے والی ہے، صحیفۂ حال پر کسی مخلوق کے لئے ہمیشگی کا لفظ نہیں لکھا گیا اور موجودات میں سے کسی کو بھی حیاتِ جاودانی کا شربت نہیں پلایا گیا،

آرے اساسِ خانۂ عمر اُستوار نیست

دارِ فنا محلِ ثبات و قرار نیست

مُرغابیوں کی فریاد

جب حضرت امیر علیہ السلام نے گھر سے نکلنے کا ارادہ فرمایا تو آپ مکان کے صحن کے درمیان تشریف لائے وہاں پر چند مرغابیاں تھیں اُنھوں نے چلانا شروع کر دیا اور اپنی چونچوں سے آپ کے دامن کو پکڑ لیا تاکہ آپ باہر نہ جاسکیں، مولائے کائنات شیر خدا علیہ السلام کی صاحبزادیوں نے انہیں دُور ہٹانا چاہا تو آپ نے فرمایا ان سے اپنے ہاتھ روک لو یہ مجھ پر نوحہ کر رہی ہیں"

ایک روایت میں ہے ہُنّ صَوایح تَتبعُها نَوایح یعنی یہ مُرغابیاں اِس وقت فریاد کر رہی ہیں اور میرے بعد میری مصیبت اور جُدائی میں نوحہ کرنے کے

marfat.com

لئے آئیں گی "اس روز آپ نے حضرت امام حسن علیہ السلام کے گھر میں قیام فرمایا تھا چنانچہ جب آپ نے یہ بات کی تو حضرت امام عالی مقام امام حسن علیہ السلام نے عرض کی ابا جان! آپ نے یہ کون سی فال نکالی ہے اور کیسی بات کی ہے کہ ہمارے دل دردمند اور ہماری جانیں غمزدہ ہو گئی ہیں؟

حضرت علی شیر خدا علیہ السلام نے فرمایا بیٹے! یہ فال نہیں بلکہ میرا دل گواہی دیتا ہے کہ اسی مہینے میں میرا شمار دیگر جملہ شہیدوں میں ہو گا، پھر آپ نے ایسے ہی اپنے ایک ایک بیٹے سے الوداعی کلمہ کہا تو در و دیوار سے الفراق الفراق کی جاں گداز آوازیں آنے لگیں۔

رخت بر بستیم و دل برداشتیم
صحبت دیرینہ را بگذاشتیم

وقت شد کز غصہ و غم وارہیم
بر غم و شادیٔ عالم پا نہیم

تا بکے بار غم دوناں کشیم!
تلبکے خونا بہ زیں دوراں چشیم

صدر جنت بہر ما آراستہ
ما دریں زنداں بمحنت کاستہ

بعد ازاں امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم مسجد کی طرف روانہ ہو گئے اور فرمایا!

خلوا سبیل المؤمن المجاہد
فی اللہ لا یعبد غیر الواحد

یعنی راہ خدا میں جہاد کرنے والے مومن کو راستہ دے کہ وہ سوائے خدائے واحد کے کسی پرستش نہیں کرتا۔

شرابی قاتل

جب مسجد میں نماز کی اذان ہوئی اور لوگوں کو نماز کے لئے بلایا گیا تو

marfat.com

وہ مسجد میں آکر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے جبکہ وہ تینوں خارجی تمام رات قطامہ کے گھر شراب پیتے رہے تھے اور اُس وقت بدمست و بدحال ہو کر گرے پڑے تھے۔ قطامہ نے نماز کیلئے حضرت امیر علیہ السلام کی اذان کی آواز سُنی تو ابن ملجم کو جگا کر کہا بیدار ہو جا وقت آپہنچا ہے اس وقت علیؑ اور دوسرے لوگ مسجد میں آگئے ہیں، جلدی سے جاکر میرا کام پورا کر اور تیزی کے ساتھ واپس آکر میرے شربت وصال سے اپنے غم فراق کا علاج کر۔

ابن ملجم نے اُٹھ کر زہر آلود تلوار ہاتھ میں لی اور کہا: میں بدبخت و برباد جسم کے ساتھ جاؤں گا اور وہ چیز دیکھ کر آؤں گا جسے دیکھ نہیں سکتا میں نے حضرت علی کو یہ فرماتے ہوئے سُنا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جہنمیوں میں بدبخت ترین شخص علی کا قاتل ہو گا، یہ بات کرنے کے بعد وہ مسجد میں پہنچا اور سوئے ہوئے آدمیوں کے درمیان لیٹ گیا جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تحیت المسجد کے نوافل سے فارغ ہو کر لوگوں کو نماز کیلئے جگانے لگے تو ابن ملجم کو دیکھا کہ وہ بھی سویا ہوا بن رہا ہے، آپ نے اُس کے سر اور پاؤں کی طرف سونے والوں کو جگایا اور ایک ایک سے کہا قُم وصَلّ یعنی اٹھ اور نماز پڑھ مگر ابن ملجم کو چھوڑ دیا اور محراب کے آگے تشریف لے آئے ابن ملجم موقع غنیمت سمجھ کر اُٹھا اور اپنے ساتھی سے کہنے لگا اُٹھ کر کھڑا ہو جا ورنہ موقعہ ہاتھ سے نکل جائے گا۔

خارجیوں کے تین حملے

تاریخ طبری و دیگر معتبر کتب میں روایت آئی ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے اذان کہی تو یہ تینوں خارجی مسجد کے دروازے پر آئے ایک طرف شبیب نے

marfat.com

اور دُوسری وردان نے سنبھال کر ایک دُوسرے سے کہا ہم دونوں ہی بیک تلواریں چلائیں گے اگر ایک کا نشانہ خطا ہو گا تو دُوسرے کا وار کارگر ہو جائے گا اور ابن مُلجم سے کہا! تو مسجد کے اندر چلا جا ہماری ناکامی کی صورت میں یہ کام تم سرانجام دو گے۔ جب حضرت امیر علیہ السلام نے اذان سے فارغ ہو کر مسجد میں قدم رکھا تو شبیب نے تلوار کا وار کیا جو مسجد کی کھڑکی پر پڑا اور تلوار ٹوٹ گئی وردان نے تیغ چلائی تو اُس کی ضرب مسجد کی دیوار پر پڑی تو دونوں نے چھلانگ لگا دی،

ابن مُلجم کا وار نماز میں

ابن مُلجم نے کہا افسوس یہ رسُوائی اور بدنامی ابھی لوگ مسجد میں پہنچ جائیں گے اور ہمیں پکڑ لیں گے پھر اُس نے تلوار کھینچی اور محراب کے سامنے آ گیا حضرت امیر علیہ السلام نماز میں مشغول تھے وہ تھوڑی دیر رُک گیا تاکہ آپ پہلا سجدہ کریں جُوں ہی آپ نے سجدے سے سر اُٹھایا اُس نے تلوار کا وار کر دیا اور آپ کو اتفاقاً عین اُس جگہ پر زخم آ گیا جہاں خندق کے دن عمر بن عبدوُد کی تلوار سے زخم آیا تھا جب زخم سے متاثر جگہ پر دُوسری بار تلوار چلائی گئی تو سر مبارک کی کھوپڑی کو چیرتی ہُوئی مغز تک جا پہنچی۔ حضرت امیر علیہ السلام نے پکار کر فرمایا فزت برب الکعبہ۔ یعنی میں نے رب کعبہ سے دُوسری بار فتح مندی پالی ہے،

ابن مُلجم نے یہ بات سُنی تو مسجد سے بھاگ کھڑا ہُوا اور یہ آواز دیتا جا رہا تھا کہ امیر المومنین کو قتل کر دیا گیا۔ اہل کوفہ ایک دم مسجد کی طرف آنا شروع ہو گئے۔ حضرات حسنین کریمین سلام اللہ علیہما نے جب یہ خبر سُنی تو جامۂ صبر چاک کر لیا اور عمامۂ شکیبائی سر سے اُتار کر مسجد میں آ پہنچے، والدِ بزرگوار کو محراب کے سامنے گرے ہُوئے پایا اور آپ کے مبارک قدموں کو آنکھوں سے

marfat.com

ملنے لگے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے سر مبارک سے بہنے والا خون اپنے مبارک ہاتھوں سے لیکر اپنی داڑھی مبارک اور چہرے مبارک پر مل لیا اور فرمایا میں اسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کروں گا اور اسی صورت میں حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سے ملاقات کروں گا، اسی ہیئت میں اپنے عم محترم سید الشہدا حضرت حمزہ اور اپنے برادر مکرم حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ملوں گا، کوفے کے سردار روتے پیٹتے اور واویلا کرتے ہوئے یا علی یا علی کی صدائیں دینے لگے۔

افغاں کہ راحتِ دل وآرام جاں برفت
شاہِ زمان و قدوۂ خلق جہاں برفت
غم شد محیطِ مرکز عالم ز ہر طرف
کاں مرکز محیطِ کرم از میاں برفت

ایک قاتل کا انجام

ایک شخص نے کہا اے امیر المومنین آپ کے ساتھ یہ معاملہ کس نے کیا ہے؟

آپ نے فرمایا، صبر کرو ابھی آجائے گا آپ نے یہ بات کی ہی تھی کہ آپ پر سب سے پہلے تلوار چلانے والا شبیب سرگردان و سراسیمہ مسجد کے اندر داخل ہوا۔

لوگوں نے پوچھا تو نے آپ کو قتل کرنا چاہا تھا؟

شبیب انکار کے ارادہ کے باوجود انکار نہ کر سکا اور بے اختیار اس کی

marfat.com

زبان سے نکل گیا ہاں۔ لوگوں نے اس پر اُسے مُنہ کے بل گرا کر پاؤں کی ٹھوکروں سے ہلاک کر دیا۔

ابنِ مُلجم کی گرفتاری اور حضرت علی کی عطا

ابنِ مُلجم بھاگتا ہُوا اپنے چچا کے بیٹے کے گھر جا کر جسم سے ہتھیار اُتارنے ہی لگا تھا کہ اُس کے چچا کا بیٹا آگیا اور اُس نے اُسے تشویشناک دیکھ کر پُوچھا کیا تُو نے حضرت علی کو قتل کرنا چاہا تھا؟

ابنِ مُلجم نہیں کہنے لگا مگر اُس کی زبان سے بے ساختہ ہاں نکل گیا۔ اُس کے چچا کے بیٹے نے اُسے گریبان سے پکڑا اور کھینچتا ہُوا مسجد میں لے آیا۔

ایک قول یہ ہے کہ شبیب کو اُس کے چچا کا بیٹا پکڑ لایا تھا جب کہ ابنِ مُلجم بھاگتا جا رہا تھا کہ قبیلہ ہمدان کے ایک شخص نے اُسے ننگی تلوار لیکر بھاگتے ہُوئے دیکھ کر پُوچھا کیا بات ہے؟ اُس کی زبان سے نکلا میں نے علیؑ کو قتل کر دیا ہے۔

اُس شخص نے اپنا عصا ابنِ مُلجم کے مُنہ پر مارا تو وہ زمین پر گر پڑا اور اُس نے اُسے پکڑ لیا اُسی اثناء میں لوگ اُس کی مدد کو پہنچ گئے اور ابنِ مُلجم کے ہاتھ پاؤں باندھ کر مسجد میں لے آئے۔ امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اُس وقت امام حسن علیہ السلام کو فرمایا کہ لوگوں کو فجر کی نماز پڑھائیں۔ اسی اثناء میں لوگ ابنِ مُلجم کو مسجد میں لائے تو امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے اُس کی طرف دیکھ کر فرمایا اے مُراد کے بھائی کیا میں بُرا امیر تھا؟

ابنِ مُلجم نے کہا، معاذاللہ یا امیرالمومنین۔

آپ نے فرمایا! تجھے کس چیز نے اس پر آمادہ کیا کہ تُو میرے بچوں کو یتیم کرے اور میرے خاندان کے ارکان میں خلا پیدا کرے؟ کیا میں نے تیرے

marfat.com

ساتھ نیکی نہیں کی تھی!

ابن ملجم نے کہا! ہاں مگر جو ہونا تھا وہی ہو اور کان امر اللہ قدراً مقدوراً

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے لوگوں کو فرمایا اِسے زندان میں ڈال دو اور جب تک میں زندہ ہوں اسے وہی سب کچھ کھلایا پلایا جائے جو میں کھاؤں پیئوں اور اِس کی خوراک بند نہ کرنا اگر میں زندہ رہا تو اُس کے بارے میں جو مشورہ مجھ سے پُوچھا جائے گا میں دُوں گا اور اگر میری شہادت واقع ہو جائے تو پھر اِس کو تلوار کی ایک ہی ضرب لگانا کیونکہ اس نے مجھ پر ایک ہی وار کیا ہے۔

حضرت علی کا صُبح سے خطاب

بعد ازاں امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو کمبل پر لٹا دیا گیا۔ اور کمبل کا ایک سرا حضرت امام حسن علیہ السلام نے اور دُوسرا سرا حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے کاندھوں پر رکھا اور مسجد سے باہر نکل آئے۔ اُس وقت صُبح ہو چکی تھی اور دُنیا میں روشنی پھیل چکی تھی، مولائے کائنات نے اپنے بیٹوں کو فرمایا میرا رُخ مشرق کی طرف کر دو، آپ کے حُکم کی تعمیل کر دی گئی تو آپ نے فرمایا! والصُبحِ اذا تنفس۔ اے صُبح اُس خُدا کے لئے جس کے حُکم سے تو آئی ہے اور جس کے فرمان سے تو ظاہر ہُوئی ہے، میں تجھ سے قیامت کے دن کے لئے گواہی چاہتا ہُوں تو سچی گواہی دینا کہ آغازِ شباب کے اُس دن سے لیکر جس دن میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تھی تو نے آج تک مجھے سوتا ہُوا نہیں پایا اور میں نے تیری آمد نہ دیکھی ہو۔ اِس کے ساتھ ہی آپ سجدہ ریز ہو گئے اور بارگاہِ ایزدی میں عرض کی

marfat.com

اے پروردگار گواہ ہو جانا کفیٰ باللہِ شہیدًا، قیامت کے دن ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر حاضر ہونگے اور صدیقین و شہداء دیکھتے ہوں گے میری گواہی دینا کہ جس ساعت سے میں نے تیرے پسندیدہ محبوب کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ہے اُن کے ہر فرمان کو جان و دل سے تسلیم و قبول کیا ہے اور جس کام سے اُنہوں نے روکا ہے اُس سے رُکا رہا ہوں، تیرے اور تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احکام کے خلاف میں نے کبھی سوچا بھی نہیں اور نہ ہی ایسی کوئی بات کبھی میرے تصوّر میں آئی ہے۔

کوفہ کے جو بزرگ لوگ وہاں پر موجود تھے آپ کی باتیں سُن کر چیخ و پکار کرنے لگے اور کافۂ کوفیاں سے فریاد و فغاں کی آوازیں آنے لگیں

دل ہا تمام ز آتش حسرت کباب شُد — جاں ہا سیر سلسلۂ اضطراب شُد
لب تشنگانِ بادیۂ اشتیاق را — دریائے صبر و بحرِ سلامت سراب شُد

اولادِ علی کی فریاد

بعد ازاں جب امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو آپ کے حجرہ مبارک کے اندر لایا گیا تو جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی صاحبزادیوں اور آپ کے دوسرے تمام بیٹوں کی فریاد کی آوازیں آنے لگیں نالۂ وَا اَبتاہ اور فریادِ وَا عَلیّاہ کی صدائیں زمین سے آسمان تک جا پہنچیں

شاید از شور در جہاں فگنیم — غلغلے در جہانیاں فگنیم
رستخیزی ز جاں بر انگیزیم — گریہ بر پیر و جواں فگنیم

جناب شیرِ خدا مولا مرتضیٰ حضرت علی علیہ السلام کے بیٹے آپ کے مبارک قدموں کو اُٹھا اُٹھا کر اپنی آنکھوں سے ملتے اور کہتے ابا جان آپ کا

marfat.com

کیا حال ہے جو ہم دیکھ رہے ہیں. اے کاش ہماری والدہ محترمہ اس وقت بقید حیات ہوتیں تو ہمیں اس مصیبت میں تسلی دیتیں. کاش! ہم لوگ اس وقت مدینہ منورہ میں اپنے نانا جان کے روضہ اقدس پر حاضر ہو کر اپنے دل کی حالت نانا جان کے حضور میں بیان کرتے، یہ کیا حال ہے کہ ہمیں غریب الوطنی اور یتیمی دونوں نے جمع ہو کر آدبایا ہے۔

راوی نے کہا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے بیٹوں کی آہ وزاری اور اشکباری کی آتش حسرت کے نکلنے والے شعلوں نے حاضرین کے دلوں کو جلا کر رکھ دیا اور جس شخص نے بھی اُن کی فریاد و فغاں کو سُنا اشکبار ہو گیا

ہر کرا بنیم ازیں سوز و اَلم می گرید
ہر کرا یابم ازیں آتشِ غم می سوزد

حضور رسالتمآب خوابِ بُوتراب میں

جناب شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اولادِ طاہرہ میں سے ایک ایک کو اپنے پاس بٹھا کر آغوش میں لیا اور اُن کے سروں اور چہروں کو چُوما اور اُنہیں صبر و شکیبائی کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا میں تمہارے جدّا مجد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمہاری والدہ ماجدہ حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے پاس جا رہا ہوں، میں نے اِن راتوں میں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے اپنے دامنِ مبارک سے میرے چہرے کی گرد صاف کرتے ہوئے فرمایا اے علی جو کچھ ہو گا وہ تمہیں یہاں لے آئے گا. چُنانچہ میرا یہ خواب اِس پر دلالت کرتا ہے کہ جسم کا نقاب میری رُوح کے چہرے سے ہٹ جائے گا، یہاں تک کہ منظرِ قُدس پر جلوہ ریز ہو جائے۔

marfat.com

حجاب چہرۂ جاں می شود غبار تنم
خوشا دمے کہ ازیں چہرہ پردہ برفگنم

یہ زخم لاعلاج ہے

کچھ دیر بعد عمرو بن نعمان جراح کو آپ کے حجرہ مبارک میں لایا گیا۔ جراح نے جراحت حیدر کرار کو دیکھا تو سر سے پگڑی اُتار کر پھینک دی اور کپڑے پھاڑ کر کہا افسوس یہ زہر میں بجھی ہوئی تلوار کا زخم مرہم سے درست ہونے والا نہیں، افسوس آپ جیسا مقتدا و پیشوا اور عالم حکمران اب کہاں سے ملے گا۔

دریغ چوں تو امیرے   دریغ چوں تو اماے
برائے شرع مشیرے   برائے ملک نظامے

جراح کی بات سنی تو دوسری بار خاندان ولایت اور دودمان امامت سے فریاد کی صدا آنے لگی جراح کی آمد پر سیدہ اُم کلثوم اپنے والد گرامی کے حجرہ اقدس سے باہر آکر ابن ملجم کے قید خانہ میں تشریف لے گئیں اور اُسے کہا! اے شقی تو قید میں پھنس گیا ہے جبکہ امیر علیہ السلام کو اُس زخم کی کچھ پرواہ نہیں۔

ابن ملجم نے کہا بی بی جا کر رونے کی تیاری کریں میں نے ایک ہزار دینار کی تلوار خرید کی تھی اور اُسے ایک ہزار درہم کے زہر میں ڈبویا ہوا ہے اگر بالغرض اِس تلوار کا ایک زخم تمام اہل کوفہ کو بھی آجاتا تو وہ زندہ نہ بچ سکتے ایک شخص اُس سے کس طرح بچ سکتا ہے۔"

حضرت علی جوارِ علی الکبیر میں

یہ واقعہ رمضان المبارک کی اُنیس تاریخ کو جمعرات کے روز ظہور پذیر

marfat.com

ہوا اور جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکیس ۲۱ رمضان المبارک ہفتہ کے روز مقام شہادت پر فائز ہوئے، درمیان کے دو دنوں میں آپ نے وصیت نامہ تحریر کیا اور اپنے بچوں کو رخصت کیا، ہفتے کی رات کو آپ نے فرمایا: مجھے حجرۂ خاص میں لے چلو آپ کے حکم کی تعمیل کر دی گئی تو آپ نے اپنی صاحبزادی سیدہ اُم کلثوم سلام اللہ علیہا کو فرمایا! یا بُنَیَّۃ اغلقی علیٰ ابیکِ الباب، اے بیٹی اپنے باپ کے لئے دروازہ بند کر دے، جناب اُم کلثوم نے حجرے سے باہر آکر دروازہ بند کر دیا جناب حسنین کریمین علیہما السلام دروازے کے باہر بیٹھے ہوئے تھے، اچانک ہاتف کی آواز آئی

افمن یلقی فی النار خیر ام من یاتی آمنا یوم القیامۃ؟

دُوسرے ہاتف کی آواز سُنائی دی!

بل من یاتی آمنا یوم القیامۃ

راوی نے کہا ہے کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حجرۂ خاص اور بیت الشرف کا دروازہ بند کر دیا تو جناب حسنین کریمین نے اندر سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی آواز سُنی اور بے دم ہو کر حجرے کے اندر آگئے۔ آکر دیکھا تو مولائے کائنات امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سب سے بڑے شہنشاہ کے جوارِ رحمت میں پہنچ چکے تھے۔

ہاتفانِ غیب کی مزید آوازیں

شواہد النبوت میں حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت بیان کی گئی ہے کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شہادت واقع ہو گئی تو ہم نے کسی کو یہ کہتے ہوئے سُنا! باہر نکل جاؤ اور خدا کے اس بندے کو ہمارے

marfat.com

ساتھ چھوڑدو،

ہم لوگ باہر آ گئے تو حجرے کے اندر سے کسی کی آواز آئی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے اور ان کے وصی شہید ہو گئے اب اُمت کی نگہبانی کون کرے گا؟

دوسرے شخص کی آواز آئی جو بھی ان کی سیرت وسنت کو اپنا کر ان کی پیروی کرے گا۔

بعد ازاں آواز آنا بند ہو گئی اور ہم نے آپ کو غسل دے کر کفن پہنایا اور آپ کی نماز جنازہ پڑھی،"

تکفین وتدفین کیسے ہو

ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا جب میں دُنیا سے رخصت ہو جاؤں تو مکان کے ایک گوشے سے ایک لوح برآمد ہو گی اس مقام پر لٹا کر مجھے غسل دینا علاوہ ازیں کمرے کی دہلیز سے کفن اور حنوط ظاہر ہو گا وہ کفن پہنا کر مجھے تابوت میں رکھنا اور صحن کے وسط میں دفن کر دینا، ایک بار میری نماز جنازہ میرا بیٹا حسن پڑھائے اور ایک بار حسین پڑھائے اور جب سامنے سے تابوت خود بخود اٹھنے لگے تو اُسے اٹھا لینا اور جس مقام پر جا کر تابوت از خود زمین کی طرف آنے لگے وہیں پر رکھ دینا اور گڑھا کھودنا وہاں سے سال کی سیاہ لکڑی کا تابوت برآمد ہو گا اس میں مجھے وہیں پر دفن کر دینا،

مزارِ علیؓ کہاں ہے

شواہد النبوت میں روایت آئی ہے کہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

marfat.com

نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام کو وصیت فرمائی کہ جب میری شہادت واقع ہو جائے تو مجھے تخت پر لٹا کر باہر لے جائیں اور غریین کے مقام پر پہنچا دیں وہاں پر ایک سفید رنگ کا پتھر نظر آئے گا جس سے روشنی پھوٹتی ہو گی اُسے کھودنے سے کھلی ہوئی جگہ پاؤ گے مجھے وہاں پر دفن کر دینا۔"

آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو اُس مقام پر لا کر دفن کیا گیا اور یہ وہی جگہ ہے جسے آج کل نجف اشرف کہتے ہیں، آپ کو دفن کرنے کے بعد آپ کی قبر مبارک کو ہموار کر کے لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ کر دیا گیا اور کسی کو پتہ نہ چل سکا ایسے ہی جمیع اہل بیت سے بھی آپ کا مزار اقدس مخفی رہا، یہاں تک کہ خلافتِ عباسیہ کے دور میں خلیفہ ہارون الرشید شکار کھیلتے ہوئے غریین کے نواح میں آئے وہاں پر ایک ٹیلہ تھا جہاں ہرنوں نے پناہ لے رکھی تھی، خلیفہ ہارون الرشید نے ہرنوں کے شکار کے لئے عقابوں اور کتوں کو اُن پر چھوڑا مگر وہ ان ہرنوں کے قریب نہیں جاتے تھے۔

ہارون الرشید نے اِس امر پر تعجب کا اظہار کیا تو اُس علاقے کے لوگوں نے اُن کی خدمت میں ایک بوڑھے شخص کو پیش کیا ہارون الرشید نے اِس صُورت حال کے بارے میں پوچھا تو اُس بوڑھے نے کہا میں نے اپنے بزرگوں سے سُن رکھا ہے کہ اس جگہ پر امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا مزار اقدس ہے۔

ہارون الرشید نے یہ سُنا تو شکار کرنا چھوڑ دیا اور اُس جگہ کی زیارت کی اور جب تک زندہ رہے ہر سال التزام و احترام کے ساتھ اُس مقام کی زیارت کو آتے رہے۔"

بہر کیف حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام نے رات

marfat.com

کے وقت آپ کا جنازہ اُٹھایا اور کوفہ سے باہر جا کر اُس مقام پر دفن کر دیا جہاں کا آپ نے اپنی وصیت میں حکم فرمایا تھا اور واپس آ گئے، مولائے کائنات کے دوستوں اور محبّوں کو جب پتہ چلا کہ مولائے کائنات کے شہزادے باپ کا جنازہ لے کر چلے گئے ہیں تو وہ اُن کے عقب میں روانہ ہو گئے مگر جب اُنہوں نے راستے میں اُنہیں واپس آتے دیکھا تو اپنی دستاریں اتار کر شہزادوں کے مبارک قدموں پر رکھ کر کہا اَے مخدوم زادو امیر المومنین اور امام المتقین کو کہاں چھوڑ آئے ہو؟ وہ صاحب ذوالفقار اور شاہِ دُلدل سوار کہاں ہیں؟

شہریست پُر ز حسرت و غم شہریار کو
کاریست بس خراب خداوندِ کار کو

ہفت اختر و چہار گہر در حیتبند
وا حسرتا خلاصۂ ہشت و چہار کو

اُو روزگارِ دولت روزِ اُمید بود
آں روزِ خوش کجا شُد و آں روزگار کو

بہر حال اُن لوگوں نے بہت زیادہ تاسف کا اظہار کیا اور ہر چند اُس صحرا میں پھرتے رہے مگر ولایت مآب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے مزارِ اقدس کا نشان نہ معلوم کر سکے۔

ایک بیمار عاشق کا حال

روایت آئی ہے کہ جب حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے والد گرامی کی تدفین سے فارغ ہو کر کوفہ شہر کے دروازے پر پہنچے تو اُنھوں نے ویرانوں کے درمیان سے آتی ہوئی کسی کے رونے

marfat.com

کی آواز سُنی شہزادگان عالی مقام آواز کے مقام پر پہنچے تو دیکھا کہ وہاں پر ایک نہایت نحیف و نزار اور کمزور و بیمار شخص رو رو کر فریاد کر رہا ہے اور اُس کی آنکھوں سے سَیل اشک رواں ہے۔

شہزادوں نے پُوچھا تُو کون ہے اور اِسی طرح کیوں روتا ہے؟

اُس نے کہا! میں غریب و مہجور، عاجز و حزیں رنجور و در ماندہ اور تمام لوگوں کا ٹھکرایا ہُوا ہُوں، نہ میرے ماں باپ ہیں اور نہ خویش و اقارب نہ کوئی بھائی ہے نہ مُونس، نہ بیوی ہے نہ غمخوار و رشتہ دار۔

شہزادوں نے پُوچھا! اِس حال میں تیری تیمارداری کون کرتا ہے؟

اُس نے کہا! میں اِس شہر میں ایک سال سے ہُوں ایک مہربان شخص روزانہ آتا ہے اور میری غم خواری اور غم گساری کرتا ہے۔

شہزادوں نے پُوچھا! تو اُس شخص کا نام جانتا ہے؟

اُس نے کہا! میں اُن کا نام نہیں جانتا۔

شہزادوں نے کہا! کیا تُو نے ایک بار بھی اُن کا نام نہیں پُوچھا؟

اُس نے کہا! پُوچھا تھا مگر اُنہوں نے کہا تجھے نام سے کیا کام میں تیری تیمارداری اللہ تعالیٰ کے لئے کرتا ہُوں نہ کہ دکھاوے اور شہرت حاصل کرنے کے لئے۔

شہزادوں نے کہا! اُن کے رنگ ڈھنگ اور شکل صورت کے بارے میں ہی کچھ بیان کر؟

اُس نے کہا! میں نابینا ہُوں اِس لئے کوئی نشانی نہیں بتا سکتا البتہ تین روز سے وہ میرا حال پُوچھنے کے لئے نہیں آئے نہیں معلوم اُن کا اپنا کیا حال ہے

شہزادوں نے کہا! اے بزرگ تو اُن کے کردار و گفتار کی کوئی نشانی بتا

marfat.com

دے جسے تو جانتا ہے !

اُس نے کہا اُن کی یہ نشانی ہے کہ مسلسل تسبیح و تہلیل کرتے تھے اور اُن کی تسبیح کی آواز آتی تو یوں معلوم ہوتا جیسے آسمان کے دروازے کھل رہے ہوں اور میرے کانوں میں ملائکہ کی تسبیح و تہلیل کی آواز آتی بلکہ میں در و دیوار اور سنگ و کلوخ سے تسبیح و تہلیل کی آواز سنتا۔ جب وہ میرے پاس بیٹھتے تو فرماتے ایک مسکین دُوسرے مسکین کا ہمنشین ہوتا ہے اور ایک غریب دوسرے غریب کی مجالست کرتا ہے۔

شہزادوں نے یہ سُنا تو روتے ہوئے فرمایا، یہ نشانیاں تو ہمارے ابا جان حضرت علی ابن ابی طالب کی ہیں !

بوڑھے نے کہا! کیا بات ہے وہ تین روز سے یہاں تشریف نہیں لائے

شہزادوں نے فرمایا! اے بزرگ اُن پر ایک بدبخت نے تلوار چلا دی تھی اور وہ اِس پُر فریب دُنیا سے راحتوں کے گھر میں تشریف لے گئے ہیں اور ہم ابھی ابھی اُنہیں دفن کر کے آرہے ہیں۔

بوڑھے نے یہ بات سُنی تو چیخ مار کر سر کو زمین پر پٹخنے لگا اور کہا! میری کیا اوقات تھی کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرا حال پُوچھنے آیا کرتے تھے۔

شہزادگان عالی مقام علیہما السلام نے اُس بوڑھے غریب کو تسلی دی اور وہ انتہائی اضطراب کے عالم میں کہہ رہا تھا،

نمی دانم چہ کار افتاد ما را ۔ کہ آں دلدار ما را زار بگذاشت

دریں ویرانہ ایں پیرِ حزیں را ۔ غریب و عاجز و بے یار بگذاشت

marfat.com

وصالِ عاشق و معشوق

پھر اُس بوڑھے نے کہا اے مخدوم زادو میں آپ کو آپکے جد بزرگوار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور عالی قدر والدِ محترم علیہ السلام کی قسم دیتا ہُوں مجھے اُن کے مرقدِ اقدس پر لے چلو تاکہ میں اُس مقام کی زیارت کر لوں،

امام حسن علیہ السلام نے اُٹھکر اُس کا دایاں ہاتھ تھام لیا اور امام حسین علیہ السلام نے اُس کا بایاں ہاتھ پکڑ لیا اور اُسے مولائے کائنات علیہ السلام کے مزارِ اقدس پر لے آئے، بُوڑھے نے قبرِ انور کی طرف رُخ کر کے انتہائی زاری کے ساتھ بارگاہِ خُداوندی میں دُعا کی الٰہی! صاحبِ مزار کے صدقے سے میری جان واپس لے لے میں ان کے فراق میں زندہ رہنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُس کی دُعا کو شرفِ قبُولیت سے نواز دیا اور وہ اُسی وقت امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی قبر مبارک کے پاس انتقال کر گیا

ذرہ ای بُود بخورشید رسید
قطرہ ای بُود بدریا پیوست

سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین علیہما السلام اُس کی موت پر بہت زیادہ روئے اور پھر اُسے جنابِ شیرِ خدا کے روضۂ اقدس کے قریب دفن کر دیا،،

مشہور روایات کے مطابق مولائے کائنات سیدنا حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر مبارک ساٹھ سال بیان کی جاتی ہے جبکہ اِس سے کم اور زیادہ کی روایات بھی آتی ہیں،،

حضرت امام حسنؑ کی بیعت

آپ کی شہادت کے دوسرے دِن حضرت امام حسن علیہ السلام کو کُوفہ کی

marfat.com

مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر جلوہ افروز ہو کر نہایت بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا آپ نے اپنے خطبے کے دوران فرمایا اے لوگو جو مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہے اور جو نہیں جانتا وہ جان لے کہ میں بشیر و نذیر یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹا ہوں، میرے والد گرامی حضرت علی مرتضیٰ والدہ مکرمہ سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا ہیں میرے جد امجد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں براہِ راست دعوتِ اسلام دی، میرے والد گرامی نے تمہیں خدا کا دین سکھایا اور میں بھی تمہیں دین سکھاتا ہوں۔

آپ کے خطبہ کے بعد حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کھڑے ہو کر فرمایا! اے لوگو یہ شخص یعنی حضرت امام حسن علیہ السلام تمہارے پیغمبر کے نواسے اور تمہارے امام کے بیٹے اور تمہارے راہبر ہیں ان کی بیعت کرو اور ان کی امامت کا ان کے ساتھ وعدہ کرو اور عہد کرو کہ کبھی ان سے منہ نہیں موڑو گے،

لوگوں نے کہا ہم نے سنا اور اطاعت کی اس کے ساتھ ہی انہوں نے امام حسن علیہ السلام کے ہاتھوں میں ہاتھ دیکر آپ کی بیعت کر لی

ابن ملجم کا انجام

بعد ازاں امیر المومنین حضرت امام حسن علیہ السلام نے ابن ملجم کو لانے کا حکم دیا لوگوں نے اُسے قید خانے سے لاکر آپ کے منبر کے سامنے ڈال دیا امام عالی مقام نے اُسے فرمایا اے اُمت کے بدبخت ترین انسان تو نے ایسا کیوں کیا اور دین میں کیوں رخنہ ڈالا؟

ابن ملجم نے سر اٹھا کر کہا اے حسنؑ جو جانا تھا چلا گیا جو ہونا تھا ہو گیا،

marfat.com

اب اس پر آہ و زاری بے سود ہے، آپ مجھے قتل نہ کریں میں آپ کے اور آپکے باپ کے دشمن حاکم شام کو قتل کرنے وعدہ کرتا ہوں،

امام حسن علیہ السلام نے اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی تلوار کھینچ لی اور اس کے سینے میں تلوار کی نوک پھنسا کر اپنی طرف کھینچ لیا اور اس کی گردن پر تلوار کی ایسی ضرب لگائی کہ اس کا سر کٹ کر دس قدم کے فاصلے پر جا گرا، لوگوں نے اسے اٹھایا اور مسجد سے باہر لا کر ٹاٹ میں لپیٹ کر نذر آتش کر دیا۔

بعد ازاں مولائے کائنات کے شہزادگان عالی نشان مصروف تعزیت ہو گئے چنانچہ لوگ آتے اور اہلبیت سے تعزیت کرتے

زیں مصیبت جائے آں دارد کہ چشم آفتاب
دامن گردوں ز اشک گرم آلاید بخون
لیک با حکم قضا جاں را چو می افتد رجوع
مرجع دل نیست جز انا الیہ راجعون

marfat.com

بابِ ششم

فضائل وسوانح امام حسن علیہ السلام

marfat.com

ولادت باسعادت

شواہد النبوت میں آیا ہے کہ آپ بارہ اماموں سے دوسرے امام ہیں، آپ کی کنیت ابو محمدؑ اور القاب تقی اور سید ہیں،

آپ کی ولادت باسعادت ۱۵- رمضان المبارک ۳ سنہ کو مدینہ منورہ میں ہوئی، جبریل علیہ السلام جنت کے ریشمی کپڑے پر لکھا ہوا آپ کا اسم گرامی تحفے کے طور پر لے کر حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام دونوں کی ولادت مبارکہ کے وقت میں جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی دایہ تھی جناب حسن علیہ السلام کے وجود اقدس کا تابندہ ستارا برجِ ولایت سے طلوع ہوا اور آپ کی پاکیزہ صفات ذات کا گوہرِ درخشندہ دُرجِ عصمت وطہارت سے ظہور پذیر ہُوا،

مہے گشت ازافقِ طالع کہ پیشِ طالعِ سعدش

کمر چوں تو اماں بستت خورشیدِ جہاں آرا

marfat.com

فلک تا مہد اطفالِ فلک رامی دہد جنبش
نخوابانید ازیں ماہے دریں گہوارۂ مینا،

نام خُدا نے رکھا

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خوشخبری پہنچائی گئی تو آپ اُسی وقت تشریف لے آئے اور مجھے فرمایا اَے اسماء میرے بیٹے کو لے آ، میں نے شہزادۂ بتُول کو زرد رنگ کے کپڑے میں لپیٹا اور آپ کی آغوش میں دے دیا،

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زرد رنگ کا کپڑا اپنے شہزادے کے جسم سے الگ کر دیا اور مجھے فرمایا کیا ہم نے تجھے نہیں کہا تھا کہ بیٹوں کو زرد کپڑے نہ پہناؤ؛ میں جا کر سفید کپڑے کا ٹکڑا لائی اور امام حسؑن کو آپ کی گود سے لیکر اُس میں لپیٹا اور دوبارہ آپ کی آغوش میں دے دیا، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہزادے کے دائیں کان میں نماز کی اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی اور پُوچھا یا علی تُم نے اِس کا کیا نام رکھا ہے ؛

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کی یا رسُول اللہ! میں آپ سے پہلے بیٹے کا نام کیسے رکھ سکتا تھا تاہم اگر آپ اجازت عطا فرمائیں تو میرے دل میں آتا ہے کہ اِس کا نام حرب رکھوں اور ایک روایت کے مطابق آپ نے فرمایا کہ اِس کا نام اپنے چچا کے نام پر حمزہ رکھوں ؛

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ہم اِس کا نام تجویز کرنے میں اللہ تعالیٰ کے حُکم پر سبقت نہیں کر سکتے، اِسی اثناء میں حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر عرض کی یا رسُول اللہ خُدائے علی واعلیٰ نے

marfat.com

آپ کو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ علی آپ کو ہارونؑ کی طرح ہیں جس طرح وہ موسٰےؑ کے لئے تھے لہٰذا اس بچے کا نام ہارون کے بیٹے کے نام پر رکھیں۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے جبریل ہارون کے بیٹے کا نام کیا ہے؟

جبریلؑ نے عرض کی، ہارونؑ کے بیٹے کا نام شبّر ہے

آپ نے فرمایا! شبر عبرانی زبان کا لفظ ہے جبکہ ہم عربی ہیں؟

جبریل نے کہا! عربی میں اس کے معنی حسن ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بحکم خداوندی اپنے شہزادہ عالی قدر کا اسم گرامی حسن رکھا اور ساتویں دن سیاہ دھبوں والے سفید رنگ کے دو مینڈھے ذبح کئے اور امام حسن علیہ السلام کا عقیقہ کیا اور ذبح کئے ہوئے مینڈھے دایہ کے سپرد کر دیئے۔

بعد ازاں شہزادے کے سر سے بال اُتار کر ان کے ساتھ چاندی وزن کی اور خیرات کر دی۔

حضورؐ سے مشابہت

امام حسن علیہ السلام لوگوں میں سر مبارک سے لیکر سینہ مبارک تک رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کمال تر مشابہت رکھتے تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کوئی شخص حضرت امام حسن علیہ السلام سے زیادہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہت نہیں رکھتا تھا۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

marfat.com

کے مرض کے دنوں میں جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا جناب حسنین کریمین علیہما السلام کے ہاتھ پکڑ کر آپ کی خدمت میں لائیں اور عرض کی!

هٰذان ابناك فورثهما شيئاً

یعنی یہ دونوں آپ کے بیٹے ہیں لہٰذا انہیں اپنی وراثت سے کوئی چیز عطا فرمائیں۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہماری سیرت و سیادت حسنؑ کا حصہ ہے اور ہماری سخاوت و شجاعت حسینؑ کا حصہ ہے۔

محبّت رسُول کی

بخاری مُسلم میں حضرت براء بن عاذب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع روایت آئی ہے اُنھوں نے کہا میں نے دیکھا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسن علیہ السلام کو کاندھوں پر بٹھا رکھا تھا اور آپ فرماتے تھے اللهم انی احبہٗ فاحبّہٗ الٰہی میں اس سے محبّت کرتا ہوں تو بھی اِس سے محبّت فرما ایک روایت میں ہے کہ میں حسنؑ سے محبّت کرتا ہوں اور اُس سے بھی محبّت کرتا ہوں جو حسنؑ سے محبّت کرتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں امام حسن علیہ السلام کی جب بھی زیارت کرتا اُن کی ملاقات کی خوشی میں میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور اِس کی وجہ یہ ہے کہ میں ایک روز حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ قینقاع کے بازار میں گیا واپسی پر آپ مسجد میں تشریف لائے تو فرمایا بچے کو لاؤ، اسی اثناء میں حضرت امام حسن علیہ السلام آپ کے پاس آ گئے۔ تو آپ نے اُنہیں آغوش میں لے لیا۔ امام حسن علیہ السلام آپ کی

marfat.com

ڈاڑھی مبارک پر ہاتھ پھیرنے لگے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے چہرے مبارک سے اپنا چہرہ مبارک ملایا اور اپنی زبان مبارک اُن کے مُنہ میں ڈال کر فرمایا اللھم انی احبہ واحب من یحبہ یعنی الٰہی میں اِس سے محبت کرتا ہُوں اور اُس سے بھی محبّت کرتا ہُوں جو اِس سے محبت کرتا ہے۔

شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں،

امامے کو امامت را حسنؓ بُود — حسن آمد کہ جملہ حسن ظن بُود
ہمہ حسن و ہمہ خُلق و ہمہ علم — ہمہ لُطف و ہمہ جُود و ہمہ حلم
شب از مُوئے سیاہش تیرہ ماندہ — ز رُو ئش ماہِ روشن خیرہ ماندہ
لبش قائم مقام حوض کوثر — کہ بُودے چشمۂ نوشش پیمبر
چناں نوشے بزہر آلُود کردند — دِلش خُون وجگر پالُودہ کردند

زِ زہرش چُوں جگر شُد پارہ پارہ
زِ غصہ گشت خُونیں سنگ خارہ

سوار اور سواری

ترمذی شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت بیان کی گئی ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسن علیہ السلام کو کاندھے پر اُٹھا رکھا تھا کہ ایک شخص نے کہا، نعم المرکب یا غلام، اَے لڑکے یہ کتنی اچھی سواری ہے جس پر تُو سوار ہے؟

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، نعم الراکب ھُو یعنی یہ سوار بھی بہت اچھا ہے۔

marfat.com

نکتۂ فضیلت

شواہد النبوت میں روایت آئی ہے کہ ایک روز حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے اور حضرت امام حسن علیہ السلام آپ کے ساتھ تھے آپ کبھی لوگوں کی طرف دیکھتے اور کبھی امام حسن علیہ السلام کی طرف التفات فرماتے پھر فرمایا میرا یہ بیٹا سردار ہے عنقریب اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے ذریعہ سے دو مسلمان گروہوں میں صلح کروائے گا،

جناب حسنین کریمین کی شانِ اقدس میں بے شمار احادیث صحیح وارد ہیں اُنہیں میں سے ایک نکتہ ھما ریحانتی من الدنیا یعنی یہ دونوں میرے دُنیا کے پھول ہیں۔ دیکھنے اور غور کرنے والے کے لئے کافی ہے۔ اور الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ اُن کی فضیلت کی وافر اور کافی دلیل ہے"

ابو علی فضل بن حسن طبرسی کتاب اعلام الوریٰ میں روایت لائے ہیں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا میں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا روتی ہوئی تشریف لائیں،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا بیٹی کیوں روتی ہے؟ جناب سیدہ نے عرض کی یا رسول اللہ! حسن وحسین گھر سے باہر گئے تھے اور ابھی تک واپس نہیں آئے اُن کے والدِ گرامی بھی گھر میں نہیں ہیں اور میں نہیں جانتی کہ کس کو اُن کی تلاش میں بھیجوں اور نہ ہی مجھے معلوم ہے کہ وہ کہاں ہیں

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بیٹی مت رو جس خدائے قدیر نے اُنہیں پیدا فرمایا ہے وہ اُن پر تجھ سے زیادہ مہربان ہے۔ بعد ازاں

marfat.com

آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور کہا! الٰہی اگر وہ ویرانے میں ہیں تو ان کی نگہبانی فرما، اگر دریا میں ہیں تو انہیں سلامتی کے ساتھ کنارے پر لے آ۔ آپ کے ہاتھ دعا کے لئے اٹھے ہوئے ہی تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کی! یا احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ غم نہ کریں اور اندوہگیں نہ ہوں، وہ دونوں دنیا و آخرت میں فضیلت اور بزرگی والے ہیں اور ان کا باپ ان سے بہتر ہے یہ دونوں اس وقت بنی نجار کے باغ کی چار دیواری کے اندر ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کی حفاظت کے لئے دو موکل فرشتے مقرر کر رکھے ہیں۔"

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے اور میں بھی ان کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور جب باغ میں پہنچے تو دیکھا کہ حضرات حسنین کریمینؑ ایک دوسرے کی گردن میں باہیں ڈالے سو رہے ہیں اور فرشتے نے اپنا ایک پر ان کے نیچے بچھایا ہوا ہے اور دوسرے پر سے ان کو ڈھانپ رکھا ہے، حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسن کو اور فرشتے نے امام حسین کو اٹھا لیا مگر لوگوں کو یوں معلوم ہوتا تھا کہ دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہی اٹھایا ہوا ہے

افضیلت نسبی

راستے میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ دونوں میں سے ایک شہزادے کو میرے حوالے کر دیں تاکہ آپ کا بوجھ ہلکا ہو جائے، آپ نے فرمایا رہنے دے یہ دنیا و آخرت میں فضیلت والے ہیں اور ان کے والد گرامی ان سے بہتر ہیں بے شک آج

marfat.com

میں انہیں آج اُس چیز سے مشرف کروں گا جس چیز کا اللہ تعالٰی نے انہیں شرف دیا ہے۔

بعد ازاں آپ نے خطبہ ارشاد کرتے ہوئے فرمایا میں تمہیں بتاؤں کہ نانا اور نانی کی طرف سے لوگوں میں افضل ترین شخص کون ہے؟

لوگوں نے کہا! ہاں یا رسول اللہ۔

آپ نے فرمایا! وہ حسن اور حسین ہیں کہ ان کے نانا اللہ کے رسول اور نانی خدیجۃ الکبریٰ ہیں۔

پھر فرمایا کیا تمہیں بتاؤں کہ ماں اور باپ کی طرف سے لوگوں میں افضل ترین کون ہے؟

لوگوں نے کہا! ہاں یا رسول اللہ۔

آپ نے فرمایا! وہ حسن اور حسین ہیں کہ ان کے والد علی ابن ابی طالب اور والدہ فاطمہ بنت محمد ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، پھر فرمایا اے لوگو تمہیں بتاؤں کہ ماموں اور خالہ کی طرف سے لوگوں میں کون افضل ہے؟

لوگوں نے کہا! ہاں یا رسول اللہ۔

آپ نے فرمایا! وہ حسن اور حسین ان کے ماموں قاسم بن رسول اللہ اور ان کی خالہ زینبؓ بنت رسول اللہ ہے، پھر فرمایا کیا تمہیں خبر دوں کہ چچا اور پھوپھی کی طرف سے لوگوں میں بہترین شخص کون ہے؟

لوگوں نے کہا! ہاں یا رسول اللہ۔

آپ نے فرمایا! حسن اور حسین ان کے چچا جعفر بن ابی طالب اور پھوپھی ہانی بنت ابی طالب ہیں اس حسب و نسب کے شرف والا ان کے سوا دنیا میں کون ہے؟

marfat.com

شاعر نے کہا ہے!

ہست بر اہلِ معرفت روشن — صفت حضرت حسین و حسن
آں یکے اختریست تابندہ — واں دگر گوہریست درخشندہ
آں یکے نور دیدۂ نبوی — ویں دگر شمع جانِ مرتضوی
روئے او صاف تر زلمعۂ بدر — گیسوئے ایں نمونہ شب قدر
آں یکے ماہ آسمانِ کمال — واں دگر سرو بوستانِ کمال

یہ جادو نہیں دُعا ہے

امام عالی مقام حضرت امام حسن علیہ السلام کے فضائل و مناقب بے شمار اور لاحصر ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ ابن زبیر کے ہمراہ ایک سفر پر گئے راستے میں کھجوروں کا ایک باغ آیا جس کے تمام درخت خشک ہو چکے تھے آپ نے اُس باغ میں نزولِ اجلال فرمایا غلام نے ایک خشک درخت کی جڑ کے ساتھ آپ کے لئے بستر بچھا دیا اور آپ اُس پر لیٹ گئے۔

ابن زبیر نے دُوسرے درخت کی جڑ کے ساتھ اپنا بستر بچھایا اور امام حسن علیہ السلام کے پاس آکر کہا کاش اس خشک درخت پر تازہ کھجوریں ہوتیں اور ہم لوگ کھاتے۔

امام عالی مقام نے فرمایا! تجھے تازہ کھجوروں کی خواہش ہے؟

ابن زبیر نے کہا! جی ہاں میری یہی خواہش ہے۔

امام عالی مقام امام حسن علیہ السلام نے دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھا کر آہستہ آہستہ کچھ پڑھا جسے دُوسرے نہ سُن سکے اُسی وقت کھجور کا ایک درخت تر و تازہ ہوکر تازہ کھجوروں کے ساتھ بار آور ہو گیا۔

marfat.com

اِن حضرات کے ساتھ جو شُتربان تھا اُس نے یہ حال دیکھا تو کہنے لگا خدا کی قسم یہ جادُو ہے،

امام حسن علیہ السلام نے فرمایا! یہ جادُو نہیں بلکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بیٹے کی دُعائے مُستجاب کا اثر ہے، بعدازاں اُس درخت کے اُوپر جاکر کھجوریں اتار لی گئیں جو تمام لوگوں کے لئے کافی تھیں،

امام عالی مقام امام حسن علیہ السلام کے جو مناقب علم وعبادات، کرم وجُود اور مکارمِ اخلاق وغیرہ صحت کے ساتھ اکابر کی کتابوں میں بیان کئے گئے ہیں اُن کا حصر نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی اُن کی تفصیل کا احاطہ ممکن ہے، اِختصاروا اعتراف کے طَور پر چند شعر ملاخطہ ہوں

اگر عُمرے بیارایم سُخن را | نشاید نظم من نعت حسؑن را
سُخن گرم کہ جُز در عدن نیست | سزائے وصف واخلاق حسؑن نیست
سُخن گر بگذرد از چرخ اَخضر | ہنُوزم وصف اُ دباشد فزُوں تر
کمالش گرچہ نزد ما ست ظاہر | زُبان ما ز مدح اُوست قاصر
دو گیتی را وجودش زیب وزینت | نظیر اُو اگر جوئی حسؑین اُست

امام کا خُطبہ اور کوفیوں کی بیعت

روایت کرنے والے نے کہا کہ جب امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے جوارِ رحمتِ ایزدی میں انتقال فرمایا تو امام عالی مقام امام حسن علیہ السلام نے منبر پر تشریف لاکر انتہائی فصیح وبلیغ خُطبہ ارشاد کرتے ہُوئے فرمایا!

اَے لوگو! اِس رات تمہارے درمیان سے وُہ بزرگ تشریف لے گئے ہیں جن کی مثال نہ پہلوں نے کہیں دیکھی ہے اور نہ بعد والے اُن جیسا کسی

marfat.com

کو پائیں گے، وہ اس رات کو رب العزت اور قاصدِ بارگاہِ صمدیت کی طرف متوجہ ہوئے ہیں جس رات حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے انتقال فرمایا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آسمان کی طرف عروج فرمایا، انہوں نے اِس اُمت کو دعوتِ اِلی الحق دی اور میں بھی تمہیں ہدایت کے راستے کی طرف بلاتا ہوں"

آپ نے خطبہ پورا کیا تو لوگوں نے آپ کی بیعت کرنا شروع کر دی سب سے پہلے آپ کی اتباع میں دستِ اعتصام اور اخلاص کا قدم بڑھانے والے قیس بن سعد بن عبادہ تھے ان کے بعد دوسرے لوگوں نے بیعت کی جن کی تعداد چالیس ہزار کے قریب تھی"

جنگ کی تیاری اور کوفیوں کی بے وفائی

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شہادت کی خبر امیر شام کو پہنچی تو وہ عراق کے علاقوں کو فتح کرنے کے لئے ساٹھ ہزار افراد کا لشکر لے کر چل پڑا، امام حسن علیہ السلام کو اِس امر کی اطلاع ہوئی تو آپ بھی چالیس ہزار افراد کو لیکر کوفہ سے باہر تشریف لے آئے اور دیرِ عبد الرحمٰن پر نزولِ اجلال فرمایا، اِس مقام پر آپ نے مقدمۃ الجیش کے طور پر بارہ ہزار نامود سواروں پر قیس بن سعدؓ کو امیر مقرر فرمایا۔ وہاں سے آپ ساباطِ مدائن میں پہنچے اور جانوروں کی آسودگی کے لئے کچھ دیر قیام فرمایا، آپ کے اِس قیام سے آپ کی فوج نے یہ گمان کر لیا کہ آپ جنگ کا ارادہ نہیں رکھتے کیونکہ آپ پیش ازیں کئی بار اپنے خطبوں میں ارشاد فرما چکے تھے کہ میرا کسی سے کوئی جھگڑا نہیں، اور مجھے مسلمانوں کا امن و اتحاد اور انکی خوشحالی و سلامتی اور

marfat.com

آپس میں صُلح واشتی زیادہ پسند ہے، اِس کے برعکس مُسلمانوں کی تفرقہ بازی اور پریشانی باعثِ تشویش اور فتنہ وفساد کا سبب ہے ،

آپ کے اِس قسم کے ارشادات کی وجہ سے آپ کی فوج آپ پر حملہ آور ہو گئی اور آپ کے خیمے میں داخل ہو کر لوٹ مار شروع کر دی یہاں تک کہ آپ جس مصلّے پر تشریف فرما تھے وُہ بھی آپ کے پاؤں تلے سے کھینچ لیا اور آپ نے اپنے اوپر جو چادر اوڑھ رکھی تھی وُہ بھی اُتار لی اور خود پر عذابِ الیم واجب کر لیا۔

امام حسن پر حملہ

امام عالی مقام امام حسن علیہ السلام نے یہ صُورتِ حال دیکھی تو سوار ہو کر مداین کے طرف روانہ ہو گئے اثنائے راہ میں جراح بن قبیصہ اسدی کمین گاہ میں چھپا ہُوا تھا وُہ ایک دم کمین گاہ سے باہر نکلا اور آپ کا نشانہ لے کر خنجر چلا دیا جو آپ کی ران مبارک میں ہڈی تک پیوست ہو گیا۔ جراح بن قبیصہ دُوسرا خنجر پھینکنے والا تھا کہ عبیدہ بن فضل طائی نے اُسکے ہاتھ سے خنجر چھین کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ،،

امام عالی مقام اِس واقعہ سے سخت غمزدہ اور رنجور خاطر ہو کر مداین کے قصرِ سفید میں تشریف لے گئے وہاں پر جراح آپ کے زخم کا علاج کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کا زخم مندمل ہو گیا، آپ نے جب دیکھا کہ کُوفیوں نے میرے والدِ گرامی سے کیا سلوک کیا ہے اور میرے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہیں تو کُوفیوں کی طرف سے آپ دل برداشتہ ہو گئے اور امیر معاویہ کے ساتھ چند شرائط پر صُلح کر لی جنکی تفصیل طویل ہے ۔

marfat.com

اگر چہ اطراف و جوانب کے لوگوں نے ہر چند کوشش کی کہ آپ فتنہ و فساد میں مُبتلا ہو جائیں مگر آپ نے اُن کی کسی بات پر دھیان نہ دیا اور اُن کا ساتھ دینے سے صاف انکار کر دیا اور اُن کی ملامت کی کچھ پرواہ نہ کی بعدازاں آپ اپنے خاص خدام کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

کیوں صُلح کی تھی

روایت آئی ہے کہ ایک روز مدینہ منورہ میں علی بن بشر ہمدانی نے آپ سے کہا اے ابن رسُول اللہ آپ کو والیٔ شام سے صُلح نہ کرنا چاہیئے تھی۔"

آپ نے فرمایا خاموش رہ ہم اللہ تعالیٰ کے خزانوں کو تقسیم کرنے والے ہیں نہ کہ سونے چاندی کو اور ہم اُس کے علوم کے اُن اسرار کو جاننے والے ہیں جنہیں کوئی نہیں جانتا، میں نے یہ صُلح اس غرض سے کی ہے کہ میرے ساتھیوں کا خون بہنے سے بچ جائے اِس لئے کہ میں نے جنگ میں ان کا اہمال و تہاون دیکھ لیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اگر میں صُلح نہ کرتا تو میرے تمام مُحبان ضائع ہو جاتے۔ تُو جانتا ہے کہ میرا لشکر اہل کوفہ پر مشتمل تھا جنہوں نے میرے والدِ محترم کو شہید کیا اور میری رہائش گاہ کو لُوٹ لیا اور مجھ پر خنجر پھینک کر زخمی کر دیا۔ مجھے قسم ہے خدا تعالیٰ اور اپنے جدِ امجد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اگر میں تمام پہاڑوں اور درختوں کو ساتھ لے کر جاتا تو بالآخر بادشاہت کو میں اُسی کے سُپرد کرتا کیونکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب اِسی پر دلالت کرتا ہے۔"

۱؎ بے مقصد چھوڑ دینا، ۲؎ حقیر و ذلیل سمجھنا

marfat.com

رسول اللہ کا خواب

شواہد النبوت میں روایت بیان کی گئی ہے کہ امام حسن علیہ السلام نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دکھایا کہ بنی اُمیہ کے بادشاہ یکے بعد دیگرے آپ کے منبر شریف پر کُود رہے ہیں، آپ کو یہ صورت ناگوار گذری تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورہ کریمہ، اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ نازل فرمائی کہ ہم نے آپ کو بہشت کی نہر عطا فرمائی جس کا نام کوثر ہے اور سُورۃ مقدسہ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ نازل کر کے فرمایا، ہم نے آپ کو قدر والی رات عطا کی جو ایک ہزار مہینے سے بہتر ہے الف شہر یعنی ہزار مہینے سے مُراد بنی اُمیہ کا دورِ حکومت ہے، راوی کہتا ہے کہ جب بنی اُمیہ کے دورِ حکومت کا حساب لگایا گیا تو وہ ہزار مہینہ یعنی تریاسی سال چار ماہ ہی نکلا،

شر انگیزی کا سدِّ باب مگر

صُلح کے چند روز بعد شام کے فسادیوں نے دیکھا کہ امام حسن علیہ السلام وادیٔ فنا سے دارِ بقا کو کُوچ کرنے والے ہیں تو پہلے ان بے حیاؤں نے بصرہ کے لوگوں کو بھڑکا کر وہاں پر مقیم خُدامِ امام پر شب خون مارا اور اڑتیس ۳۸ افراد کو شہید کر دیا، باقی ماندہ خُدام وہاں سے فرار ہو کر امام عالی مقام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو صورتِ حال سے باخبر کیا،

امام عالی مقام کو اِس واقعہ سے شامیوں کی بدعہدی کی بُو آئی تو آپ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ساتھ لیکر دمشق کی طرف روانہ ہو گئے، آپ جس مقام پر جاتے لوگ اچھی خبر سُناتے اور آپ کی خاطر خدمت

marfat.com

کرتے یہاں تک کہ آپ نے شہر موصل میں پہنچ کر نزول اجلال فرمایا، موصل کا سردار سعد موصلی مختار کا چچا تھا اُسے جس وقت امام عالی مقام کی تشریف آوری کا پتہ چلا اُسی وقت خورد و نوش کا کافی سامان لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے مبارک قدموں پر سر رکھ کر ظائف نیاز پیش کئے اور کہا کہ یہ کتنی بڑی سعادت ہے جو مجھے حاصل ہوئی ہے۔

شد بخت نکو مساعد این بے دل — گو گشت بموصل وصالت واصل

گفتم کہ بوصلِ یا تو بسیارم دل — اینک من و اینک دل و اینک موصل

امام عالی مقام امام حسن علیہ السلام چند روز موصل میں قیام کرنے کے بعد دمشق تشریف لے گئے اور امیر شام نے مل کر بصرہ میں پیش آنے والے واقعات کی شکایت کی۔ امیر شام نے اس امر کا پورے طور پر نوٹس لیا اور آپ کی خواہش کے مطابق آپ کی تشفی کر دی، دمشق سے مدینہ منورہ کو واپس آتے ہوئے آپ موصل سے گذرنے لگے تو وہاں پر اپنے ایک ایسے محب کے ہاں تشریف لے گئے جو آپ کی محبت و فرماں برداری اور ہوا خواہی کی ڈینگیں مارا کرتا تھا اِس شخص کو والیٔ شام نے متاعِ دنیوی کے عوض خرید کر زہر کی ایک شیشی دے رکھی تھی کہ وہ موقع ملتے ہی امام حسن کو پلا دے، اُس ناسعید نے قلیل ترین فانی متاع کے بدلے آخرت کی ہمیشگی والی نعمتوں سے روگردانی کر لی اور دُرست دین کو چند نادرست بے ثباتیوں اور بے اعتباریوں کے عوض بازارِ فریب میں فروخت کر دیا اور اِس کام کو قبول کر لیا، چنانچہ جب حضرت امام حسن علیہ السلام نے اُس کے گھر میں نزول اجلال فرمایا تو اُس نابکار نے خدمت و خاطر کے دوران آپ کو تین مرتبہ کھانے میں زہر دیا مگر زہر آپ پر کارگر نہ ہو سکا تاہم آپ ہر مرتبہ بیمار ہو جاتے تو آپ کے دل میں طرح طرح کے خیال آتے اور اپنے میزبان کی بے وفائی کا واضح طور پر شاہدہ

marfat.com

کر لینے کے بعد آپ نے زبانِ حال سے فرمایا!

از کس وفا مجو کہ بعالم وفا نماند ... بنیش غریب دار کہ یک آشنا نماند

حرمت گران کردہ وفا از میاں برفت ... زیں ہر دو دل بسر کہ در ایام ما نماند

چنداں کہ بنگری بجہان گزاف کار

جز رنج و درد و محنت و جور و جفا نماند

زہر لانے والے کا انجام

القصہ زہر کی تکلیف میں ہر مرتبہ آپ نے دُعا فرمائی اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے شفا عطا فرما دی، میزبان نے یہ صورت دیکھی تو خاصا پریشان ہوا اور تمام واقعہ لکھ بھیجا کہ میں نے اُنہیں تین بار زہر دیا ہے مگر کچھ کارگر نہیں ہوا اس کے جواب میں اُسے ایک تحریر اور زہر ہلاہل کی ایک شیشی موصول ہوئی خط میں ہدایت تھی کوشش کر کے اِس زہر کے چند قطرے پلا دے یہ ایسا زہر ہے کہ اگر اس کا ایک قطرہ دریائے بیکراں میں گرا دیا جائے تو پانی کے تمام جانور ہلاک ہو جائیں، اتفاق سے خط اور زہر لانے والا راستے میں ایک درخت کے پاس اُونٹ سے اُترا وہاں بیٹھ کر اُس نے کھانا کھایا تو اُس کے پیٹ میں ایسا درد اُٹھا جس نے اُسے بے خود کر دیا اسی اثنا میں وہاں پر سیاہ رنگ کے ایک بھوکے بھیڑیئے نے آکر اُسے ہلاک کر دیا اُس کے اُونٹ نے بھاگنا چاہا مگر اُس کی مہار ایک درخت میں اُلجھ گئی اور وہ وہیں پر رہ گیا۔

اِس واقعہ کے تھوڑی دیر بعد حضرت امام حسن علیہ السلام کا ایک خادم کہیں سے آتا ہوا وہاں سے گذرا تو اُس نے اِس حال کا مشاہدہ کیا اور اُونٹ کی مہار درخت سے چھڑا کر اُس شخص کا اسباب دیکھا تو اُس سے خط اور زہر برآمد ہوا تو وہ

marfat.com

دونوں چیزیں لیکر اُسی وقت موصل میں پہنچا اور امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دیں۔

زہر منگوانے والے کا انجام

امام عالی مقام نے وُہ خط پوشیدہ طور پر پڑھا تاکہ کسی کو پتہ نہ چل سکے اور میزبان خجالت سے بچ جائے۔ بعد ازاں آپ نے خط کو مصلّے کے نیچے رکھ دیا اور کسی شخص پر ظاہر نہ ہونے دیا تاہم آپ کے چہرے کا رنگ سُرخ اور شدید متغیر ہو گیا، حاضرین مجلس نے ہرچند کوشش کی کہ آپ انہیں اس خط اور تشنی کے بارے میں بتائیں مگر امام عالی مقام امام حسن علیہ السلام نے انہیں اِن کے بارے میں بتانے کی بجائے اپنے جدامجد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سُنانا شروع کر دی تاکہ اِن لوگوں کا دھیان اِس طرف سے ہٹ جائے، چنانچہ لوگ ہمہ تن گوش ہو کر آپ سے حدیث سُننے میں محو ہو گئے تو اِس محویت سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے موصل کے سردار سعد موصلی نے وُہ خط مصلّے کے نیچے سے نکال لیا جب اُس نے خط کا مضمون پڑھا تو لرز کر رہ گیا اور کانپتے ہوئے اُٹھکر امام عالی مقام امام حسن علیہ السلام کے ہاتھ پاؤں چومنے لگا، اور کہا اے ابن رسول اللہ اس واقعہ میں کون ملوّث ہے؟

امام عالی مقام نے فرمایا میں یہ پسند نہیں کرتا کہ اس وجہ سے وُہ شخص خجالت اور ندامت کا شکار ہو اور نہ ہی میں یہ چاہتا ہوں کہ اُس نے جو میری خدمت کی ہے اس کے بعد وُہ میری طرف سے شرمندگی اُٹھائے۔

سعد اس سلسلہ میں بہت زیادہ آگے بڑھ گیا اور اُس نے حد کو توڑتے ہوئے امام عالی مقام کے حکم کے بغیر میزبان کو بُلا کر کہا اے فلاں میں تجھ سے

marfat.com

کچھ پوچھنا چاہتا ہوں مجھے اس کا جواب دے؟

اُس نے کہا۔ پوچھیں کیا پوچھنا ہے

سعد نے کہا! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرے ساتھ کوئی ظلم کیا ہے؟

اُس نے کہا! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہی نہیں پہنچ سکا وہ کس طرح مجھ پر ظلم کرتے۔

سعد نے کہا! تُو نے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو دیکھا ہے تجھے اُن سے کیا تکلیف پہنچی ہے اور اُنہوں نے تیرے ساتھ کونسا ظلم وجور کیا ہے؟

اُس نے کہا! میں ایک عرصہ تک اُن کی خدمت میں رہا ہوں مگر اُن کی طرف سے میرے دل میں کبھی غبار ملال نہیں آیا۔

سعد نے کہا! پھر تُو نے ابن مصطفےٰ اور جگر گوشۂ مرتضےٰ کے ساتھ کس دشمنی کی بنا پر شام کی طرف خط لکھا کہ میں نے اُن کو تین بار زہر دیا ہے مگر اُن پر کارگر نہیں ہوا اور اب تیرے اُس خط کے جواب میں زہر ہلاہل کی شیشی کس نے بھیجی ہے؟

اُس شخص نے اِس سے انکار کرتے ہوئے کہا میں اِس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں میں اِس کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔

سعد کے ملازمین نے اُسی وقت اُسے پکڑ لیا اور اُسے اِس قدر مارا کر وہ ہلاک ہو گیا

مروان بن الحکم کا دامِ فریب

امام عالی مقام امام حسن علیہ السلام اِس واقعہ کے بعد نجیدہ و نالاں موصل

marfat.com

سے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوگئے اُس وقت مدینہ منورہ کا گورنر مروان بن حکم تھا جو امام عالی مقام کا بظاہر بہت زیادہ احترام کرتا اور آپ کی خدمت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتا مگر در پردہ آپ کو ہلاک کردینے کی کوششوں میں مصروف رہتا اور اپنا مقصد پورا کرنے کی تدبیریں کیا کرتا۔

ایک روز اُس کے پاس ایک رُومی کنیز الیسونیہ آئی یہ عورت دلالہ تھی اور اِس کا سب کے گھروں میں آنا جانا تھا، مروان نے اُس سے کہا اے الیسونیہ کیا حسن بن علی کے گھر میں بھی تیری آمدورفت ہے اور کیا تو اُن کی بیوی جعدہ بنت اشعث سے واقف ہے؟

الیسونیہ نے کہا، ہاں اور یہ جعدہ مدینہ منورہ میں اسماء کے نام سے مشہور تھی مروان نے کہا، میں تیرے ساتھ ایک راز کی بات کرتا ہوں اگر تو میرا راز کسی پر ظاہر نہیں کرے گی تو میں تجھے ایک ہزار دنیار دوں گا اور پشمینے کی پچاس مصری چادریں اِس کے علاوہ ہونگی اور بیعانے کے طور پر یہ ایک سو دینار ابھی وصول کرلے۔

الیسونیہ نے جب سونا دیکھا اور کپڑوں کا وعدہ سُنا تو بڑی بڑی قسمیں کھا کر کہا، میں تیرا کوئی راز افشاء نہیں کروں گی اور جو کام تو میرے سپرد کرے گا اُسے دِل وجان سے کوشش کے ساتھ بجالاؤں گی

مروان نے کہا، میں چاہتا ہوں کہ تو اسماء یعنی جعدہ کا دل امام حسن کی طرف سے پھیر دے اور اُسے بتائے کہ تیرے حُسن وجمال اور ناز وادا کی شہرت شام تک پہنچ گئی ہے اور امیرِ شام کا بیٹا یزید تجھ پر عاشق ہوگیا ہے اور تیرے غم میں موت کے قریب پہنچ گیا ہے،

marfat.com

نادیدہ ترا کسے کہ نام تو شنید | دل نامزد تو کرد و مہر تو گزید
بانقد غمت صبر و خرد را بفروخت | جان و دل خود بداد و مہر تو خرید

عورت کا مکر شیطان سے بڑا ہے

مروان نے مزید کہا اُسے کہنا کہ یزید کی بیوی بن کر تو ملکۂ عالم بن جائے گی اور شام و عراق کے علاقے تیرے زیر تصرف آجائیں گے جب تو دیکھے کہ وہ تیرے دام فریب میں آگئی ہے تو مجھے بتا دینا تاکہ میں اس کے بارے میں غور کروں۔

ایسونیہ نے مروان کے ساتھ اس کام کو پورا کرنے کا وعدہ کیا اور امام حسن علیہ السلام کے گھر پہنچ گئی اتفاقاً امام عالی مقام اپنے بھائیوں کے ساتھ وادی عقیق میں گئے ہوئے تھے اور جعدہ اُسے گھر میں اکیلی بیٹھی ہوئی مل گئی۔ ایسونیہ نے موقعہ مناسب جانا اور گفتگو کرتے وقت ہر بات میں اپنی بات کرتی چلی گئی اور عورتوں کے مکر و فریب کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنا مقصد بیان کر دیا۔

زناں را فسوں و از افسانہ خویش | فرو ریزند نوش صافی از نیش
گہ مردم فریبے از دم گرم | ہمی سازند سنگ خارا را نرم
زنیرنگ شمع صد رنگ سازند | بیک داد و دغل صد نقش بازند

وفاداری مجو از خوئے ایشاں

وفا را نیست رہ در کوئے ایشاں

علمائے اکابر میں سے ایک عالم نے کہا ہے کہ قرآن مجید میں شیطان کے مکر کا ذکر صفت ضعیف کے ساتھ اس طرح کیا گیا ہے کید الشیطان کان ضعیفا جب کہ عورتوں کے مکر کو کتاب مبین میں کیدکن عظیم یعنی بہت بڑا مکر کہا گیا ہے۔

marfat.com

شیطان زند از عصیاں ہر لحظہ رہ مرداں
در مکر و حیل اما شاگرد زناں باشد
از مکر زنانِ دُوں بسیار کساں بینی
کیں جامہ دراں گرد دواں نعرہ زناں باشد

جعدہ ایسونیہ کے دام میں

ایسونیہ نے لفظوں کے جادُو کے سلسلہ میں نرم لہجے سے آتشِ فریب جلائی اور مکر و حیلہ کے دھاگے سے جعدہ کا دِل محبت یزید کے کپڑے سے ٹانک دیا اور قصہ عشقِ یزید۔ وعدۂ مملکت اور خزانوں میں تصرف کی بات اچھی طرح جعدہ کے کانوں میں اُتار دی اور اُس نے مُلک و مال کی ہوس میں محبتِ یزید کا جام پی لیا اور امام حسن علیہ السلام کی دیرینہ رفاقت اور حسن معاشرت فراموش کر دیا۔

میادا کس کہ از زن مہر جوید
کہ از شورہ بیاباں گُل نروید

جب ایسونیہ کو یقین ہو گیا کہ جعدہ اُس کے مکر و فریب کے دام میں جکڑی گئی ہے تو اُس نے واپس آکر تمام حال مروان کے گوش گذار کر دیا، مروان نے اُسے دوبارہ بھیجکر یہ بات جعدہ کے ذہن نشین کرا دی کہ جب تک امام حسنؑ زندہ ہیں یہ کام پُورا نہیں ہو سکے گا اور اِس کے ساتھ سے زہر بھیج دیا اور اُس نے قتل امام کا عزم صمیم کرتے ہُوئے تھوڑا سا زہر شہد میں ملا کر آپ کو کھلا دیا اور اِس بات کا مضمون منصۂ شہود پر اِس طرح جلوہ گر ہو گیا۔

اے دِل قدحِ زہر دما دم میکش — گر ریش رسد بلا و گر کم میکش
چوُں نیست شکر جام ہلاہل می نوش — چوں دست نمی دہد فرح غم میکش

marfat.com

امام حسن دار الشفاء رسولؐ میں

امام عالی مقام امام حسن علیہ السلام اِس شہد کے کھانے سے بیمار پڑ گئے تمام رات آپ کو قے ہوتی رہی اور پیٹ میں درد اُٹھتا رہا صبح ہوئی تو آپ دردمندوں کے دار الشفاء روضۂ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہوئے اور اپنے جسم انور کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چوکھٹ پاک کے ساتھ ملا آپ کلی طور پر صحتیاب ہو کر گھر آ گئے۔

آپ کو اِس تکلیف کی وجہ سے جعدہ پر بدگمانی ہو گئی اور آپ نے اُس کے گھر سے کھانا پینا چھوڑ دیا بلکہ آپ یا تو امام قاسم علیہ السلام کی والدہ مکرمہ کے ہاں کھانا کھاتے یا امام حسین علیہ السلام کے گھر سے صبح شام کھانا منگوا لیتے۔

جعدہ کا دُوسرا وار اور اُس کا علاج

ایک روز آپ جعدہ کے گھر تشریف لائے تو اُس نے کہا اے سید مدینہ منورہ کے نواحی نخلستان سے کچھ تازہ کھجوریں آئی ہیں اگر آپ پسند فرمائیں تو لے آؤں؟ امام عالی مقام کو تازہ کھجوریں بے حد پسند تھیں اِس لئے آپ نے فرمایا لے آ جعدہ طشت میں ڈال کر کھجوریں لے آئی جن میں سے کچھ کھجوریں اُس نے زہر آلود کر رکھی تھیں اور اُن کی نشانی اُسے معلوم تھی وُہ اُس نے ایک طرف رکھ لیں اور باقی دُوسری طرف رکھی ہُوئی تھیں۔ چنانچہ جب اُس نے کھجوروں کا تھال امام عالی مقام کے سامنے رکھا تو آپ نے فرمایا تو بھی میرے ساتھ شمولیت کر۔ جعدہ نے وہ کھجوریں جنکو زہر آلود نہیں کیا تھا کھانا شروع کر دیا جبکہ امام عالی مقام زہر آلود کھجوریں کھاتے رہے۔ جب آپ نے سات عدد کھجوریں کھالیں تو آپ کا دل

marfat.com

خراب ہونے لگا۔ آپ نے کھجوروں سے ہاتھ کھینچ لیا اور اپنے بھائی جناب حسین علیہ السلام کے گھر تشریف لے آئے اور شدت تکلیف سے ساری رات تڑپتے اور کراہتے رہے۔ صبح ہوئی تو آپ نے روضۂ رسولؐ پر جا کر عرض کی،

پادشاہا درگہت دار الشفائے رحمت است
دردمند انیم وایں جا بہر درماں آمدیم

دُوسری مرتبہ پھر آپ کو اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رُوحانیت کی برکت سے صحت و شفا حاصل ہو گئی، آپ روضۂ رسُول سے جعدہ کے گھر تشریف لے آئے اور اُسے کہا کل ہم نے تیرے گھر سے جو کھجوریں کھائی تھیں اُنہوں نے میرا عجیب حال کر دیا ہے؟

جعدہ نے خفا ہوتے ہُوئے کہا اے میرے سردار میں نے طشت کو ڈھانپ کر رکھا ہُوا تھا اور میں بھی اُس میں سے آپ کے ساتھ کھاتی رہی ہُوں میں نہیں جانتی کہ یہ کیا بات ہے۔

امام عالی مقام خشمگیں ہو کر اُس کے حُجرہ سے باہر آ گئے اور زبان حال سے کہا!

بس ناخوش و تیرہ روزگارے دارم	بس درہم و بستہ کاروبارے دارم
غرقہ شدہ ام میان گرداب بلا	با آنکہ من از جہاں کنارے دارم

مدینہ سے مُوصل میں

بعد ازاں آپ نے اپنے بھائیوں کو بُلا کر فرمایا! اے پیارو میں دو سال سے اس شہر میں ہُوں مگر ایک روز بھی تندرست نہیں رہا ہیں۔ چاہتا ہُوں کہ کچھ دن ... آب و ہوا تبدیل کروں اور صحتیابی حاصل کروں اور

marfat.com

کچھ وقت کے لئے دشمنوں کے فریب سے نجات حاصل کروں "۔

بعد ازاں آپ نے حضرت ابن عباسؓ اور تمام مخصوص خدام کو ساتھ لیا اور موصل کی طرف روانہ ہو گئے، جب اہلِ شام کو آپ کی موصل میں آمد کا پتہ چلا تو آپ کے دوستوں کو خوشی اور راحت حاصل ہوئی جب کہ آپ کے دشمن محزون و ملول ہو گئے "۔

اندھے کی لاٹھی

روایت میں آیا ہے کہ دمشق میں ایک انتہائی دشمن اہلبیت اندھا شخص رہتا تھا اُس نے جب سُنا کہ حضرت امام حسن علیہ السلام موصل میں پہنچ گئے ہیں تو اُس نے اپنے آپ سے کہا: یہ میرا دشمن اور میرے دشمن کا بیٹا ہے، اس لئے مجھے اُسے قتل کرنے کے سوا خوشی حاصل نہیں ہوگی اور کسی کو مجھ پر اُسے قتل کرنے کا گمان بھی نہیں ہوگا میں موصل میں جا کر پہلے دوستی کی طرح ڈالوں گا اور پھر موقعہ میسر آنے پر جو میرے بس میں ہوگا کر گذروں گا۔

اُس نے اپنے عصا کی نوک کو زہر آلود کر دیا اور موصل کی مسجد میں پہنچ گیا، امام عالی مقام امام حسن علیہ السلام وہاں پر نماز پڑھا کرتے تھے اندھے نے نہایت خلوص و عقیدت کے ساتھ آپ سے ملاقات کی، اور روزانہ آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھتا اور آپ کا خطبہ سُن کر زار و قطار رویا کرتا، مگر دل میں یہ سوچتا رہتا کہ میں کس طرح اپنی لاٹھی کا زہر آپ کے جسم میں داخل کر دوں تاکہ اگر آپ کی ہزار جانیں بھی ہوں تو اس زہر کے اثر سے ایک بھی نہ بچ سکے۔

ایک روز امام عالی مقام امام حسن علیہ السلام عصر کی نماز ادا کر کے مسجد سے

باہر تشریف لا کر ... میں بیٹھ ... پاؤں کو باہر ...

marfat.com

معروف گفتگو تھے کہ وہ اندھا لاٹھی ٹیکتا ہوا آیا اور آپ کو سلام کرنے کے بعد لاٹھی کا سوا زمین پر مارا جو آپ کی کفِ پا پر پڑا جب اندھے کو محسوس ہوا کہ اُس کی لاٹھی کا سوا زمین کی بجائے امام کے پاؤں پر پڑا ہے تو اُس نے پوری قوت سے دبا دڈال دیا اور سوا آپ کی کفِ پا میں اُتر تا چلا گیا، امام عالی مقام آہ بھر کر بیٹھے بیٹھے گر پڑے اُسی وقت آپ کے پاؤں مبارک میں سوزش ہو گئی اور زخم کی جگہ سے خون جاری ہو گیا۔

اندھے کے ساتھ امام کا سلوک

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دیگر رفقاء نے اندھے کو پکڑ کر مارنا چاہا تو امام عالی مقام نے فرمایا اِسے چھوڑ دو یہ ظاہر طور پر بھی اندھا ہے اور اِس کا باطن بھی اندھا ہے اور یہ قیامت کے دِن بھی اندھا ہی اُٹھایا جائے گا، جب اُس اندھے کو پتہ چلا کہ امام عالی مقام نے اُسے چھوڑ دیا ہے تو تیزی سے چلتا ہوا لوگوں کی نگاہوں سے غایب ہو گیا۔

امام عالی مقام نے تکلیف سے کراہتے ہوئے فرمایا میں نے چاہا تھا چند روز کے لئے دشمنوں کے مکر و فریب سے رہائی حاصل کروں گا اور اہلِ جور و جفا سے خلاصی پا کر بلاؤں اور مصیبتوں سے بچا رہوں گا مگر جہاں کہیں بھی جاتا ہوں رنج و بلا اور تکلیف و مصیبت میرے قریب اور ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔

سبحان اللہ زہے وفادار غمے   غم می نہ نہد بے قدم من قدمے

تا ہر دو بدرد دِل بنالیم دمے   امروز چوں خود سوختہ ای میطلبم

جب جراح کو بلایا گیا تو اُس نے زخم کو دیکھتے ہی کہہ دیا یہ زہر میں ڈبوئے ہوئے لوہے کا زخم ہے، اور یہ زخمی کو ہلاک کرنے کی سازش ہے۔

marfat.com

سعد موصلی نے امام عالی مقام کی خدمت میں عرض کی یا ابن رسول اللہ اگر آپ اُس اندھے کو نہ چھوڑاتے تو ہم اُسے ضرور سزا دیتے،

امام عالی مقام نے فرمایا وہ خود ہی مکافاتِ عمل کو پالے گا ولا یحیق المکر السئی الا باہلہ

بد کنش را بکرد گار سپار
تا از او انتقام بستاند

اندھے کا انجام

بہر حال، جراح سمجھ دار آدمی تھا اُس نے آپؑ کا علاج شروع کر دیا اور تمام زہر امام عالی مقام کی نسوں سے کھینچ لیا، اس دوران میں آپ کے احباب اندھے کو تلاش کرتے رہے جبکہ وہ اندھا چودہ روز تک ایک مقام پر چھپا رہا اور پندرھویں روز وہاں سے نکل کر دمشق کے راستے پر ہو لیا، اتفاقاً اُس وقت عباس علی سعد موصلی کے ہاں جا رہا تھا اُس نے اندھے کو ہاتھ میں لاٹھی پکڑے جاتے ہوئے دیکھا تو غصہ سے کانپتے ہوئے اندھے کے ہاتھ سے لاٹھی چھین لی اور اُسی لاٹھی سے اُس کے سر اور منہ پر ضربیں لگانا شروع کر دیں اور اس کے سر کو پاش پاش کر دیا۔ بعد ازاں عباس کے غلاموں نے اُس کے حکم سے اندھے کا سر کاٹ لیا اور تمام موصل میں اُس کے قتل ہونے کی خبر پہنچ گئی سعد موصلی اپنے بھتیجے مختار کو لیکر وہاں پر پہنچا اور ایندھن جمع کر کے اُس بدبخت اندھے کی لاش کو جلا دیا

مروان کا آخری وار

امام عالی مقام وہاں سے مدینہ منورہ کو واپس آ گئے اور ایک روایت

marfat.com

کے مطابق شام میں جاکر حاکمِ شام سے گفتگو فرمائی اور اس پر حجت قائم کرنے کے بعد مدینہ منورہ میں تشریف لے آئے اور بیمار رہنے لگے۔ اسی اثناء میں آپ نے جعدہ کے ہاں آمد و رفت ختم کر دی"

اُدھر مروان نے الیسونیہ کو بلا کر کس قدر ہیرے جواہرات دے کر جعدہ کے پاس بھیج دیا، الیسونیہ نے جعدہ کی آگ کو تیز کرتے ہوئے کہا یزید تیرے غم میں بیمار پڑ گیا ہے اور اس نے پیغام بھیجا ہے کہ اس کی امیدوں اور آرزوؤں کے شعلے اشتعال پذیر ہو گئے ہیں جو تیرے وصال کے بغیر ٹھنڈے نہیں ہو سکتے اور اس کے شوق کا مادہ اس قدر ہیجان میں آگیا ہے کہ سوائے تیری ملاقات کے شربت کے تسکین نہیں پا سکتا"

شب ہا کہ درد ہجر تو اے ماہ می کشم
تا روز گریہ می کنم و آہ می کشم

جلدی سے اپنا کام نپٹا لے اور امام حسن کا کام تمام کر دے تاکہ تیرے گلشنِ عشرت میں نسیمِ راحت کے جھونکے آنا شروع ہو جائیں اور تیری آرزوؤں کے اُفق پر صبحِ مراد طلوع ہو جائے اور دولتِ ملاقات سعادت مقالات ہاتھ آجائے

ادراک وصال تو کہ مطلوب من ست
بر وفق مرادِ دل محصل گردد

اے جعدہ کوشش کر تاکہ اس ہیرے کا کچھ حصہ پانی یا عرقِ گلاب میں ملا کر اُسے پلا دے اور کسی قسم کا خوف اور تشویش نہ کر"

جعدہ کا داؤ چل گیا

جعدہ نے جب یہ جواہرات دیکھے اور یزید کی طرف سے محبت انگیز

marfat.com

اور اشتیاق آمیز کلمات سے تو اپنے کام سے لئے پوری طرح تیار ہوگئی اور امام عالی مقام کے قتل کی تدبیریں کرنے لگی مگر باوجود تمام کوششوں اور حیلہ سازیوں کے اُسے موقعہ میسر نہ آسکا، اِس لئے کہ اُس کی کارروائی پر گہری نظر رکھنے کے لئے اُس کے کمرے میں ایک دریچہ بنا دیا گیا تھا، اٹھائیس صفر المظفر جُمعہ کی شب اُس نے تھوڑا سا ہیرا لیا اور دریچے سے دیکھتے ہُوئے اپنے آپ سے کہا اگر کسی نے مجھے دیکھ کر پُوچھا تو کہہ دُوں گی کہ مجھ سے امام حسنؑ کی جدائی برداشت نہیں ہو سکی اِس لئے زیارت کو چلی آئی ہُوں اور اگر کسی نہ دیکھا تو اپنا کام کر کے واپس آجاؤں گی، پھر اُس نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا کہ امام عالی مقام سو رہے ہیں اور آپ کی بیٹیاں، بہنیں اور کنیزیں سب کی سب سوئی ہُوئی ہیں وُہ دبے پاؤں آپ کی خواب گاہ میں آئی، آپ کے سرہانے سے گلاس اُٹھایا جس کا مُنہ کپڑے سے باندھا ہُوا تھا، اُس نے کپڑے کو ویسے ہی بندھا رہنے دیا اور ہیرے کے زہر کی تھوڑی سی مقدار کپڑے کے اُوپر ڈال کر اُس پر اُنگلی پھیرتی رہی یہاں تک کہ کپڑے کی بندش کو خلل پُہنچائے بغیر زہر گلاس میں داخل کر دیا پھر وُہ کھڑکی کے راستے اپنے کمرے میں آگئی اور کوئی بھی اُسے یہ کارروائی کرتے ہُوئے نہ دیکھ سکا۔

امام عالی مقام کا خواب

تھوڑی دیر بعد امام عالی مقام امام حسن علیہ السلام نے بیدار ہو کر اپنی ہمشیرہ سیدہ زینبؑ کو آواز دی اور کہا اَے میری بہن میں نے ابھی ابھی خواب میں اپنے نانا جان ابا جان اور امّی جان علیہم الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی ہے تھوڑا سا پانی لائیں تاکہ وضو کر لوں پھر آپ نے ہاتھ بڑھا کر اپنے سرہانے

marfat.com

سے گلاس اُٹھایا جو اُسی طرح بند ھا پڑا تھا اُس میں سے آپ نے پانی کا ایک گھونٹ پیا اور کہا آہ یہ کیسا پانی ہے کہ میرے حلق سے ناف تک ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں! پھر آپ نے کسی کو بھیج کر امام حسین علیہ السلام کو بُلایا اور آغوش میں لیکر فرمایا بھائی جان آپ پر اللہ کی رحمت ہو اب قیامت کے دن ملاقات ہو گی"

ما بارِ فراق بر نہادیم و شدیم — صد چشمۂ زخون دل کشادیم و شدیم
کام دل ما تو بودے اندر عالم — ما کام بنا کام بداد یم و شدیم

بھائی جان! میں نے ابھی ابھی اپنے جدِ امجد اور والدین کریمین کو خواب میں دیکھا اُنہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور جنت الفردوس میں لے گئے میں نے وہاں پر بے عیب نُورانی حوروں کو دیکھا اور نانا جان صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھے فرمایا اے میرے بیٹے! خوش ہو جا کہ تجھے دشمنوں سے خلاصی حاصل ہو گئی اور تکلیف و مصیبت کے دن ختم ہو گئے کل رات تو ہمارے پاس ہو گا، میں نے خواب سے بیدار ہو کر اِس گلاس میں سے پانی پیا تو اُس نے حلق سے ناف تک میری آنتوں کو کاٹ دیا ہے"

امام حسین علیہ السلام نے گلاس ہاتھوں میں لیکر فرمایا میں تھوڑا سا پی کر دیکھتا ہوں کہ یہ کیسا پانی ہے؟

امام حسن علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام کے ہاتھوں سے گلاس لے کر زمین پر پھینک دیا اور تمام پانی بہہ گیا، جہاں جہاں وہ پانی گرا اُس اُس مقام سے زمین اُبلنے لگی۔

زہر بلا اگر چہ چشید اولیاء
اما بدیں مثابہ کسے زہر کے چشید

marfat.com

جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا

اُسی وقت اچانک امام عالی مقام امام حسن علیہ السلام کے پیٹ میں درد اُٹھا اور آپ زمین پر لوٹنے لگے اور فریاد کرنے لگے یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہو گیا آپ کو قے آنے لگی تو آپ کے سامنے طشت رکھ دیا جس میں آپ کا جگر اور آنتیں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر حلق سے باہر آگئیں جب اُس طشت کو اُٹھایا گیا تو اُس میں آپ کے جگر مبارک کے ستر ٹکڑے تھے جو حلق مبارک کے راستے باہر آگئے ایک قول کے مطابق ایک سو ستر ٹکڑے تھے جو طشت میں شمار کئے گئے چنانچہ ابن حسام فرماتے ہیں۔

کہ ریخت سونش الماس ریزہ در قدحش — کہ زہر گشت آں آب خوشگوار حسن
در اندرون صد و ہفتاد پارہ شد جگر — ہم از راہِ گلو ریخت در کنارِ حسن
برنگِ گوشۂ الماس شد زمرد فام — مفرح لبِ یاقوت آبدارِ حسن
جگر بسوخت شفق داچو لالہ ز آتش دل — ز حسرتِ جگر خستہ فگارِ حسن
بش کہ مایہ تریاک[۱] بود شد پُر زہر — فغاں ز تلخیٔ شہد شکر نثارِ حسن
ستارہ خوں بچکاند ز چشم اگر بیند — جراحتِ جگر و چشم اشکبارِ حسن
بباغ عترتِ پیغمبر از خزانِ ستم — بریخت لالہ و نسریں ز نو بہارِ حسن
بنفشہ ہیں سرِ حسرت نہادہ بر زانو — ز موئے غالیہ بوئے بنفشہ دار حسن

حدیثِ معراج کی تفسیر

جب آفتاب بلندی پر آیا تو امام عالی مقام امام حسن علیہ السلام کا رنگ مبارک

۱؎ یعنی تریاق

marfat.com

سبزی مائل ہوگیا آپ نے پُوچھا میرے چہرے کا کیا رنگ ہے؟ لوگوں نے بتایا سبزی مائل، آپ نے امام حسین کی طرف رُخِ انور کرتے ہوئے فرمایا بھائی جان معراج کی حدیث ظاہر ہو گئی ہے؟

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ہاں اور اپنے بازو بھائی کی گردن میں حمائل کر دیئے اور ایک دُوسرے کے چہرے پر چہرہ رکھ کر دونوں نے رونا شروع کر دیا حاضرین نے یہ منظر دیکھا تو سب کی چیخیں نکل گئیں اور عرض کی اے ابن رسُول اللہ ہمیں حدیث معراج کے بارے میں بتائیں؟

امام حسن علیہ السلام نے فرمایا ہمارے نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بتایا تھا کہ مجھے معراج کی رات جنت کے باغات میں لے گئے اور جملہ اہل ایمان کے مرتبے اور مدارج دکھلائے میں نے وہاں پر ایک ہی طرز کے بنے ہوئے دو محل ایک دُوسرے کے پہلو بہ پہلو دیکھے ایک محل سبز زُمرد کا بنا ہُوا تھا جس کی شُعاعیں میری نگاہوں کو خیرہ کر رہی تھیں دُوسرا سُرخ یاقوت کا بنا ہُوا تھا جس کی صفائی آفتاب جہاں تاب کی طرح نُور بکھیر رہی تھی، میں نے رضوان سے پُوچھا یہ محلات کس کے لئے ہیں؟

رضوان نے کہا ایک حسنؑ کے لئے ہے اور دُوسرا حسینؑ کے لئے ہے،

میں نے پُوچھا دونوں کا ایک رنگ کیوں نہیں؟

رضوان یہ سُن کر خاموش ہو گیا تو میں نے کہا تُو نے جواب کیوں نہیں دیا؟

جبرئیل نے کہا یا رسُول اللہ اسے بتاتے ہُوئے شرم آتی ہے، قصر سبز حسنؑ کے لئے ہے کیونکہ اُنہیں زہر دیا جائے گا اور آخر وقت پر اُن کے چہرے کا رنگ سبزی مائل ہو جائے گا۔ حسینؑ کے لئے سُرخ محل اس لئے ہے کہ اُنہیں شہید کیا جائے گا اور وقت آخر اُن کا چہرہ خُون سے سُرخ ہو جائے گا۔

marfat.com

امام حسن علیہ السلام نے یہ واقعہ بیان کیا اور امام حسینؑ کو بسینے سے لگا کر بھینچ لیا ہر دو حضرات ایک دُوسرے کے چہرے سے چہرہ ملنے لگے اور ایک دوسرے کی پیشانی چُومتے ہوئے اِس طرح روئے کہ کسی شخص میں اِس منظر کو دیکھنے کی تاب نہ رہی چنانچہ حاضرین مجلس بھی اُن کے ساتھ مل کر گریہ کناں ہو گئے بلکہ اس گریہ وزاری میں در و دیوار اور حجر و شجر بھی شامل ہو کر بادلوں کی طرح اشکبار ہو گئے۔

بگذار تا بگریم چوں ابر در بہاراں
کز سنگ گریہ خیزد روز وداعِ یاراں

رونے دیں

حق یہ ہے کہ اِن جیسے واقعات میں رونے سے منع نہ کیا جائے اور اِن مصائب جیسی مصیبتوں میں رونے والے کو معذور جاننا چاہیئے، وُہ کون سا دل ہے جو اِس بارِ گراں کو کھینچنے کا متحمل ہو سکتا ہے اور وُہ کون سی آنکھ ہے جو اِس مصیبتِ جاں سوز پر اشکباری کا حق ادا کر سکے۔

گر بقدرِ سوزشِ دل چشمِ من بگریستے — مُرغ و ماہی در غمِ من تن بتن بگریستے
زہرہ گو تا زہرِ جامِ دشمن آوردی بیاد — وز سرِ حسرت چوں زشرِ ابرِ حسن بگریستے
حالِ یاقوت بش کز زہر شُد زنگار فام — گر بدانستے عقیق اندر یمن بگریستے
لعل اگر آں خردۂ الماس دیدے بر لبش — خُوں شُد و ز سوزِ آں فخرِ زمن بگریستے

زاں جگر کاں پارہ پارہ شُد اگر آگاہ شُدے
مُرغ زاری کردے و بہرِ حسنؑ بگریستے

marfat.com

امام کو زہر کس نے دیا

شواہد النبوت میں آیا ہے کہ امام عالی مقام امام حسن علیہ السلام کے وصال پاک کے وقت آپ کے بھائی حضرت امام حسین علیہ السلام نے آپ کے سرہانے بیٹھ کر پوچھا بھائی جان آپ کے خیال کے مطابق آپ کو کس نے زہر دیا ہے؟

امام حسن علیہ السلام نے فرمایا! کیا آپ اس لئے پوچھ رہے ہیں کہ زہر دینے والے کو قتل کر دیں؟

امام حسینؑ علیہ السلام نے فرمایا! ہاں

امام حسن علیہ السلام نے فرمایا اگر زہر دینے والا وہ شخص ہے جس کے متعلق میرا گمان ہے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا غضب سب سے زیادہ شدید تر ہے۔ اور اگر وہ نہیں تو مجھے پسند نہیں کہ میرے لئے کسی بے گناہ کو قتل کر دیا جائے۔

حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فصل الخطاب میں فرماتے ہیں حضرت امام حسن علیہ السلام کو چھ مرتبہ زہر دیا گیا، پانچ مرتبہ کا دیا ہوا زہر آپ پر کارگر نہ ہوا جب کہ چھٹی مرتبہ کارگر ہو گیا، امام حسین علیہ السلام نے آپ کے سرہانے آ کر کہا آپ مجھے زہر دینے والے کا نام بتائیں میں اس کے ساتھ جنگ کر دوں گا؟

امام حسن علیہ السلام نے فرمایا! برادر عزیز ہمارے نانا جان، نانی جان، ابا جان، امی جان و دیگر اہل بیت میں سے کوئی ایک بھی اشارے اور غمازی کرنے والا نہ تھا اور غمازی اچھی چیز نہیں۔

رفتیم و غم عشق تو در سینہ نہفتیم
با ہیچ کسے حال دل خویش نگفتیم

marfat.com

امام حسن کا قاتل سے خطاب

تاہم روایات میں آتا ہے کہ آپ نے اسماء یعنی جعدہ کو خلوت میں بلا کر فرمایا اے جفا کار و بے وفا دوست اور میری ناسازگار بیوی میں نے تجھ پر کرم کیا ہے اور اپنے بیٹوں اور بھائیوں کو تیرے کردار سے آگاہ نہیں کیا اور نہ ہی تیرے چہرے سے تیرے کام کا پردہ اُٹھایا ہے اور تیرے کام کو قیامت کے دن پر چھوڑ دیا ہے، کیا تجھے خدا سے کچھ شرم نہ آئی اور میرا کوئی تعلق تیرا دامن گیر نہ ہوا! کیا دوست دوستوں کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہیں؟ اور مجھ سے وفادار دوست کے ساتھ بلا وجہ بے وفائی تو نے کس طرف سے کی ہے؟

اے یار کسے بے سببے یار کشد — دانگاہ چو من یار وفادار کشد

تو دوست مگو دشمن خود گیر مرا — کس دشمن خویش را چنیں زار کشد

بعد ازاں آپ نے جعدہ کی طرف سے رُخِ انور پھیرتے ہوئے فرمایا! چلی جا کیونکہ میں جانتا ہوں تیری مراد پوری نہیں ہوگی اور تیرا مقصود و مطلوب تجھے حاصل نہیں ہوگا، پھر آپ نے امام حسین علیہ السلام کو آواز دی اور تمام اولاد اور بھائیوں کو بلا کر تقویٰ و اطاعت کی وصیت فرمائی۔

امام حسن کا وصال مبارک

منقول ہے کہ آپ نے اپنی ہمشیرہ سیدہ اُم کلثوم سلام اللہ علیہا کو فرمایا! اے خواہر نامدار اور یادگارِ مادرِ بزرگوار میرے بیٹے قاسم کو حاضر کر، سیدہ اُم کلثوم نے جناب قاسمؑ کو بُلایا تو امام حسن علیہ السلام نے اُنہیں سینے سے لپٹا کر اُن کے چہرے پر چہرہ رکھ کر زار و قطار رونا شروع کر دیا بعد ازاں جناب قاسم کا ہاتھ

marfat.com

امام حسین علیہ السلام کے ہاتھ میں دیکر فرمایا میں آپ کی فلاں صاحبزادی کو قاسم کے لئے نامزد کرتا ہوں وقت آنے پر اُسے اِس کے سپرد کر دینا اور اِس پر ہمیشہ باپ کی مشفقانہ نگاہیں رکھنا۔

انتیس ۲۹ صفر المظفر ہفتے کی رات کو آپ کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی اور آنکھیں بند ہو گئیں۔ آپ کی اولاد طاہرہ بہنیں اور بھائی آپ کے پاس جمع تھے جب رات کے دو پہر گذر گئے تو آپ نے چشمانِ مبارک کھول کر امام حسین علیہ السلام کو فرمایا! میں اپنے برادران اور اولاد کے لئے آپ سے سفارش کرتا ہوں اور ان سب کو آپ کے سپرد کرتا ہوں اور آپ کو خدا کے سپرد کرتا ہوں، اِس کے ساتھ ہی آپ کی زبان مبارک پر کلمۂ شہادت جاری ہو گیا اور آپ نے وما عند اللہ خیر الابرار کی نص کو اپنا نصب العین بنا کر وان لہ عندنا لزلفیٰ وحسن مآب کا علم بلند کر دیا۔

دوست بر دوست رفت و یار بر یار

واحسرتا کہ سرو رواں از چمن برفت | یعنی کہ نور دیدۂ زہراؑ حسنؑ برفت
از شوقِ گیسوئش جگرِ نافہ گشت خون | وز ہجرِ روئیش آبِ رخِ نسترن برفت

یعقوبؑ وار دیدہ نرگس سفید شد

کز مصر ناز یوسفِ گل پیرہن برفت

مقامِ تدفین

آپ کے بھائیوں نے آپ کی تجہیز و تکفین کی اور تختِ کرامت پر لٹا کر جنت البقیع شریف میں لے گئے اور آپکو آپ کی دادی حضرت فاطمہ بنت اسد

marfat.com

صحیح روایت اِس طرح منقول ہے کہ امام عالی مقام امام حسن علیہ السلام نے وصیت فرمائی تھی کہ میرا جنازہ میرے نانا جان کے روضۂ اقدس پر لے جانا اگر کسی نے مزاحمت نہ کی تو پہلوئے رسُول میں دفن کر دینا اور اگر کسی نے رکاوٹ ڈالی تو لڑائی جھگڑا کئے بغیر جنت البقیع میں لے جانا، آپ کے حُکم کے مطابق جب آپ کا جنازہ روضۂ رسُول پر لے جایا گیا تو مخالفین نے زبردست مخالفت کی چنانچہ آپ کو بقیع میں لے جا کر دفن کر دیا گیا،

امام حسن علیہ السلام کی عُمر مبارک

اصح روایت کے مطابق امام عالی مقام امام حسن علیہ السلام کی عُمر مبارک سنتالیس سال تھی جب کہ بہت کم لوگوں نے اِس سے زیادہ بھی بتائی ہے

جعدہ کا انجام

رسم تعزیت کے بعد مروان بن حکم کو خطرہ لاحق ہُوا کہ امام حسین علیہ السلام مردِ غیور ہیں اور وہ قتل حسن کو برداشت نہیں کریں گے اور قاتل کو ضرور تلاش کریں گے اگر جعدہ پکڑی گئی اور اُس نے اپنی جان کے خوف سے بتا دیا کہ زہر اور ہیرا مروان نے بھیجا تھا تو امام حسین بنو ہاشم کو لیکر میرے مقابلے میں آجائیں گے اور اِس مصیبت پر کسی طرح قابو نہیں پایا جا سکے گا بلکہ اِس آگ کو بُجھانے کے لئے دریائے محیط کا پانی بھی ناکافی ہوگا، چُنانچہ اُس نے جعدہ کو پیغام بھیجا تو کیوں بیٹھی ہوئی ہے جس قدر جلد مُمکن ہو یہاں سے بھاگ جا کیونکہ حسینؑ تیری فکر میں ہیں"

marfat.com

نہ دے سکتی تھی لہٰذا وہ بھاگتی ہوئی مروان کے گھر میں پناہ گزین ہو گئی مروان نے دو غلاموں اور تین کنیزوں کے ساتھ اُسے امیر شام کے پاس بھیج دیا اور خط لکھا کہ اسے ہر حالت میں ایسی جگہ چھپا دیا جائے جہاں کسی کا گذر ہرگز ممکن نہ ہو۔ اگر اس واقعہ کا راز فاش ہو گیا تو سویا ہوا فتنہ دوسری بار جاگ اُٹھے گا اور میان میں گئی ہوئی تلواریں دوبارہ باہر آجائیں گی لہٰذا اس امر کا پورا پورا خیال رکھا جائے کہ جعدہ اپنا راز کسی پر ظاہر نہ کر سکے اور ہمارا پوشیدہ بھید آشکار نہ ہو سکے۔

جعدہ کے ساتھ جب یہ خط شام میں پہنچا تو امام عالی مقام امام حسن علیہ السلام کی شہادت کی خبر اُس وقت وہاں پہنچ چکی تھی، امیر شام نے امام کے سوگ میں شہر کی دکانیں بند کروا دیں اور تمام گھروں کے دروازے سیاہ کروا دیے۔ اور خود بھی تمام اُمراء و وزراء اور بڑے بڑے لوگوں سمیت سیاہ لباس پہن کر تین روز تک تعزیت بزرگانہ میں مشغولیت رکھی۔

بعد ازاں جعدہ کو بُلا کر حقیقتِ حال پوچھی تو اُس نے کھانے میں زہر دینے سے لیکر پانی میں ہیرا ملانے تک تمام واقعہ من و عن بتا دیا اور کہا کہ اُس نے یہ سب کچھ آپ کی خوشنودی اور یزید کی محبت کی وجہ سے کرتے ہوئے خدا اور رسول کی ناراضگی مول لی ہے اور عذاب جہنم کو اختیار کیا ہے۔

امیر شام نے کہا! تجھ پر خدا کی لعنت تجھے خُدا سے شرم نہ آئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غضب کا خیال نہ آیا تجھے امام حسن کے تابدار و مشکبار اور عنبر شار گیسوؤں پر رحم نہ آیا، اُن کے چاند جیسے چہرے پر ظلم کرتے وقت تجھے اپنی رُوسیاہی اور تباہ حالی یاد نہ آئی، تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جگر گوشے کا لحاظ نہیں کیا تو یزید کے ساتھ تُو کیا سلوک کرے گی؟

جُز جور و جفا نیاید از تو	جُز فعل خطا نیاید از تو
از تو طلب وفا محال است	البتہ وفائے ناید از تو!

marfat.com

حضرت علامہ صائم چشتیؒ کی تصنیفات وتراجم

مُشکل کُشاء
اوّل - دوئم

شہید ابنِ شہید
اوّل - دوئم

البتُولؑ

اِیمانِ اَبی طالِبؑ
اوّل - دوئم

اَلمدد
یارسُول اللہ

گیارھویں شریف

خاتُونِ جنّت

پھل تے کنڈے

خصائصِ علیؑ
اُردو ترجمہ

شرفِ سادات
اُردو ترجمہ

فتُوحاتِ مکیّہ
اُردو ترجمہ

والدینِ مُصطفیٰ
اُردو ترجمہ

marfat.com